اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ

وَقُلۡ رَّبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا ﴿114﴾ (سورة طٰه)

اور دعاء مانگو کہ اے میرے پروردگار! میرے علم میں مزید اضافہ فرمانا۔

وَمَا يَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰى ﴿3﴾ اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡىٌ يُّوۡحٰى ﴿4﴾ (سورة النجم)

اور نہ وہ (آنحضرتؐ) ہرگز اپنی نفسانی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں (بلکہ) وہ تو صرف وحی ہے جو (اُن پر) نازل کی جاتی ہے۔

امامنا و سیدنا حضرت بندگی میراں سید محمد مہدئ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

اِرشاداتِ عالیہ

قرآن واحادیث کی روشنی میں

مصنف:۔ فقیر ابوالفیض سید سعید الحق شاہین تشریف اللّٰہی

ابن علامۃ العصر اسعد العلماء ابوسعید سید محمود عرف مرشد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

منجانب: دائرۃ المرشد میاں۔ گرین وین، ساوتھ کیرولینا۔ امریکہ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ﴿114﴾ (سورة طٰه)

اور دعاء مانگو کہ اے میرے پروردگار! میرے علم میں مزید اضافہ فرمانا۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ﴿3﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴿4﴾ (سورة النجم)

اور نہ وہ (آنحضرتؐ) ہرگز اپنی نفسانی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں (بلکہ) وہ تو صرف وحی ہے جو (اُن پر) نازل کی جاتی ہے۔

امامنا وسیدنا حضرت بندگی میراں سید محمد مہدئ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

اِرشاداتِ عالیہ

قرآن واحادیث کی روشنی میں

مصنف:- فقیر ابوالفیض سید سعید الحق شاہین تشریف اللّٰہی

ابن علامۃ العصر اسعد العلماء ابوسعید سید محمود عرف مرشد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

منجانب: دائرۃ المرشد میاں۔ گرین وین، ساوتھ کیرولینا۔ امریکہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً وّمُصلیاً

اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِیٓ ھُوَ قَائِمُ بِذَاتِہٖ لِکُلِّ شَیئٍ مِّنہُ الوُجُودُ وَحدَہٗ لَا شَرِیکَ لَہٗ ھُوالحَیُّ القَیُّومُ الوَدُودُ ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالتَّحِیَاتُ عَلٰی اَفضَلِ الاَنَامِ مُحَمَّدِنِ المُصطَفٰی خَاتِمِ اَنبِیَائِہٖ وَعَلٰی خَاتِمِ وِلَایَتِہِ الَّذِی کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّن رَّبِہٖ خَلِیفَۃُ الرَّحمٰنِ سَمِیُّ النَّبِیِّ المَوعُودُ مُجِیئُہُ فِی اٰخِرِالزَّمَانِ وَعَلٰی آلِھِمَا وَ اَصحَابِھِمَا اَجمَعِینَ الرَّاشِدِینَ الصَّالِحِینَ ھُم اَصحَابُ الیَقِینِ الَّذِینَ صَعِدُوا ذَروَۃَ الدِّینِ ۔ آمین ۔

ترجمہ:- (حقیقی اور کامل) تعریف "اللہ تعالیٰ" ہی کے لیے ہے جو اپنی ہی ذات سے آپ قائم ہے۔ ہر چیز کا وجود اُسی سے ہے، وہ کہ جو "حَیُّ" (ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندہ ہے) جو "قیوم" (ساری کائنات کو جب تک چاہے قائم رکھنے والا ہے) اور جو "وَدُودُ" (محبت فرمانے والا ہے) "صلوٰت" (درود ہوں) اور "تحیات" (بہت سارے سلام ہوں) مخلوق کے افضل محمد مصطفیٰ ﷺ پر جو اللہ تعالیٰ کے سارے انبیاء کے خاتم ہوئے، نیز اُن ہی کی ولایت کے خاتم پر کہ جو اپنے رب کی طرف سے "بینہ" (روشن دلیل) لے کر آئے، جو اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اور نبیؐ کے ہم نام تھے کہ جن کے آخر زمانے میں آنے کا وعدہ فرمایا گیا تھا، اور آپؑ دونوں کی آل اور اصحابؓ پر بھی جو سب کے سب راشدین اور صالحین تھے، جو اصحابِ یقین تھے اور جو دین کی بلندی پر فائز تھے۔ آمین ***

قَالَ اللّٰہِ تَعَالٰی فِی القُراٰنِ المَجِیدُ! قَالَ رَبِّ اشرَح لِی صَدرِی ﴿25﴾ وَیَسِّرلِیٓ اَمرِی ﴿26﴾ وَاحلُل عُقدَۃً مِّن لِّسَانِی ﴿27﴾ یَفقَھُوا قَولِی ﴿28﴾ (سورۃ طٰہ)

ترجمہ:- فرمایا پروردگار! میرا سینہ کھول دے، اور میرے کام کو میرے لیے آسان فرمادے اور میری زبان کی گرہ سلجھا دے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔

ساری "حَمْدُ وَثَنَاء" صرف اللہ تبارک تعالیٰ کے لیے کامل واکمل، موزوں، سزاوار اور وقف ہے جس نے انسان کو "صراطِ مستقیم" دِکھانے اور راہِ نجات دِلانے کے لیے انبیاء ومرسلین اور خلفائے الٰہی مبعوث فرمائے اور کتبِ سماویہ بھی نازل فرمائے تاکہ انسان گمرہی سے بچے اور "راہِ ہدایت" پاتا رہے۔ لاکھوں درود وسلام ہوں حضرت خاتم الانبیاء رسالت مآب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ پر جن پر اللہ کی کتاب "قرآنِ مجید" جیسی "نعمتِ عظمیٰ" نازل ہوئی جو قیامت تک کے لیے "سرچشمۂ ہدایت" ہے اور رہے گی۔ لاکھوں درود و سلام ہوں حضرت خاتم الاولیا، خلیفۃ اللہ، مبینِ کلام اللہ، امر اللہ ومراد اللہ، امامنا وسیدنا بندگی میراں سید محمد جونپوری مہدئ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جو تابعِ تامِ رسولِ اکرم ﷺ اور وارثِ حقیقی وناصرِ دینِ محمدیؐ ہیں اور اِن دونوں خاتمین علیہما السلام کی آل واصحابِ مکرم رضی اللہ عنہم پر بھی۔ امابعد!

نقلِ مبارک (1):- (از نقلیاتِ حضرت بندگی میاں عبدالرشید رضی اللہ عنہٗ مع ترجمہ وتوضیحات)

حضرت مہدی علیہ السلام فرمودند ہر کہ نقل کند از من اگر آں نقل موافقِ کلامِ حق تعالیٰ است آں نقل درست و از من است۔ و اگر موافقِ کلام اللہ نیست از من نیست۔ یا نقل کنندا را در وقتِ شنیدن دل حاضر نہ بودہ باشد۔ بداں سبب سہو شدہ است۔

ترجمہ:- حضرت مہدی علیہ السلام نے اِرشاد فرمایا کہ جو شخص میری نقل بیان کرے اگر وہ حق تعالیٰ کے کلام کے موافق ہے تو وہ درست ہے یا اگر اللہ کے کلام کے موافق نہیں ہے تو وہ میری نقل نہیں ہے۔ یا (سمجھ لیا جائے کہ) سننے کے وقت ناقل کا دل حاضر نہ رہا ہوگا جس کی وجہ سے سہو ہوگیا ہے۔

نقلِ مبارک (2):- (از نقلیاتِ حضرت بندگی میاں عبدالرشید رضی اللہ عنہٗ مع ترجمہ وتوضیحات)

نیز فرمودند کہ ہر حدیثے کہ باذاتِ ایں بندہ موافق نیست آں صحیح نیست۔

ترجمہ:- نیز حضرت مہدیٔ موعود علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو حدیث اِس بندہ کی ذات کے (قول و فعل کے) موافق نہیں ہے صحیح نہیں ہے۔

مصنفِ انصاف نامہ اور حاشیہ انصاف نامہ حضرت بندگی میاں سید ولی رحمتہ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ:-
"اور یہ نقول، خدائے تعالیٰ کے کلام اور رسول ﷺ کی احادیث کے موافق ہیں اور اگلے بزرگوں کے بعضے اقوال (جو منقول ہیں وہ) بھی نقول (مہدیؑ) کے موافق ہیں۔"

اِسی طرح "انصاف نامہ" میں بھی مندرجہ بالا دو نقول الفاظ کے قدرے اختلاف کے ساتھ آئے ہیں جس سے اِن نقول کی صداقت کو مزید تقویت ملتی ہے۔

نقل (1) ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص بندہ سے نقل کرے تو چاہیے کہ اُس نقل کو دیکھے اگر خدائے تعالیٰ کے کلام کے موافق ہے تو وہ (نقل) بندہ سے ہے اور اگر خدائے تعالیٰ کے کلام کے موافق نہیں ہے تو وہ نقل بندہ سے نہیں ہے یا وہ شخص ہماری بات کو سمجھ نہ سکا۔

نقل (2) چنانچہ بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے عقیدۂ شریفہ میں تحریر فرمایا ہے کہ احادیث میں اختلاف بہت ہے اِس کی صحت مشکل ہے حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو حدیث کہ خدائے تعالیٰ کی کتاب اور بندہ کے حال کے موافق ہو وہی صحیح ہے۔ چناچہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد تمھارے لیے حدیثیں بہت ہو جائیں گی تم اِن کو کتابُ اللہ پر پیش کرو اگر موافق ہوں تو قبول کرو ورنہ رد کردو۔

تشریح

اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ:-

وَمَا يَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰى ③ اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡىٌ يُّوۡحٰى ④ (سورة النجم)

ترجمہ:- اور نہ وہ (آنحضرتؐ) ہرگز اپنی نفسانی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں۔ (بلکہ) یہ تو صرف "وحی" ہے جو اُن پر نازل کی جاتی ہے۔

اور امامنا حضرت بندگی میراں سید محمد مہدیٔ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشادِ گرامی ہے کہ:-

"ہر حکمے کہ بیان می کنم از خدا و بامرِ خدا بیان می کنم"

ترجمہ:- یعنی میں جو حکم بیان کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے معلوم کرکے اور اللہ کے حکم سے بیان کرتا ہوں۔

اور ایک جگہ آپؑ نے خود پر جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ وحی نہ ہونے کے بارے میں اِرشاد فرمایا کہ:-

"اینجاهم جبرئیلؑ است و لیکن مامور نیست"

ترجمہ:- یعنی یہاں بھی جبرئیل علیہ السلام ہیں لیکن مامور نہیں ہیں۔

وَمَا يَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰى ③ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت عماد الدین ابنِ کثیرؒ نے تحریر فرمایا کہ:-

"آپؐ کا علم کامل، آپؐ کا عمل کامل مطابقِ علم، آپؐ کا راستہ سیدھا، آپؐ سب سے "عظیم الشان شریعت" کے "شارع"، آپؐ اعتدال والی راہِ حق پر قائم، آپؐ کا کوئی قول، کوئی فرمان اپنے نفس کی خواہش اور ذاتی غرض سے نہیں ہوتا بلکہ جس چیز کی تبلیغ کا "حکمِ خدا" ہوتا ہے آپؐ اُسے اپنی زبان سے نکالتے ہیں جو کچھ وہاں (یعنی اللہ کی طرف) سے کہا جائے آپؐ کی زبان سے ادا ہوتا ہے۔ کمی بیشی، زیادتی یا نقصان سے آپؐ کا کلام پاک ہوتا ہے۔"

حدیثِ شریف:- مسندِ احمد میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں، میں حضورؐ سے جو کچھ سنتا تھا اُسے حفظ کرنے کے لیے لکھ لیا کرتا تھا، پس بعض قریشیوں نے مجھے اِس سے روکا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایک انسان ہیں کبھی کبھی غصے اور غضب میں بھی کچھ فرمادیا کرتے ہیں چنانچہ میں لکھنے سے رُک گیا۔ پھر میں نے اِس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپؐ نے فرمایا "لکھ لیا کرو" اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے "میری زبان سے سوائے حق

بات کے اور کوئی کلمہ نہیں نکلتا"۔

حدیثِ شریف:- یہ حدیث ابو داؤد اور ابنِ ابی شیبہ میں بھی ہے۔
بزار میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں تمھیں جس امر (حکم) کی خبر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوں اُس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہوتا۔ مسندِ احمد حنبل میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا "میں بجز حق کے کچھ نہیں کہتا"۔ اِس سے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا حضور ﷺ کبھی کبھی ہم سے خوش طبعی بھی کرتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا اِس وقت بھی میری زبان سے "ناحق" نہیں نکلتا۔ (ابنِ کثیر)

جو مقدس ہستی (رسول اللہ ﷺ) اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر فرما رہی ہے کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میری زبان سے سوائے حق بات کے اور کوئی کلمہ نہیں نکلتا وہی مقدس ہستی کا ارشادِ گرامی امامنا حضرت مہدیٔ موعود علیہ السلام کے بارے میں ہے کہ " خُلُقُهٗ خُلُقِیْ " یعنی اُن (مہدیؑ) کے اخلاق میرے اخلاق ہونگے۔ اور یہ بھی پیشین گوئی فرمائی کہ " یَقْفُوْ اَثَرِیْ وَ لَا یُخْطِیْ " وہ میرے نقشِ قدم پر ہونگے خطا نہیں کریں گے۔ تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ امامنا مہدیٔ موعود علیہ السلام بحیثیتِ خلیفۃ اللہ، معصوم عن الخطا جو بھی فرماتے تھے وہ خدا کے حکم سے ہی فرماتے تھے اور آپؑ کا ہر فرمانِ مبارک " وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی " کی صفت سے ہی متصف ہوتا تھا۔ اِس کی صراحت وتشریح کے لیے بعثتِ امامنا مہدیٔ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفصیلات اور آپؑ کی سیرتِ طیبہ اور آپؑ کے مکارمِ اخلاق اور اوصافِ حمیدہ، معجزات اور فیوض وبرکات کا قرآن وحدیث کی روشنی میں گہرائی وگیرائی سے مطالعہ کرنا ضروری ہے۔

بعثتِ مہدیٔ موعودؑ:- "مولود شریف" مولفہ حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہٗ ابنِ حضرت شاہ نظام وحدت آشام رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اپنی کتاب میں جو کہ سیرتِ مہدی علیہ السلام کی سب سے پہلی کتاب ہے تحریر فرمایا ہے:-
"جیسا کہ خاتم النبی علیہ السلام کا تولد پیر کے دن ہوا چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں پیر کے دن پیدا ہوا میں ایک دن بھوکا رہنے اور ایک دن پیٹ بھر کھانے کو دوست رکھتا ہوں اور میں دعویٰ کروں گا دوشنبہ کے دن اور میں دوشنبہ کو مروں گا۔ حضرت میراں سید محمد مہدیٔ موعود علیہ السلام کی پیدائش کے دن بت خانوں میں تمام دیو اور بت زمین پر

اوندھے گر پڑے اور فرشتۂ غیبی نے ندا کی کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا۔ بے شک باطل مٹنے والا ہی تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا ہے مہدی مجھ سے ہے بے شک وہ میرے قدم بقدم چلے گا اور خطا نہیں کرے گا۔ جب افضل الزماں مرشدِ دوراں میاں شیخ دانیالؒ ساکنِ شہر جونپور کے کان میں "جاءالحق" کی آواز پہنچی اور آپ کو معلوم ہوا کہ بت خانوں میں بت گر پڑے تو شیخ کے روشن دل میں یہ بات آئی کہ آج کوئی مردِ عزیز اِس شہر میں پیدا ہوا ہے۔ پس شیخِ مذکور اِس کھوج میں تھے بعض اشخاص سے آپ کو خبر ملی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے میراں سید عبداللہؒ کو لڑکا عطا کیا ہے، اِس کے جواب میں شیخ نے فرمایا کہ اچھا ہے دن مہدیٔ موعود علیہ السلام کی ولادت کا دن اور مہدیٔ موعود علیہ السلام کی ولادت اللہ کے گزشتہ خلیفوں کی گواہ ہے۔ پس شیخؒ نے میراں سید عبداللہؒ کو طلب کرکے فرمایا کہ اِس بچہ کا حال اور اِس کی ماہیت ظاہر فرمایئے تو آپ نے فرمایا کہ وہ بچہ جب ماں کے پیٹ سے باہر ہوا تو خون اور کثافت سے پاک و صاف تھا اور حضرت مہدی علیہ السلام کی ولادت کی رات میں تمام گھروں کے چراغ بجھ گئے، دوڑ رہے تھے لوگ تجلی (1) میں اور نہیں روشن ہوئے چراغ صبح تک کیونکہ ولایتِ محمدیہؐ کے نور سے روشن کیا ہوا تمام اولیاء اور مومنین کا چراغ پیدا ہوا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا اور اِس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاقچہ ہے اِس میں چراغ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اللہ خاص کرلیتا ہے اپنی رحمت سے، جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت سے یعنی نبوت اور ولایت سے اور وہ دونوں (خاتم نبوت اور خاتمِ ولایت) ہر زماں اور ہر مکاں میں تمام اقوال افعال اور احوال میں برابر ہیں حضرت بندگی میاں شاہ دلاور رضی اللہ عنہٗ سے نقل ہے کہ حضرت مہدی علیہ

(1) حضرت مہدی علیہ السلام کی ولادت کے وقت سارے جونپور میں ایک تجلی نما روشنی پیدا ہوئی جس سے در و دیوار شجر و حجر سب روشن ہو گئے اِس تجلی کو دیکھ کر حیرت سے اِدھر اُدھر دوڑ رہے تھے اور چراغ بجھ گئے تھے جو صبح تک روشن نہ ہو سکے۔ یہ حضرت مہدی علیہ السلام کی ولادت کا معجزہ ہے۔

السلام نے فرمایا بندہ ماں کے پیٹ سے باہر ہوتے ہی مجھ کو فرمانِ خدا ہوا کہ وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن ہے۔ اور نیز فرمایا کہ اُسی وقت بندہ کو خود حق تعالیٰ نے چاروں کتابوں کی تعلیم دی اگر بندہ توریت پڑھتا تو لوگ متحیر ہو کر کہتے کہ تجھ کو کیونکر معلوم ہوا اور سمجھتے کہ پھر موسیٰ کا ظہور ہوا مگر بندہ نے ہضم کیا اور اگر بندہ انجیل پڑھتا تو لوگ

کہتے کہ مسیح ابن مریمؑ کا ظہورِ مکرر ہوا ہے اِسی طرح اگر بندہ زبور پڑھتا تو کہتے کہ داؤد ہے۔ اگر بندہ کلام اللہ پڑھتا تو کہتے کہ یہ مردِ عزیز محمد رسول اللہ ﷺ ہے کہ مکرر ظہور فرمایا ہے۔ اور لوگ شک و شبہ میں پڑ جاتے اور عام و خاص نبوت کا اقرار کرنے لگتے۔ لیکن بندہ نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہضم کیا اِس لیے کہ حق تعالیٰ نے بندہ کو محمدؐ کی ولایت کے بوجھ کو اُٹھانے کے لیے پیدا کیا ہے۔ نیز نقل ہے حضرت مہدیؑ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے سید محمد! ہم نے خاص تیری ذات کو اپنے حبیبؐ کی ولایت کا بار اُٹھانے کے لیے جملہ شریعت کے آداب بالکلیہ تجھ سے پورے ادا کراتے ہیں۔ یہ ہمارا فضل و کرم ہے اور نیز نقل ہے حضرت مہدیؑ نے فرمایا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے جو کچھ محمدؐ کو دیا مجھ کو دیا اور جو کچھ محمدؐ کو دیا نہ محمدؐ کے پہلے کسی کو دیا تھا اور نہ بندہ کے بعد کسی کو دیا جائے گا۔ حاصلِ کلام سید عبد اللہؒ نے شیخؒ سے کہا کہ وہ ذاتِ مبارک جب پیدا ہوئی تو دونوں ہاتھ اپنی شرمگاہ پر رکھے ہوئے تھے۔ جب جسمِ شریف پر کپڑے پہنائے گئے تو شرمگاہ سے اپنے ہاتھ اُٹھا لیے۔ جب کبھی تنِ مبارک سے کپڑے نکالتے ہیں تو پہلے کی طرح اپنے ہاتھ شرمگاہ پر رکھ لیتے۔ اِس ذات فائض البرکات کا رونا اور بچوں کے رونے کی طرح نہیں بلکہ اِس صاحبِ عقل طفل کی آواز تمام سامعین کو جاذب بنا دیتی ہے۔ شیخ الاسلامؒ نے پوچھا کہ اِس صاحب فضل طفل کا نام کیا رکھے ہو تو فرمایا کہ آج کی رات میں نے معاملہ (خواب) دیکھا کہ حضرت رسالتؐ پناہ نے تشریف لا کر فرمایا کہ اِس طفل کا نام میں نے اپنا نام رکھا ہے پس آنحضرتؐ کی اِس بشارت کی بناء پر طفلِ مذکور کا نام میراں سید محمدؒ رکھا ہوں چنانچہ رسالت پناہؐ نے فرمایا ہے کہ مہدی مجھ سے ہے میرے بعد ہوگا اُس کا نام میرا نام اُس کے باپ کا نام میرے باپ کا نام اور اُس کی ماں کا نام میری ماں کا نام ہوگا۔ شیخ علیہ الرحمتہ نے پوچھا کہ اِس طفل کا حلیہ و رنگ کیسا ہے تو سید عبد اللہؒ نے فرمایا کہ وہ گندم گوں روشن پیشانی بلند بینی اور جٹھ بہوں رکھتا ہے۔ چنانچہ نبیؐ نے فرمایا کہ مہدی مجھ سے ہے روشن پیشانی بلند بینی اور جٹھ بہوں والا ہوگا۔ شیخ رضوان اللہ علیہ نے سید عبد اللہؒ کو مبارکباد دے کر رخصت فرمایا لیکن شیر خوارگی کے زمانہ میں اِس ذات کے وجود سے اتنے معجزے ظاہر ہوئے کہ عارفین نے یقین سے کہا کہ اِس طفل میں بڑا راز ہے بلکہ بہت سے لوگ اِس راز کے ظاہر ہونے کے منتظر ہو گئے کہ بے شک یہ طفل حدیث شریف ہذا بھر دے گا زمین کو عدل و انصاف سے جس طرح کہ جور و ظلم سے بھری گئی، کا ظہور اُس کی دعوت سے ہوگا بلکہ ملکِ

عرب و عجم کے لیے جیسا کہ انبیاء کا طریقہ تھا قلوب کو کھول (1) دے گا۔ اب حضرت مہدیؑ کے حلیہ مبارک کی کیفیت سنو کہ حضرت مہدیؑ کی صورت و سیرت خاتم النبی ﷺ کی صورت و سیرت کی جیسی تھی چنانچہ حضرت مہدیؑ نے فرمایا کہ اگر بندہ اور حضرت ابراہیم خلیلؑ اللہ اور محمد مصطفےٰ ﷺ ایک زمانہ ہوتے تو کوئی شخص ہمارے درمیان تمیز نہ کر سکتا۔

خزانۂ غیب لاریب تقسیم کرے گا۔ اور یہ بارانِ رحمت تمام مخلوق کی برائیوں کو شِفاءِ عبدی سے بدل دے گا۔

اب حلیہ مبارک کو واضح طور پر سنو! چمکدار چہرہ گھونگر والے بال، سر بڑا، کشادہ پیشانی، بدر سا روشن چہرہ، بنی اسرائیل کی آنکھوں جیسی آنکھیں یعنی بڑی اور بہت آبدار پتلیاں، کالی آنکھوں کی سفیدی بہت روشن قدرے سرخی مائل، جتھ بہوں کشادہ خوبی کے ساتھ پلکیں، لانبی گھنی داڑھی، سرخ چہرہ، روشن گال، بلند بینی، متوسط کان، سرِ مبارک نہایت موزوں، بال نہ لمبے نہ کوتاہ، گردن میانہ، بازوٗ مبارک متوسط، سینۂ مبارک کشادہ، سرین گاہ متوسط، پنڈلی مبارک نہایت موزوں، قدمِ مبارک فراخ، استخوانِ مبارک نرم، اعضائے مبارک پر پسینہ کی خوشبو گلاب کے مانند، لعابِ دہنِ مبارک مشک و عنبر کی طرح، اعضائے مبارک معطر ایسے جیسے کہ کسی نے خوشبوئی کا استعمال کیا ہو، روشب بشرہ، پیشانیِ مبارک تاباں، چہرۂ مبارک دیکھنے والوں کی بلاؤں کا دفع کرنے والا، آپؑ کی طلعتِ مبارک کا مشاہدہ باعثِ راحتِ سینہ، آپؑ کے نظرِ مبارک کا مطالعہ باعثِ فرحتِ دل، لیکن باوجود اِن خوبیوں کے کامل عظمت کے ساتھ پورا وقار، شریں سخن، نرم آواز، زبانِ مبارک میں فصاحت ایسی سننے والا جس قدر بھی سنے سیری نہ ہو، چہرہ پر نمک اور خوبصورتی لطافت کے ساتھ، منکسر المزاج، بہت رونے والے کم ہنسنے والے، سراپا کامل لطافت لیکن

(1) حضرت بندگی عبد الملک سجاوندی عالم باللہؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ "اور منجملہ اِن کے دو ہے جو علی ابنِ ہزیلی کی روایت سے اور وہ اپنے باپ کی روایت سے کہا داخل ہوا میں رسول اللہؐ کے پاس اور آپؐ اِس حالت میں تھے جس حالت میں کہ آپؐ کی روحِ مبارک قبض کی گئی۔ پس کیا دیکھتا ہوں کہ بی بی فاطمہؓ آپؐ کے سرہانے ہیں اور حدیث طویل ہے اِس حدیث کے آخر میں ذکر کیا گیا ہے کہ اے فاطمہؓ قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھے بھیجا حق کے ساتھ کہ اِس اُمت کا مہدیؑ اِسی سے ہے (فاطمہؓ سے ہے) جبکہ ہو جائیگی دنیا غال غول اور فتنے ظاہر ہو جائیں گے۔ ایک

دوسرے پر لوٹ مار کریں گے نہ بڑا چھوٹے پر رحم کرے گا اور نہ چھوٹا بڑے کی عزت کرے گا۔ پس بھیجے گا اللہ ایسے وقت میں اِس اُمت میں سے ہے " من يفتح حصون الضلالة و قلوبا غلة ما"اُس شخص کو جو فتح کرے گا گمراہی کے قلعوں کو اور بند دلوں کو قائم کرے گا دین کو آخر زمانہ میں جیسا کہ قائم کیا میں نے اُس کو اول زمانے میں سند سے بیان کیا اِس کو حافظ ابو نعیم اصفہانی نے مہدیؑ کی صفت میں۔ پس دیکھ اے منصف نبیؐ کے قول قلوباً گلفا کو یہ قول عطفِ تفسیر ہے۔ نبیؐ کے قول حصون الضلالۃ پر پس معلوم ہوا کہ مہدیؑ کھول دے گا بند دلوں کو اپنے فیض سے اور بھر دے گا دلوں کو اپنے عدل سے اور یہی معنی ہیں "یملا الارض قسطاوعدلا کماملت جوراًو ظلماً کے۔

(ملاحظہ ہو سراج الابصار مولفہ حضرت عالم باللہؒ)

ہیبت اور دبدبہ کے ساتھ، کلامِ پاک میں حکمت بھری ہوئی جس میں بہت زیادہ معلومات کا خزانہ، اور ہمیشہ بہت بُردبار آپؑ کی مجلسِ مبارک دلربا، آپؑ کی صحبتِ مبارک دلکشا، آپؑ کا مذہب منجانب اللہ، ایمان بخشنے والا، اکثر مسکراتے، مروت حد سے زیادہ، کامل بہادری سخاوت کا پہلو لی ہوئی، صورت و قامت معتدل اور نرم لیکن ہیبت و کرم کے ساتھ جس میں وافر بزرگی، اور بہت آداب، صادق الاقول، پیمبر افعال، آپؑ کا حال قرآنِ شریف کے موافق، لیکن معجزہ یہ کہ تمام کھڑے اور بیٹھے ہوئے اُونچوں سے اُونچے نظر آتے، آپؑ کا شانہ سب سے اُونچا معلوم ہوتا، کم سوتے اور کم گفتگو فرماتے، کم میل جول رکھتے، آپؑ سے ملنے والے کے گناہ دھل جاتے، قرآنِ شریف کا بیان کثرت سے فرماتے، مردانگی کے معدن، جوانمردی کا خزانہ تھے۔ اگر کوئی گناہ کرتا تو اُس کو معاف کر دیتے، لوگوں کی عیب پوشی فرماتے، آپؑ جہاں تشریف لے جاتے سعادت آپؑ کے قدموں پر لوٹتی رہتی۔ آپؑ کو غصہ بہت دیر میں آتا اور پھر بہت جلد خوشنود ہو جاتے۔ معروضہ کان لگا کر سنتے اور جوبات جو حق ہے وہی فرماتے۔ دینِ خدا اور سنتِ رسول اللہؐ کی حمیت فرماتے اور تمام رسوم و عادات و بدعتوں کو مٹاتے۔ نہ مانند بعض اولیاء کے کہ اُنھوں نے بدعت حسنہ و سیعۂ میں تفریق کی بلکہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کوئی حسنہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سے پوشیدہ نہ رکھا وہ کونسا حسنہ ہے جس کو رسول اللہ ﷺ نے نہ کیا۔ ہر طالبانِ خدا کے حق میں مشتری۔ مخالفانِ دین کے حق میں مریخ۔ آپؑ کی ذاتِ مبارک جوانمردی کے باغ کا گلدستہ گلزارِ نبوت کے پھولوں کا غنچہ۔ آپؑ کا نطق کلامِ ربانی۔

آپؐ کا حکم حکم سبحانی۔ آپؐ کا دل اسرارِ قرآنی کا خزانہ۔ آپؐ کا جسمِ مبارک امانتِ رحمانی کے بوجھ کا اُٹھانے والا۔ آپؐ کی گفتگو دردمندانِ محبت کے لیے باعثِ صحت۔ آپؐ کے الفاظ غمگینیاں جدائی کے لیے باعثِ انست۔ آپؐ کی بعثت تمام خلائق پر اور آپؐ کی دعوت ترکِ علائق پر آپؐ کی اِطاعت جن وانساں کے لیے فرض۔ آپؐ کا بیان منکروں اور مطیعوں کے لیے محکم۔ آپؐ کا وجود مبارک روشن۔ آپ کا خطاب مبارک مہدیٔ موعودؑ ہمسر وہمرتبہ محمدؐ محمودؐ کیونکہ آپؐ آنحضرتؐ کے تابع تام ہیں اور آپؐ کی بعثت خاص وعام پر ہے آپؐ کی بات شیرینی۔ آپؐ کی آواز میں نرمی، غریبوں کے مونس یتیموں کے غمخوار، فقیروں کو عزت دینے والے، احمقوں سے مقابلہ نہیں کرنے والے، بیماروں کی عیادت کرنے والے، آپؐ کا سینہ اللہ کا خزانہ، آپؐ کا دل اللہ کا گھر، روحِ مبارک غیب کے چمنوں کا سرو بلند، آپؐ کی پیشانی آفتاب سے زیادہ روشن، آپؐ کا محمل بے شک "فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ" (سورۃ المؤمنون۔14) (پس بڑی برکت اللہ کی جو سب سے بہتر بنانے والا ہے)۔ آپؐ کی دعوت "اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْنَ" (سورۃ ھود۔45) (سب سے بڑا حاکم) آپؐ کی طبعیت "اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ" (سورۃ الاعراف۔151)

(سب مہربانوں سے زیادہ مہربان) صبح آپؐ کے چہرہ کے نور سے خنداں مشک وعنبر۔ آپؐ کی خشبوئے مبارک سے فیض لینے والی، دنیا کے بادشاہ آپؐ کی گلی کے گدا مشرق ومغرب آپؐ کے ایک تارِ مو سے بندھے ہوئے۔ باطن کے تمام تاجدار صداقت کے ساتھ آپؐ کی طرف آتے ہیں۔ "فَسَوْفَ یَأْتِی اللّٰہِ بِقَوْمٍ" (سورۃ المائیدہ۔ 54) (قریب میں لائے گا اللہ ایک قوم کو) آپؐ کے گروہ کی تعریف "اَفَمَنْ کَانَ عَلَی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِہٖ" (سورۃ ھود۔17) (پس جو شخص کہ اپنے رب کی طرف سے بینہ پر ہو۔) آپؐ کے گلدستہ کا ایک خوش نما پھول۔ "قُلْ ھٰذِہٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْاِلَی اللّٰہِ عَلَی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِی۔۔ الخ" (سورۃ یوسف۔ 108) (کہدو اے محمدؐ! یہ میری راہ ہے بلاتا ہوں بصیرت پر مخلوق کو خالق کی طرف میں اور میرا قائم مقام) آپؐ سے وابستہ ہے۔ "حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ ۔۔ الخ" (سورۃ الانفال۔64) (اے محمدؐ! کافی ہے تیرے لیے خدا اور اُس کے لیے جو تیرا تابع تام ہے) آپؐ کے لیے بشارت ہے۔ اور اولوالالباب۔ آپؐ کے گروہ کی طرف اِشارہ ہے۔ تمام نقباد وشرفا آپؐ کے خرمن کے خوشہ چیں ہیں۔ قطب اور غوث آپؐ کے معتمدین ہیں۔ ابدال واوتار سب آپؐ کے معتقدین ہیں۔ اور

تمام اولیا اللہ آپؑ کی ولایت سے فیض کے خواہاں ہیں۔ جو محمدؐ کی تمام ولایت ہے۔ فرمانِ رسولؐ "میں اللہ کے نور سے ہوں" اُس کا قوام ہے۔ آپؑ کی دعوت تمام مخلوق پر ذکرِ دوام کی ہے۔ اور آپؑ کی سخاوت ہمیشہ تمام مخلوق پر ہے۔ اور آپؑ کی سویت فقیروں میں خاص وعام ہے۔ اور خاتم الانبیاؐ کی پیروی آپؑ ہی میں پوری پوری ہے۔ مہدیٔ موعودؑ آپؑ کا نام ہے۔ اور آپؑ کے منکر کے لیے ناک گھسنی ہے۔ (ذلت ہے) اے اللہ مجھے اِس جماعتِ مہدویہ میں جلا اور اِسی جماعت میں مار اور قیامت کے دن اِسی جماعت میں میرا حشر کر، کلمۂ طیبہ اور تصدیق کی حرمت سے۔

"نقلیاتِ حضرت بندگی میاں عبد الرشید رضی اللہ عنہ' مع ترجمہ و توضیحاتِ" مولفہ والدِ ماجد قبلہ گاہی فاضل العصر اسعد العلماء حضرت فقیر ابو سعید سید محمود صاحب تشریف اللٰہی رحمتہ اللہ علیہ کا درجہ ذیل اقتباس ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔"

"یہ ایک نا قابلِ انکار حقیقت ہے کہ ہر شخص اپنی جد وجہد سے "نبی" و "خلیفۃ اللہ" نہیں بن سکتا۔ خدائے تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اِس منصب کے لیے منتخب فرمالیتا ہے اور ابتدا ہی سے اِس کو ایسی استعداد و صلاحیت عطا کر دی جاتی ہے کہ وہ اس "بارِ نبوت و خلافت" کا حامل بن سکے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے "استفاضہ" کر سکے اِسی لیے "خلیفۃ اللہ" کی پیدائش کے وقت ہی سے "مافوق العادت اُمور" کا اظہار ہونے لگتا ہے جن کو علمائے کرام "علاماتِ ارہاصیہ" کہتے ہیں۔

"پس جس طرح نوعِ انسان میں مختلف قسم کی استعداد رکھنے والے اصناف پائے جاتے ہیں مثلاً ادیب، شاعر، فلسفی وغیرہ اِسی طرح "خلفائے الٰہی" بھی ایک صنف ہے اور "نوعِ انسانی" کی اِس بلند پایہ صنف کو چند ایسی خصوصیات و لوازم عطا کر دیئے جاتے ہیں کہ اُس کو دوسرے "اصنافِ انسانی" سے ممتاز بنا دیں۔" اِس مقدس صنف کی ایک اہم خصوصیت "استفاضہ و افاضہ" ہوتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ سے فیضان حاصل کرنا اور اُس کو عام انسانوں تک پہنچانا۔ یہ "وہبی علم" کہلاتا ہے۔ وہبی علم کے تین ذرائع ہیں۔ "وحی"، "الہام"، "کشف" پھر وحی کی بھی دو قسمیں ہیں، ایک "وحی توسط" جو مخصوص فرشتے کے ذریعہ بھیجی جاتی ہے۔ دوسری "وحی بلا توسط" جس میں کسی ذریعہ کے بغیر خود ذاتِ باری تعالیٰ سے حاصل ہوتا ہے۔ وحی ایک قطعی ویقینی امر ہے۔ اِس لیے وحی کو جس طرح خود موحی الیہ (نبی یا

خلیفۃ اللہ) کے لیے قطعی اور یقینی قرار دیا گیا ہے اِسی طرح دوسروں کے لیے بھی یقینی و قطعی اور قابل حجت و عمل قرار دیا گیا ہے اِس کے بر خلاف الہام و کشف صرف اُسی کے لیے حجت ہے جس پر وہ ظاہر ہو اور دوسروں کے لیے "ظنی" قرار دیا گیا ہے۔ اِس کے بر خلاف الہام و کشف صرف اُسی کے لیے حجت ہے جس پر وہ ظاہر ہو اور دوسروں کے لیے ظنی قرار دیا گیا ہے۔ من رئی الھلال فعلیہ الصوم۔

اِس مختصر توضیح سے ظاہر ہے کہ خلیفۃ اللہ کا "صاحبِ وحی" ہونا اُس کی ایک اہم خصوصیت ہے اور جب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ افضل و خاتم الانبیاؑ ہیں تو بدرجۂ اولیٰ "صاحبِ وحی" ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ③ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ④ (سورۃ النجم)

ترجمہ:- آنحضرت ﷺ جو بولتے ہیں اپنی طرف سے نہیں بولتے بلکہ بے شک وہی بولتے ہیں جو اُن کو "وحی" کی جاتی ہے۔ اِس آیۂ کریمہ میں "وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى" کے الفاظ عمومیتِ تامہ کا مفہوم رکھتے ہیں اِس لیے آنحضرت ﷺ کا ہر قول "وحی" ہے خواہ آیاتِ قرآنی ہوں یا احادیثِ شریفہ جن کی سند حضرت رسول اللہ ﷺ کی طرف صحیح ہو۔

(ماخوذ از نقلیاتِ بندگی میاں عبد الرشیدؒ مع ترجمہ و توضیحات)

"سب صحابہ رضی اللہ عنہم کا اِس امر میں اجماع ہو چکا ہے کہ "حضرت میراں علیہ السلام ہر روز جو بیان کرتے تھے امرِ خدا سے کرتے تھے اور جو کچھ آپؑ نے فرمایا حکمِ خدا سے فرمایا" حضرت میراں علیہ السلام خود بھی فرماتے ہیں کہ "جو حکم کہ بندہ بیان کرتا ہے خدا سے اور امرِ خدا سے بیان کرتا ہے جو شخص بندہ کے احکام سے ایک حرف کا بھی منکر ہو گا خدا کے ہاں گرفتار ہو گا"۔ پس حضرتؑ کے فرمان میں تاویل و تحویل نہیں کرنی چاہیے۔ اور تطبیق دینے میں بھی ہر گز نہ پڑیں۔ جو کچھ میراں علیہ السلام نے فرمایا اُس پر ایمان لائیں اور عمل کریں"۔ (شرح عقیدۂ شریفہ)

"حضرت خاتم المرشدینؒ فرماتے ہیں "جو شخص فرمانِ مہدیؑ میں تاویل یا تحویل کرے وہ منافق اور داخلِ حزب الشیطان ہے"۔ (خلاصۃ التواریخ)۔

نقلِ مبارک:- حضرت مہدی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:-"فرمانِ خدا ہوتا ہے کہ تجھ کو علمِ اولین و آخرین اور قرآن کے معنی عطا کیے ہیں۔ نیز مہدی علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر بندہ تنہائی میں قرآن کا مطالعہ کر کے آتا ہے اور سوچ کر باہر آتا ہے اور بیان کرتا ہے تو بندہ جھوٹا ہے۔ ظالم اور اللہ پر اِفتراء کرنے والا ہے۔ بندہ جو کچھ کہتا اور کرتا اور پڑھتا ہے، جس آیت کی تعلیم اللہ دیتا ہے بندہ بیان کرتا ہے۔" عُلِّمْتُ مِنَ اللّٰہِ جَدِیْدَ الْیَوْمَ" حالِ بندہ است۔ یعنی میں "بلاواسطہ" اللہ سے ہر روز تازہ تعلیم پاتا ہوں بندہ کا حال ہے۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ:-

وَاُوْحِیَ اِلَیَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَکُمْ بِہٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ط (سورۃ الانعام-19)

ترجمہ:- اور وحی کیا گیا ہے میری طرف یہ قرآن تاکہ میں ڈراؤں تم کو اِس کے ذریعہ اور وہ بھی ڈرائے گا جو پہنچے میرے مقام کو۔

حضرت مہدی علیہ السلام سے مروی ہے کہ اِس آیت میں جو "مَنْ" ہے وہ خاص ہے اور اِس سے مراد فقط تیری ذات ہے کوئی اور نہیں۔

مصنفِ "رسالۂ ہژدہ آیات" کہتے ہیں کہ حق وہی ہے جو امامؑ نے فرمایا۔ کیوں کہ آیت کے معنی میں قرینہ اِس کے خاص ہونے پر ظاہر ہے اِس طرح کہ وہ معنی دوسرے کے لیے سزاوار نہیں اور اِس کے تین وجوہ ہیں۔

پہلی وجہ یہ کہ "اِلَیَّ" میں جو "یا" ہے اس پر عطف ہو یعنی "اُوْحِیَ اِلَیَّ" والی "مَنْ بَلَغَ" اِس صورت میں یہ معنی ہوں گے کہ یہ قرآن وحی کیا گیا ہے میری طرف اور اُس شخص کی طرف جو میرے مقام اور مرتبہ کو پہنچے۔ پس اگر تو کہے کہ قرآن کا نبیؐ کی طرف وحی کیا جانا تو خاص و عام کو معلوم ہے لیکن مہدیؑ کی طرف وحی کیا جانا کیا معنی رکھتا ہے۔ تو میں کہوں گا کہ مہدیؑ کی طرف وحی معنی کے اعتبار سے ہے۔ مہدیؑ کی طرف معنیِ قرآن بلاواسطہ وحی کیے جائیں گے۔ چنانچہ اللہ فرماتا ہے۔ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ ⑲ ط (القیٰمۃ) (پھر ہمارے ذمہ ہے اس کا بیان) یعنی مہدیؑ کی زبان سے ولایتِ محمدیہؐ کے اظہار کے ساتھ۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ عطف اس ضمیر مستتر (پوشیدہ) پر ہو جو "لِاُنۡذِرَكُمۡ" میں ہے۔یعنی میں ڈراؤں گا تم کو قرآن کے ذریعہ اور وہ بھی ڈرائے گا تم کو قرآن کے ذریعہ جو میرے مقام کو پہنچے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ عطف ضمیر "كُمۡ" پر ہو جو "لِاُنۡذِرَكُمۡ" میں ہے یعنی قرآن کے ذریعہ میں تم کو ڈراؤں گا اور وہ (بھی) ڈرائے گا جو پہنچے (میرے مقام کو) پس اِس صورت میں "وَمَنۡۢ بَلَغَ" سے مراد مہدیؑ کی ذات ہو گی اور ضمیر "بَلَغَ" میں پوشیدہ ہے قرآن کی طرف راجع ہو گی اور جو ضمیر "مَنۡ" کی طرف راجع ہے وہ مقدر ہے۔یعنی اور جس کو قرآن بطورِ وراثت پہنچے۔ چنانچہ اللہ فرماتا ہے۔ثُمَّ اَوۡرَثۡنَا الۡكِتٰبَ الَّذِيۡنَ اصۡطَفَيۡنَا مِنۡ عِبَادِنَا ۚ ۔الخ (سورۃ فاطر۔32) یعنی پھر ہم نے وارث بنایا کتاب کا اُن لوگوں کو جن کو ہم نے منتخب کر لیا۔ اپنے بندوں میں سے۔

اِس بیان میں ایک لطیفہ ہے جس پر وہی مطلع ہو سکتا ہے جو معانیِ قرآن کے سمندر کا غواص ہو اور وہ یہ کہ قومِ مہدیؑ کے حق میں ڈرانے والے حقیقتاً نبیؐ ہیں کیوں کہ مہدیؑ آپؐ کی ولایت کے مظہر ہیں پس مہدیؑ کا منذر ہونا (ڈرانے والا ہونا) حقیقتاً نبیؐ کا منذر ہونا ہے۔(ملحض رسالۂ ہژدہ آیات)

حدیثِ شریف:- حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں مجھ کو یہ قرآن دیا گیا ہے اور اِسی کی مانند ایک اور چیز بھی ساتھ دی گئی ہے۔اِس سے مراد (آپؐ کی) سنت ہے۔(ابنِ کثیر)

حدیثِ شریف:- نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔میرے بعد احادیث میں کثرت ہو جائے گی۔اِن احادیث کو اللہ کی کتاب سے ملاؤ اگر موافق پاؤ تو قبول کرو ورنہ چھوڑ دو۔

نقلِ مبارک:- حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا۔احادیث میں بہت اختلاف ہے سقیم سے صحیح کو الگ کرنا مشکل ہے، جو حدیث خدائے تعالیٰ کی کتاب اور "بندہ کے حال کے موافق ہے وہی صحیح ہے"۔جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے بعد احادیث میں کثرت ہو جائے گی اِن احادیث کو اللہ تعالیٰ کی کتاب سے ملاؤ اگر موافق پاؤ تو قبول کرو ورنہ چھوڑ دو۔

لہٰذا مندرجہ بالا نصِ قرآنی، احادیثِ ونقلیات سے معلوم ہوتا ہے کہ "مہدیٔ موعود علیہ السلام کی "ذاتِ اقدس" (قولاً، فعلاً و حالاً) "نقلیات اور احادیث" کی صحت کا معیار ہے۔

روایت:- "رسالۂ بعض الآیات" میں حضرت بندگی میاں شاہِ خوندمیر صدیقِ ولایت رضی اللہ عنہٗ نے ارشاد فرمایا کہ:-

يتبعه فى احكام الشريعة بالوحى و فى الدعوة الى الله و فى احواله و اقواله ديره لا يتبع الرسول الابا ستمع الاخبار۔

ترجمہ:- یعنی مہدیٔ موعود علیہ السلام، رسول اللہ ﷺ کی اتباعِ شریعت میں اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے اور آپؐ کے احوال واقوال میں "وحی" (بلاواسطہ) سے کرتے ہیں۔ مہدی علیہ السلام کے سوائے دوسرا شخص احادیث کو سن کر رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرتا ہے۔ پس جو قول و عمل حضرت مہدیٔ موعود علیہ السلام کا ثابت ہو سمجھنا چاہیے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کا بھی یہی قول و فعل تھا۔

نقلِ مبارک:- مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "جو حکم اور جو بیان کہ تفسیروں اور تفسیروں کے علاوہ دوسری کتابوں میں اِس بندہ کے بیان کے خلاف ہو وہ صحیح نہیں ہے کیونکہ مفسروں اور مجتہدوں کے بیان میں خطا ممکن ہے۔ اور جو عمل و بیان کہ بندہ سے ہوتا ہے وہ تعلیمِ خدا (پر مبنی) اور پیرویِ محمد مصطفیٰ ﷺ (کے موافق) ہے۔ اِس لیے اِس میں ہرگز ہرگز خطا کا احتمال نہیں ہو سکتا۔ (عقیدہ شریفہ)

نقلِ مبارک:- ہادیٔ برحق امام الکائنات حضرت مہدیٔ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ:-
"نقل است کہ حضرت میراں علیہ السلام فرمودند بندہ ہرچہ از گوش شنیدم شما را بزبان ادا کردم بکنید یا نہ کنید شما دانید و خدا داند۔"۔

ترجمہ:- "بندہ اپنے کان سے جو کچھ خدا کی آواز سنتا ہے زبان سے ادا کرتا ہے۔ تم عمل کرو یا نہ کرو تم جانو اور خدا جانے"۔ (حاشیہ انصاف نامہ)

حضرت شاہ راجو قتال حسینیؒ جو حضرت سید محمد گیسو دراز بندہ نوازؒ کے والدِ محترم ہوتے ہیں۔ اُنہوں نے صاف الفاظ میں اپنی تصنیف تحفته الصائح میں ظاہر کر دیا ہے کہ مہدیؑ نو سو پانچ ہجری میں ظاہر ہوں گے۔ اُن کے اشعار یہ ہیں۔

فرزند من مہدیؑ بود گفته پیمبرؐ ہمچنیں

پس زمن آید یقین بر نہصد و پنج دِگر

مہدی بیاید بے شک وعدہ چوں دادہ مصطفیٰ

تصدیقِ اُو فرض بداں انکارِ اُو باشد کفر

ترجمہ:- میری اولاد سے مہدیؑ ہو گا۔ پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ وہ میرا ہمسر ہے اور وہ نو سو پانچ ہجری پر یقیناً آئے گا۔ مہدیؑ کا آنا یقینی ہے اِس میں شک نہیں کیونکہ حضرت محمد مصطفیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ اے بھائی اُس کی تصدیق فرض جان اور اِنکار اُن کا کفر ہو گا۔

فائدہ:- جس طرح غیب کی خبروں پر ایمان لانا اور نبی کریم ﷺ کے حکم کی بلا چوں وچرا تعمیل کرنا فرض ہے۔ عین اُسی طرح امامنا و سیدنا میراں سید محمد مہدیٔ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احکامات و ارشادات کی اطاعت بھی فرض ہے۔

باب اول

دربیان ثبوتِ مہدیتِ حضرت مہدی علیہ السلام

قَالَ اللہِ تَعَالیٰ :- قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ فَلَوْشَآءَ لَهَدٰئكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿149﴾ (سورۃ الانعام)

ترجمہ:- آپؐ کہہ دیجیے کہ اللہ کی حجت (غالب) کامل واکمل ہے پس اگر وہ چاہتا تو سب کو (راہِ حق کی) ہدایت دے دیتا۔

نقلِ مبارک (3):- (از نقلیاتِ حضرت بندگی میاں عبدالرشید رضی اللہ عنہٗ مع ترجمہ و توضیحات)

حضرت مہدی علیہ السلام در ثبوتِ مہدیتِ خود این آیت خواندند۔

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰۤى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۗ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿17﴾ (سورۃ ھود)

بیان کردہ فرمودند کہ از حق تعالٰی بے واسطہ می شنوم کہ ایں آیت درحق تست۔ و مراد از من کہ در "اَفَمَنْ كَانَ" مذکور است ذات تست۔ و مراد از "بَيِّنَةٍ" اتباعِ ولایتِ حضرت مصطفیٰ ﷺ است قولاً و فعلاً و حالاً کہ تعبیر از ولایتِ محمدیؐ دارد کہ ولایتِ خاص است امر ذاتِ مصطفیؐ را است ﷺ و مراد از "شَاهِدٌ" قرآن است و تورات و مشارالیہ از "اُولٰٓئِكَ" اتباعِ اُمم و مراد از ضمیر "بِهٖ" ذاتِ مہدیست و مراد از ضمیر "بِهٖ" دیگر نیز ذاتِ مہدی علیہ السلام است۔

ترجمہ:- حضرت مہدی علیہ السلام نے اپنی "مہدیت" کے ثبوت میں یہ آیت پڑھی ہے (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) کیا وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے "بینہ" پر ہو اور اُس کے پیچھے اُس کے رب کی طرف سے گواہ (قرآن) ہو اور اُس کے پہلے (کی) کتابِ موسیٰ (تورات) جو امام و رحمت ہے (وہ بھی اُس کی) گواہ ہو (کیا وہ اور طالبِ حیاتِ دنیا دونوں برابر ہو جائیں گے؟) وہ لوگ (جو اُس وقت مختلف جماعتوں میں بٹے ہوئے ہونگے) اُس پر ایمان لائیں گے اور اُن جماعتوں میں کا جو شخص اُس سے کفر کریگا۔ پس اُس کی وعدہ گاہ جہنم ہے۔ پس (اے محمدؐ) تو اُس کے متعلق شبہ میں نہ رہ بلاشبہ وہ تو تیرے رب کی طرف سے حق ہے۔ لیکن اکثر لوگ اُس پر ایمان نہیں لائیں گے۔ اِس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے آپؑ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے "بلاواسطہ" سن رہا ہوں کہ یہ آیت تیرے حق میں ہے اور "اَفَمَنْ كَانَ" میں "مَنْ" جو مذکور ہے اُس سے مراد تیری ہی ذات ہے اور "بینہ" سے مراد حضرت مصطفیٰ ﷺ

کی ذات کی اِتباع ہے۔ قولاً و فعلاً و حالاً اور ولایتِ محمدیہ ؐ سے مراد وہی خاص ولایت ہے جو حضرت مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذات سے مخصوص ہے اور "شاھد" سے مراد قرآن اور توریت ہے اور "اولٰئک" کا مشارالیہ اتباع کرنے والی اُمتیں ہیں۔ اور پہلی ضمیر " بہٖ " سے مراد مہدیؑ کی ذات ہے اور دوسری ضمیر " بہٖ " سے بھی مہدیؑ کی ذات ہی مراد ہے۔

نقلِ مبارک (4):- (از نقلیاتِ حضرت بندگی میاں عبد الرشید رضی اللہ عنہ' مع ترجمہ و توضیحات)

ونیز فرمودند ہر کہ مراد از لفظِ قرآنِ مجید بہ رائے خود گوید اُو دریں آیت داخل است۔

"فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا "۔۔الخ (سورۃ الانعام۔144) بندہ ہرچہ میگوید بہ رائے خود نمی گوید بلکہ بامراللہ، بے واسطہ میگوید۔ "وَاِنْ یَّکُ کَاذِبًا فَعَلَیْہِ کَذِبُہٗ ج وَاِنْ یَّکُ صَادِقًا یُّصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ ط(سورۃ المؤمن۔28)

ترجمہ:- نیز فرمایا کہ جو شخص قرآن کے الفاظ کی مراد اپنی رائے سے بیان کرے وہ اِس آیت کی وعید میں داخل ہے۔(ترجمہ آیت) پھر اُس شخص سے بڑھکر ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بہتان باندھے (سورۃ الانعام۔144) بندہ جو کچھ کہتا ہے اپنی رائے سے نہیں کہتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے بے واسطہ حکم سے کہتا ہے۔(ترجمہ آیت) اور اگر جھوٹا ہے تو اُس کے کذب کا وبال اُسی پر پڑے گا اگر سچا ہے تو تم پر اُس (عذاب) کا کچھ حصہ تو عاید ہو گا جس کا یہ تم سے وعدہ کرتا ہے۔

قرآنِ مجید میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:-

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ کَذَبَ عَلَی اللّٰہِ وَ کَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْجَآءَہٗ ط اَلَیْسَ فِیْ جَھَنَّمَ مَثْوًی لِّلْکٰفِرِیْنَ ﴿32﴾ (سورۃ الذمر)

ترجمہ:- اِس سے بڑھکر ظالم کون ہو گا جو خدا پر جھوٹ بولے اور حق آجانے پر (اُس کی تصدیق کرنے کی بجائے) اُسے جھٹلائے۔ کیا ایسے کافروں کے لیے جہنم ٹھکانا نہ ہو گا؟

مخبر صادق امامنا مہدیٔ موعود علیہ السلام "نعوذ باللہ" اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کیسا بول سکتے ہیں جبکہ یہ حدیثِ شریف مشہور ہے کہ قَالَ رَسُوْلُ اللہ ﷺ :- "اَلْکَذَّابُ لَااُمَّتِیْ"

ترجمہ:- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "جھوٹا" میری اُمت سے نہیں ہے۔

اور قرآنِ مجید میں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ یہ بھی ارشاد فرماتا ہے کہ:-

قُلْ اِنِّیْ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَ کَذَّبْتُمْ بِہٖ ط (سورۃ الانعام۔57)

ترجمہ:- آپؐ کہہ دیجیے میں اپنے پروردگار کی روشن دلیل پر ہوں اور تم اِس کو جھٹلاتے یا تکذیب کرتے ہو۔

غور کیا جائے تو یہ آیتِ کریمہ امامنا مہدیٔ موعود علیہ السلام کے قول، فعل اور حال کے بھی عین موافق و مطابق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپؐ کی ساری حیاتِ طیبہ میں اور ولادتِ باسعادت سے پہلے بھی کئی معجزات رونما ہوئے ہیں۔ جیسا کہ جوں ہی آپؐ کی ولادتِ باسعادت ہوئی "ہاتفِ غیبی" نے ندا کی کہ:-

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا ﴿81﴾ (سورۃ بنی اسرآءیل)

یعنی اور کہو کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل مٹنے والا ہی تھا۔

اور شہر جونپور کے تمام بت سر کے بل گر پڑے بعینہٖ حضورِ اکرم محمد مصطفیٰ ﷺ کی "ولادتِ باسعادت" کے وقت کعبۃ اللہ کے سب بت سر کے بل گر پڑے تھے۔ کیونکہ مہدیٔ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی رسولِ اکرم ﷺ کی طرح معصوم عن الخطا اور منتخب بمنصبِ خلافتِ الٰہیہ کا خاصہ ہیں اِس لیے روشن دلیل یعنی کہ معجزات کا رونما ہونا برحق ہے۔

حاصلِ کلام یہ کہ "صاحبِ بینہ" ہونا" خلافتِ الٰھیہ" کی اہم خصوصیت ہے اس لیے یہ "مَنْ" خلیفتہ اللہ" کے لیے خاص ہے۔ بہر حال "اتباعِ اُمم"، "اولٰئک" کا مشارالیہ ثابت ہے۔ الغرض "اُولٰئِکَ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ" سے "مَنْ" کی ذات داخلِ ایمانیات قرار پاتی ہے۔ اور از روئے دینِ اسلام حضرت رسول اللہ ﷺ کے بعد

آپؐ کی اُمت میں بجز حضرت مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس پر ایمان لانا لازم ہو۔ "یہ خصوصیت بھی "مَنۡ" کے "خلیفة الله" کے لیے خاص ہونے کی اہم "حجت" ہے۔

(ماخوذ از نقلیاتِ بندگی میاں عبد الرشیدؒ مع ترجمہ و توضیحات)

حدیثِ شریف:- كَيۡفَ تَهۡلَكُ اُمَّتِىۡ اَنَا فِىۡ اَوَّ لِهَا
وَ عِيۡسَىٰ ابۡنُ مَرۡيَمُ فِىۡ اٰخِرِ هَا
وَ الۡمَهۡدِىُ مِنۡ اَهۡلِ بَيۡتِىۡ فِىۡ وَسۡطِهَا

ترجمہ:- میری اُمت کیسے ہلاک ہو گی جبکہ میں اُس کے شروع میں ہوں
اور عیسیٰ ابنِ مریمؑ اِس کے آخر میں ہیں
اور "مہدی" جو میرے "اہلِ بیت" سے ہے اِس کے درمیان میں ہو گا۔

اِس حدیث کی جیسی سند کو "سلسلۃ الذہب" یعنی سونے کی زنجیر کہا جاتا ہے اور یہ روایت مسندِ امام احمد حنبل میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، اور کنز العمال میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اور مشکوٰۃ میں باختلافِ الفاظ مروی ہے اِس حدیث سے "زمانۂ بعثتِ مہدیؑ" کا علم ہوتا ہے۔

حدیثِ شریف:- نیز ابنِ ماجہ اور ابو نعیم نے بھی اِس حدیثِ شریف کی روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ:- " ثُمَّ يَجِيۡئُ خَلِيۡفَةُ اللهِ الۡمَهۡدِىُ فَاِذَا سَمِعۡتُمۡ بِهٖ فَاتُوۡهُ فَبَايِعُوۡهُ وَلَوۡحَبۡوًا عَلَى الثَّلۡجِ فَاِنَّهٗ خَلِيۡفَةُ اللهِ الۡمَهۡدِىُ"

ترجمہ:- یعنی نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ "پھر خدا کے خلیفہ "مہدیؑ" آئیں گے جب تم کو مہدیؑ کے آنے کی خبر ملے تو اُن کے پاس جاؤ اور اُن سے بیعت کرو۔ اگرچہ تم کو برف پر سے رینگتے ہوئے جانا پڑے کیونکہ وہ اللہ کے "خلیفہ مہدیؑ" ہیں (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

اِس حدیثِ شریفہ سے ثابت ہے کہ مہدی علیہ السلام "خَلِيۡفَةُ الله" ہیں اور اُن کی بیعت فرض ہے کیونکہ

"فَبَایِعُوہ" کا مستفاد یہی ہے اور "لَوحَبوًا اعَلٰی الثَّلَجِ "(اگرچہ کہ تمھیں برف پر سے جانا پڑے) کے الفاظ تاکیدِ اکید اور "فَاِنَّہٗ خَلِیفَۃُ اللہ" کے الفاظ توجیہہ فرضیت پر دلالت کررہے ہیں۔ اِس کے علاوہ ایسی روایات بھی ملتی ہیں جن سے حضرت امامنا میراں سید محمد مہدی علیہ السلام کا "مَعصُومُ عَنِ الْخَطَا "ہونا ثابت ہوتا ہے۔

چنانچہ اکابر سلفِ صالحینِ اہلِ سنت نے اِس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"اَلْمَھدِیُ مِنِّی یَقفُوْااَثَرِی وَلَایُخطِیُ"مہدی میری اولاد سے ہوگا۔ میرے نقشِ قدم پر چلے گا خطانہ کرے گا۔

(ماخوذ از نقلیاتِ بندگی میاں عبد الرشیدؒ مع ترجمہ و توضیحات)

غور کیا جائے تو اِس حدیثِ شریفہ کے تین اہم جز ہیں۔ (1) "اَلْمَھْدِیُ مِنِّیٌ" یعنی مہدی میری اولاد سے ہوگا۔ (2) "یَقْفُوْا اَثَرِیْ" یعنی میرے نقشِ قدم پر چلے گا۔ (3) "وَلَایُخطِیُ" خطانہ کرے گا۔

پہلے جز کا ثبوت خود مہدئ موعود علیہ السلام کے شجرۂ نسب سے ظاہر ہے چنانچہ آپؑ کا شجرہ یوں ہے کہ:-
حضرت بندگی میراں سید محمد (مہدی علیہ السلام) بن حضرت سید عبد اللہؒ بن حضرت سید عثمانؒ بن حضرت سید خضرؒ بن حضرت سید موسیٰؒ بن حضرت سید قاسمؒ بن حضرت سید نجم الدینؒ بن حضرت سید عبد اللہؒ بن حضرت سید یوسفؒ بن حضرت سید یحیٰؒ بن حضرت سید جلال الدینؒ بن حضرت سید نعمت اللہؒ بن حضرت سید اسمٰعیلؒ بن حضرت امام موسیٰ کاظمؒ بن حضرت امام جعفر صادقؒ بن حضرت امام باقرؒ بن حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہٗ بن حضرت امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہٗ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ۔

حدیثِ شریفہ کا دوسرا جز "یَقْفُوْا اَثَرِی" یعنی میرے نقشِ قدم پر چلے گا سے مراد نبی کریم ﷺ کی "بے خطا اتباعِ تام" ہے جو بجز "خَلِیْفَۃُ اللہ " کے کسی اور اُمتی کے ہزار عبادات و زہد و تقویٰ اختیار کرنے کے باوجود ناممکن ہے کیونکہ "خَلِیفَۃُ اللہ" مامور من اللہ ہوتا ہے۔ ایک اور روایت میں "طابقة النعل بالنعل" یعنی

میرے قدم بقدم چلے گا کے الفاظ بھی آئے ہیں۔

حدیثِ شریفہ کا تیسرا جز "وَلَا یُخطِیٔ" یعنی کہ خطا نہ کرے گا سے مراد نبی کریم ﷺ کے نقشِ قدم پر بے خطا اتباع کرے گا جو صرف اور صرف ایک "مَعصُومٌ عَنِ الْخَطَا"، "مَامُورمِنَ الله" اور "خَلِیفَۃُ الله" ہی کر سکتا ہے نہ کہ کوئی اور۔ تو ثابت ہوا کہ "مہدی علیہ السلام" رسول اللہ ﷺ کی آل سے ہیں اور اُن کے نقشِ قدم پر چلنے والے "مَعصُومٌ عَنِ الْخَطَا"، "مَامُورمِنَ الله" اور "خَلِیفَۃُ الله" بھی ہیں۔ آمَنَّا وَ صَدَّقْنَا۔

ایک اور حدیثِ شریف میں آیا ہے کہ:-

نبی کریم ﷺ کو مخاطب ہو کر اللہ تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا کہ " فَلَا تَکُ فِیْ مِرِیَۃٍ " یعنی اے محمد ﷺ تم اِس بارے میں شک میں مت رہو کہ تمہارے بعد ایک ایسی ذات یعنی (مہدی علیہ السلام کی ذات) اللہ کی طرف سے "بَیِّنَۃ" یعنی روشن دلیل (کھلا ثبوت) بنا کر مبعوث کی جانے والی ہے جس پر لوگ ایمان لائیں گے اور اکثر لوگ اِس "بَیِّنَۃ" کا انکار کریں گے۔ اُن کا ٹھکانا دوزخ ہو گا۔

روایت:- حضرت بندگی میاں شاہ خوندمیر صدیقِ ولایت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول سے یہ بات اور بھی واضح ہو جاتی ہے کہ آپؓ نے فرمایا:- " یَتَّبِعُ ھٰذِہِ الْبَیِّنَۃُ الْقُرْاٰنُ " (بعض الآیات) 6

یعنی قرآن اِس بینہ کی موافقت اور تائید کرتا ہے اور شہادت دیتا ہے کہ وہ " مَبْعُوثُ مِنَ الله " اور حق ہے۔
حضرت علامہ میاں شیخ مصطفیٰؒ گجراتی رحمتہ اللہ علیہ نے ملا شیخ مبارک ناگوریؒ کے چند سوالات کے جواب میں جو "رسالۃ الحجۃ البالغہ" کے نام سے موسوم ہے لکھا ہے۔ اور اُن ہی سوالات کی ایک کاپی میاں شیخ مبارک ناگوریؒ نے حضرت علامہ میاں عبدالملک سجاوندی رحمتہ اللہ علیہ کو بھی بھیجی تھی۔ اِس کا جواب حضرت علامہ میاں عبدالملک سجاوندیؒ نے عربی زبان میں دیا ہے اور میاں شیخ مصطفیٰ گجراتی رحمتہ اللہ علیہ نے فارسی میں جواب لکھا ہے۔

اِن دونوں جوابوں کے مطالعہ سے سائل کو کامل تشفی ہوئی اور حضرت مہدی علیہ السلام کے بعض صحابہؓ مثلاً میاں

لاڑشہ، بندگی میاں بھائی مہاجر رضی اللہ عنہم کے زمانۂ حیات میں مہدئ موعود علیہ السلام کی تصدیق سے مشرف ہوئے۔ اِس رسالہ کے کچھ اقتباسات درجِ ذیل ہیں۔

"اِس عزیز نے لکھاہے کہ وجودِ مہدیؑ کا ثبوت نہ قرآن کی عبارت سے ہے اور نہ اِشارات سے۔" اے طالبِ تحقیق! مہدی علیہ السلام جو "ناصرِ دینِ محمدیؐ" ہیں آپؑ کے آنے کی خبر اِن آیات میں بطریق احتمال موجود ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:-

"قُلۡ هٰذِهٖ سَبِيۡلِىۡۤ اَدۡعُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ ؔقف عَلٰى بَصِيۡرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِىۡ ؕ" (سورۃ یوسف۔108)

یعنی کہہ دواے! محمدؐ یہ میرا راستہ (طریقہ) ہے میں اور وہ شخص جو میرا تابع ہے (دونوں) اللہ کی طرف (اِس کے بندوں کو) بصیرت پر بلاتے ہیں۔

"مہدیت" اور "نبوت" میں نام کا فرق ہے کام اور مقصود دونوں کا ایک ہی ہے۔ جیسا کہ نام کا فرق معجزہ اور خوارق میں ہے۔ غرض یہ کہ چند سال کے بعد اس ذات نے مہدیت کا دعویٰ کیا اور فرمایا کہ میں یہ بات الہام یا خواب یا خواب و بیداری کی درمیانی حالت میں کسی وارداتِ قلبی کی بناء پر نہیں کہتا ہوں بلکہ خدائے تعالیٰ کے حکم سے کہتا ہوں۔ اور کئی سال ہوئے ہیں مجھ کو یہ فرمان ہوتا ہے کہ تُو خلق سے ڈرتا ہے اور امرِ حق کو ظاہر نہیں کرتا اِس لیے کہ خلق کا معاملہ مہدیؑ کے ساتھ ایسا ہی ہے جیسا اگلی اُمتوں کا معاملہ اگلے پیغمبروںؑ کے ساتھ رہا یعنی بلا وجہ "عداوت"۔ نیز آپؑ نے یہ دعویٰ فرمایا کہ حق تعالیٰ سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ کلمۂ "مَنۡ" جو عام ہے چند آیتوں میں (جن میں بعضے اوپر بیان ہوئے) خاص کر مہدیؑ کے حق میں ہے اور وہ مہدیؑ میں ہوں۔ نیز فرمایا کہ جو کچھ معانیِ قرآن بندہ کی زبان سے نکلتے ہیں اللہ کے حکم سے، اللہ کی تعلیم سے ہیں۔ کسی تفسیر کا مطالعہ کرکے غور و فکر کرکے نہیں کہے جاتے بلکہ جو کچھ کہا جاتا ہے اللہ کے امر سے کہا جاتا ہے۔ پس بعض علماء اور اکثر خاص و عام خلائق جو دعوے کے انتظار میں تھے، "صدیق" کی طرح "تصدیق" سے مشرف ہوئے۔ اور بعضے علمِ حدیث کی کتابوں کے مطالعہ میں مشغول ہوئے یہ دیکھنے کے لیے کہ مہدئ موعودؑ کا آنا کس طریق سے ہوگا۔ پس معلوم کر "اے طالبِ تحقیق" کہ

جو ذات تابعِ رسول اللہ ہو، اہلِ سنت و جماعت کے عقیدہ پر ہو، پانچ وقت کی نمازیں جماعت کے ساتھ ادا کرے جمعہ اور عیدین بھی (شرائط موجود ہونے کی صورت میں) ترک نہ کرے اور اُس کی صحبت کی تاثیر "پیغمبروں" کی تاثیر جیسی ہو اور "وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى" (اور نہ بولتا ہے وہ خواہشِ نفس سے) اُس کی "صفت" ہو اور کسی بات میں بھی شریعت کے دائرہ سے باہر نہ ہو، اور پیغمبروںؑ کی روش کے سوائے کوئی اور روش اُس کی نہ ہو، یعنی "امورِ عبادت" میں اور "عادات" (مباجاتِ بشری) میں کوئی زیادتی نہ کرے نہ کمی تو ایسی برگزیدہ ہستی جو دعویٰ کرے شریعت میں ممکن اور جائز ہوگا اور اِس کا سچ ہونا قطعی ہوگا نہ کہ ظنی جبکہ مہدیؑ کا نصرتِ دین کے لیے مبعوث ہونا ثابت اور سخت سے سخت بلا آپؑ کی صفت ہونا یقینی ہے۔ جب کہ آپؑ نے کلامِ خدا سے پیش کیا، قیاس سے نہیں بلکہ دعویٰ کیا کہ "فرمانِ خدا" اِس طور پر ہوتا ہے کہ لفظِ "مَنۡ" جو کلمۂ "مَنِ اتَّبَعَنِی" میں ہے اُس سے مراد "تیری ذات" ہے پس آپؑ کی تصدیق سندِ مذکور سے قطعاً واجب ہے۔ اور آپؑ کے "برحق" ہونے کا ثبوت بھی قرآن سے ملتا ہے محض دعویٰ سے نہیں۔ اِس لیے کہ اگر اِس جیسا دعویٰ کرنے والا جھوٹا ہو تو وہ خدا پر اِفتراء کرنے والا ہوگا (بہتان باندھنے والا ہوگا) فرمانِ خدا ہے "اور کون ہے اِس سے زیادہ ظالم جو بہتان باندھے اللہ پر جھوٹا۔" (سورۃ الانعام۔144)

"اے عزیز! یہ ایک امرِ محال ہے کہ ہر ایک ولی، "نبیؐ" کے قدم بقدم ہو۔ اللہ کے ساتھ مشغول ہونے میں اور اللہ کی طرف بلانے میں اور اس کی قوم کا معاملہ اس کے ساتھ ایسا ہو جیسا کہ اُمت کا معاملہ "نبیؐ" کے ساتھ رہا، جھٹلانے میں، تصدیق کرنے میں، رنج اور ایذا رسانی میں، محبت میں، اور عداوت میں اِس طرح کہ اُس کی ذات بعینہٖ نبیؐ کی ذات ہو۔ بلکہ اس کی نیند نبیؐ کی نیند کے مانند، اس کا کھانا پینا نبیؐ کے کھانے پینے کے مانند، اس کا بیاہ نبیؐ کے بیاہ کے مانند، اس کی ناداری نبیؐ کی ناداری کے مانند، اس کی تونگری نبیؐ کی تونگری کے مانند، اس کا تبسم نبیؐ کے تبسم کے مانند، اس کا ملال نبیؐ کے ملال کے مانند، اس کی خوشی نبیؐ کی خوشی کے مانند، اس کی ہمت نبیؐ کی ہمت کے مانند، اس کی بہادری نبیؐ کی بہادری کے مانند، اس کا توکل نبیؐ کے توکل کے مانند، اس کی غربت نبیؐ کی غربت کے مانند، اس کی سلطنت نبیؐ کی سلطنت (اقتدار) کے مانند ہو بغیر کسی زیادتی اور کمی کے دیگر تمام صفاتِ نبویؐ اور احوال و اخلاقِ مصطفویؐ سے موصوف ہو بجز "امامِ آخر الزماں" کے جو معروف بہ خطابِ مہدیٔ موعودؑ ہے علیہ التحیۃ و السلام، اللہ تعالیٰ

مومنوں کے دلوں میں آپؑ کی محبت اور آپؑ کی پیروی کے جذبہ کو ترقی دے نبیؐ اور نبیؐ کی آلِ بزرگوار کے وسیلہ سے"۔ آمین یا رب العالمین۔

نقلِ مبارک (5):- (از نقلیاتِ حضرت بندگی میاں عبد الرشید رضی اللہ عنہ' مع ترجمہ و توضیحات)

و در آیاتِ دیگر نیز فرمود که فرمان میشود که ازیں تابعِ ذات "تُو" مراد است۔ اظهار بکن والا عاصی شو۔

دیگر :- فَاِنۡ حَآجُّوۡکَ فَقُلۡ اَسۡلَمۡتُ وَجۡهِیَ لِلّٰهِ وَ مَنِ اتَّبَعَنِ ؕ (سورۃ اٰل عمران-20)

دیگر :- وَ اُوۡحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الۡقُرۡاٰنُ لِاُنۡذِرَکُمۡ بِهٖ وَ مَنۡ بَلَغَ ؕ (سورۃ الانعام-19)

دیگر:- یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسۡبُکَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿64﴾ ع (سورۃ الانفعال)

دیگر :- قُلۡ هٰذِهٖ سَبِیۡلِیۡۤ اَدۡعُوۡۤا اِلَی اللّٰهِ ۟ؔ عَلٰی بَصِیۡرَۃٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِیۡ ؕ وَ سُبۡحٰنَ اللّٰهِ وَ مَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ﴿108﴾ (سورۃ یوسف)

ترجمہ:- اور دوسری آیات کے بارے میں بھی فرمایا کہ حکم ہو رہا ہے کہ تابع سے تیری ذات مراد ہے۔ (پس اپنے منصبِ مہدیت کو) ظاہر کر دے ورنہ تو نافرمان ہو گا۔ چنانچہ (قرآنِ مجید میں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

(1) اگر تجھ سے حجت کریں تو کہہ دے (اے محمدؐ) کہ میں نے اپنے آپؐ کو اللہ کے سپرد کر دیا ہے اور میرا تابع (بھی یہی کرے گا) (سورۃ آل عمران 20)

(2) اور فرمایا ہے کہ یہ قرآن میرے پاس اِس لیے بھیجا گیا ہے کہ میں اِس کے ذریعہ تم کو ڈراؤں اور وہ شخص (بھی ڈرائے گا) جس کو (مہدیؑ کو) یہ قرآن پہونچے۔ (سورۃ الانعام۔19)

(3) اور فرمایا ہے کہ اے نبیؐ! اللہ تیرے لیے کافی ہے اور اُس شخص کے لیے بھی کافی ہے جو مومنین میں تیرا تابع (مہدی) ہو گا۔ (سورۃ الانفعال۔64)

(4) اور فرمایا ہے کہ کہہ دے (اے محمدؐ!) یہ میرا راستہ (طریقہ) ہے میں اور وہ شخص جو میرا تابع ہے۔ (دونوں) اللہ کی طرف (اُس کے بندوں کو) بصیرت پر بلاتے ہیں۔ سبحان اللہ ہم دونوں مشرک نہیں ہیں۔

(سورۃ یوسف۔108)

اللہ تعالیٰ کا قرآنِ مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ:-

تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا ﴿1﴾ (سورۃ الفرقان)

ترجمہ:- یعنی بابرکت ہے وہ اللہ کی ذات جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تاکہ وہ تمام جہاں والوں کے لیے تنبیہ (ڈرانے والا) کرنے والا بن جائے۔

قرآن مجید میں ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ:-

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ لٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿64﴾ (سورۃ سبا)

ترجمہ:- اور (اے پیغمبرؐ) ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے خوش خبری سنانے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

"انصاف نامہ" کی ثبوتِ مہدیؑ کے ضمن میں چند اہم روایات درجہ ذیل ہیں۔

(1) "اور مہدیؑ اِس کو یعنی علمِ قیاس کو اِس لیے نہیں جانتا کہ اِس سے پرہیز کرے۔ پس مہدی علیہ السلام حکم نہیں کرے گا مگر وہی جو ڈالے گا اُس کی طرف فرشتہ اللہ کے پاس سے جس کو اللہ نے اِس لیے بھیجا ہے کہ اُس کو مضبوط کرے اور یہی شرعِ حقیقی محمدیؐ ہے۔

(2) تا آنکہ آنحضرت ﷺ اگر زندہ ہوتے اور مہدیؑ کے دیئے ہوئے احکام آنحضرت ﷺ کے سامنے پیش کیے جاتے تو آنحضرت ﷺ وہی حکم فرماتے جو امام مہدیٔ موعودؑ نے فرمایا تھا۔

اِس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حکمِ مہدیؑ، حکمِ خدا کے تابع ہے اور بعینہٖ شرعِ محمدی ﷺ ہے۔

(3) رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "مہدیؑ"، "نوحؑ" کی کشتی کے مانند ہے اِس میں جو سوار ہو گیا نجات پائی اور جس نے اس سے منھ پھیر لیا غرق ہو گیا۔

حدیثِ شریف:- ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو تورات کا ایک ورق کہیں سے مل گیا وہ اُسے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ دیکھیے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تورات کا ایک ورق ہے یہ کہہ کر اُنہوں نے سر جھکا کر اُس کو پڑھنا شروع کر دیا۔ جیسے جیسے وہ پڑھتے گئے حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک غصے سے سرخ ہوتا گیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو سر جھکائے اُس ورق کی عبارت کو پڑھتے چلے جا رہے ہیں اور اُنھوں نے سر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا تو اُنھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا شانہ پکڑ کر ہلایا کہ عمر دیکھتے نہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور سرخ ہوتا چلا جا رہا ہے اِس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سر اٹھا کر دیکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت دیکھ کر اُنھوں نے پڑھنا بند کر دیا۔ تب حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ تو "تورات" کا ایک ورق ہے۔ اگر اِس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام جن پر تورات نازل ہوئی وہ بھی ہوتے تو اُن کو بھی اِس کے سوا کوئی "چارۂ کار" نہ تھا کہ وہ میری اتباع کرتے"۔

حدیثِ شریف:- "قال رسول اللہ ﷺ لا یذھب الد نیا یبعث اللہ تعالیٰ رجلاً من اھل بیتی یواطی اسمہ اسمی و اسم ابیہٖ اسم ابی" --- الخ۔

ترجمہ:- حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:- دنیا ختم نہ ہوگی جب تک کہ اللہ تعالیٰ ایک ایسے شخص کو مبعوث نہ کرے جو میرے اہلِ بیت سے ہوگا اُس کا نام میرے نام کے اور اُس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے جیسا ہوگا۔۔ الخ اور

حدیثِ شریف:- امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں ابو سعید حذریؓ سے روایت کی ہے کہ:-

" قال رسول اللہ ﷺ لا نقوم الساعۃ حتیٰ یملک رجل من اھلِ بیتی " -- الخ

ترجمہ:- حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت اُس وقت تک نہ ہوگی جب تک کہ میرے اہلِ بیت سے ایک شخص مالک ہو جائے۔۔ الخ

اور ابو داؤد نے بھی اِسی طرح کی ایک روایت کی ہے۔

"عن زربن عبداللہ عن النبی ﷺ قال لولم ینق من الدنیا الایوم واحد لطول اللہ ذالک الیوم حتٰی یلبعث رجلاً من اھل بیتی یواطی اسمہ اسمی وا سم ا بیہ اسم ابی۔"

ترجمہ:- حضرت زربن عبداللہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:-

اگر بالفرض دنیا ختم ہونے کو ایک ہی دن باقی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اُس ایک ہی دن کو اتنا طویل فرمادیگا کہ میرے اہلِ بیت سے ایک شخص مبعوث ہو جائے جس کا نام میرے نام کے اور جس کے والد کا نام میرے والد کے نام کے مشابہ ہو گا۔ اِس حدیثِ شریفہ میں خصوصاً " لطول اللہ ذالک الیوم "کے الفاظ ضرورتِ بعثت کی قطعیت کو ثابت کر رہے ہیں۔

نقل است:- مہدیؑ را خدائے تعالیٰ آنگہ فرستاد و معنیِ دین، از جہاں رفتہ بود، فرمودہ اند معنیِ دین از سہ چیز رود، رسم، عادت و بدعت، تاوقتیکہ مہدیؑ درظہور آید، رسم و عادت و بدعت را دور کند، و دینِ محمدؐ را نصرت کند۔ (انصاف نامہ)

ترجمہ:- یعنی امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے مہدیؑ کو اُس وقت مبعوث فرمایا جبکہ دین کے معنی دنیا سے نکل گئے تھے پھر فرمایا کہ دین کے معنی تین چیزوں کی وجہ نکل جاتے ہیں اور وہ تین چیزیں، رسم، عادت اور بدعت ہیں۔ جب مہدیؑ کا ظہور ہو گا تو وہ رسم وعادت وبدعت کو دور کریں گے اور دینِ محمدؐ کی مدد کریں گے۔

فائدہ:- بعثتِ مہدی علیہ السلام سے اُمتِ مسلمہ کو فائدہ ملے گا کہ آپؑ کی تعلیمات کا فیض قیامت تک جاری رہے گا جو اُمتِ مسلمہ کو ہلاکت سے بچائے گا اور آپؑ کی تعلیماتِ علمِ احسان کے ذریعہ تقربِ الٰہی سے فیض یاب ہونگے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے دیدار سے مستفیض ہوتے رہیں گے۔ اِسی لیے امامنا مہدیٔ موعود علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ:-

نقل است:-حضرت میراں علیہ السلام فرمودند، مہدی و مہدویاں تا قامِ قیامت باشند۔

ترجمہ:- یعنی مہدیؑ (کا فیض) اور مہدوی لوگ قیامت قائم ہونے تک رہیں گے۔ (حاشیہ انصاف نامہ)

اُمتِ مسلمہ کو ہلاکت سے بچانے کے لیے کلام اللہ میں پہلے ہی سے پیشین گوئی آچکی ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ:-

يَاَيُّهَاالَّذِينَ اٰمَنُوا مَنۡ يَّرۡتَدَّ مِنكُمۡ عَنۡ دِيۡنِهٖ فَسَوۡفَ يَاۡتِى اللّٰهُ بِقَوۡمٍ يُّحِبُّهُمۡ وَيُحِبُّوۡنَهٗۤ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ يُجَاهِدُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوۡنَ لَوۡمَةَ لَاۤئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ ﴿54﴾ (سورۃ المائدۃ)

ترجمہ:- اے ایمان والو! اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے (عملاً) پھر جائے (تو کوئی پرواہ نہیں) کیونکہ اللہ عنقریب ایک ایسی قوم کو لائے گا جس سے اللہ محبت کرے گا اور وہ (قوم کے لوگ) اللہ سے محبت کریں گے اور کافروں کے مقابلے میں بڑے سخت ہوں گے اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے۔ اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

حضرت مہدی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا اللہ نے مجھے حکم کیا ہے کہ اُس قوم سے مراد صرف تیری قوم ہے نہ کہ کوئی اور۔ مصنفِ ہژدہ آیات حضرت عبدالغفور سجاوندی رحمتہ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حق وہی ہے جو امام علیہ السلام نے فرمایا کیونکہ:-

(1) یہی معنیٰ "سَوۡفَ" سے ظاہر ہیں کیوں کہ "سَوۡفَ" مستقبل بعید کے لیے وضع ہوا ہے اور وہ وسطِ اُمت ہے جو مہدیؑ کے ظہور سے متصل ہے۔

(2) اور یہی مفہوم حدیث کے الفاظ کا بھی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ مہدی میرے اہلِ بیت سے ہے وسطِ اُمت میں۔

(3) قوم سے مراد اگرچہ بعض مفسرین نے قومِ انصار، یا حضرت ابو بکرؓ یا حضرت سلمان کو لیا ہے لیکن بعض لوگوں نے اِس کی نفی کی ہے چنانچہ قاضی شہاب الدین نے اپنی تفسیر بحر مواج میں اسی طرف اشارہ کیا ہے۔ نیز صاحبِ تفسیر نیشاپوری نے اِس آیت کے ذیل میں لکھا ہے "لعل المراد منه قوم المهدى" (شاید اِس سے مراد

مہدیؑ کی قوم ہے) پس جب حضرت مہدیؑ نے اللہ کے حکم سے بیان فرمایا کہ اس قومِ موعودؑ سے مراد قومِ مہدی ہے وہی حق ہے (بژدہ آیات صفحہ 22)

عقیدہ:- حضرت مہدی علیہ السلام سے ایک صحابیؓ کے دریافت کرنے پر کہ مہدی کا ذکر "قرآنِ مجید" میں کیوں نہیں ہے۔ آپؑ نے فرمایا "جہاں رسول اللہ ﷺ کا ذکر ہے وہاں بندہ کا بھی ذکر ہے۔" (انصاف نامہ)

آیتِ کَرِیمَہ :- ثُمَّ اَوۡحَيۡنَآ اِلَيۡکَ اَنِ اتَّبِعۡ مِلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ حَنِيۡفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿123﴾ (سورة النحل)

ترجمہ:- پھر (اے پیغمبر) ہم نے آپؐ کی طرف وحی بھیجی کہ ابراہیمؑ کے طریقے کی پیروی کرو جو ایک (خدا) کے ہو رہے تھے اور مشرکوں میں سے نہیں تھے۔

اور غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ حضرت ابراہیمؑ کی متابعت میں فی الحقیقت اللہ کے دینِ متین کی پیروی مضمر ہے۔

عقیدہ:- نقلوں کی تطبیق دے کر بزرگانِ پیش نے لکھا ہے کہ "محمدؐ کا باطن سو مہدیؑ کا ظاہر اور مہدیؑ کا باطن سو محمدؐ کا ظاہر۔ باطن میں دونوں ایک ذات اور ایک وجود ہیں۔ (عقیدۂ شریفہ)

نقلِ مبارک (6):- (از نقلیاتِ حضرت بندگی میاں عبد الرشید رضی اللہ عنہ، مع ترجمہ و توضیحات)

نیز فرمود کہ بندہ راحق تعالٰی برخلق فرستادہ و اعلان کرد کہ تمام عالم کہ دعوئے دین و اسلام میکند برسم و عادت و بدعت مشغول شدہ است و حقیقتِ مقصود و دینِ اسلام در ایشاں نماندہ است مگر در مجذوباں۔

ترجمہ:- نیز فرمایا کہ بندہ کو اللہ تعالٰی نے ایسے وقت دنیا میں بھیجا اور (ایسے وقت بندے کے مہدیت کا) اعلان کیا (جب) کہ دنیا کے وہ تمام لوگ جو (دینِ اسلام) (کے اتباع) کے دعوے دار ہیں رسم و عادت و بدعت میں مشغول ہو چکے ہیں اور دینِ اسلام کی حقیقت اور اُس کا اصل مقصود اُن میں باقی نہیں رہا ہے مگر ہے تو صرف مجذوبوں میں ہے۔

الفاظ کے قدرے اختلاف سے "حاشیہ انصاف نامہ" میں بھی ایسی روایت آئی ہے کہ:-

نقل است:-حضرت میراں علیہ السلام فرمودند کہ ایں بندہ را خدائے تعالٰی آں وقت فرستاد کہ دینِ مصطفیٰ علیہ السلام در کسہ نماندہ بود مگر در مجذوباں

ترجمہ:- نقل ہے حضرت میراں علیہ السلام نے فرمایا کہ خدائے تعالٰی نے بندہ کو اُس وقت بھیجا کہ مصطفیٰ علیہ السلام کا دین کسی میں نہ رہا تھا مگر مجذوبوں میں۔

آیتِ کریمہ :- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَ لَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ط(سورۃالنساء-43)

ترجمہ:-اے ایمان والو! جب تم نشہ کی حالت میں ہو تو نماز کے پاس بھی نہ جاؤ یہاں تک کہ سمجھنے لگو کہ منہ سے کیا کہتے ہو اور جنابت کی حالت میں بھی (نماز کے پاس نہ جاؤ) جب تک کہ غسل نہ کر لو۔

اِس آیتِ کریمہ میں نماز کے وقت شراب نوشی کی جو ممانعت ہے وہ ابتدائی دور کی ہے لیکن بعد میں "سورۂ مائدہ" کی آیتِ کریمہ سے قطعی حرمت کا حکم نازل ہو گیا۔

اِس آیتِ کریمہ کے بیان میں "سکارٰی" کی مراد حضرت امامنا مہدی علیہ السلام نے شراب کے بدمستوں کے بجائے دنیا کے مال اور متاع کی الفت و محبت میں مبتلا مست افراد کو قرار دیا ہے۔

چنانچہ:-نقل است کہ حضرت مہدی علیہ السلام دریں آیت "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى--- الخ۔" مستیِ دنیا مراد داشتہ اند۔

یعنی روایت ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے آیت 'يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى--

الخ" اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں نماز نہ ادا کرو کے متعلق فرمایا کہ اِس سے مراد دنیا کی نشہ بھی ہے۔

آیتِ کریمہ :- يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ط قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ ز وَ اِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ط (سورۃ البقرہ-219)

ترجمہ:- یہ لوگ آپؐ سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں آپؐ کہہ دیجیے کہ اِن دونوں میں بڑے نقصان ہیں اور لوگوں کے لیے کچھ فائدے بھی ہیں مگر اِن کے نقصانات اُن کے فائدوں سے کہیں زیادہ ہیں اور پھر اِن عادتوں کے قلع و قمع و حرمت کے احکام نازل ہوئے۔

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ:- اِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿91﴾ (سورة المآئدة)

ترجمہ:- بلاشبہ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کی آڑ میں تمہارے درمیان دشمنی اور نفرت ڈالدے اور تمھیں اللہ کے ذکر اور نماز کے ادا کرنے سے روک دے تو کیا تم اِن سے باز نہیں آوٴ گے۔

نقلِ مبارک:- روزے یک خراسانی بآدند۔ شراب در دائرہ بیامد براداراں اِذن طلبیدند کہ آدندا و بشکنند فرمودند مستیِ اُو بعد از ساعتے خواہد رفت۔ پیشِ بندہ مستانِ دنیا آمدہ ہشیار می شوند۔

ترجمہ:- ایک روز بیانِ (قرآن کے وقت) ایک خراسانی شراب کا شیشہ لیے ہوئے دائرہ میں آیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اُس کا شیشہ توڑ دینے کی اجازت طلب کی۔ آپؐ نے فرمایا اُس کی نشہ تھوڑی دیر بعد جاتی رہے گی۔ بندہ کے پاس تو دنیا کی نشہ والے آکر ہشیار ہو جاتے ہیں۔

نقل است:- "حضرت میراں فرمودند کہ افیون مخواید کہ افیون در قید خود آرد بندہ خدای را قید کسی نیست نہ شراب نہ نفس نہ ہوا نہ شیطان۔"

ترجمہ:- نقل ہے حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ افیون مت کھاوٴ کیونکہ افیون اپنے میں قید میں لاتی ہے بندۂ خدا کے لیے کسی کی قید نہیں نہ شراب اور نہ نفس کا قید ہے اور نہ خواہش اور شیطان کا قید ہے۔

نقل است:- کسی پیش حضرت میراں علیہ السلام عرض کرد کہ فلاں درویش را حال

غیب می آید وقتیکه سرود می شنود۔ میراںؑ فرمودند آں چه حال است وقتیکه سرود می شنود می آید ایں را حال نمی گویند

ترجمہ:- حضرت مہدی علیہ السلام کے حضور میں ایک شخص نے عرض کیا کہ فلاں درویش جب راگ سنتا ہے تو غیب کا حال آتا ہے، نہیں سنتا ہے تو نہیں آتا۔ میراں علیہ السلام نے فرمایا اِس کو حال نہیں کہتے۔

کوئی ایسا فعل "دین" سمجھ کر کیا جائے جس کے کرنے کا حکم کتاب و سنت و طریقت میں نہ ہو وہ شرعی اصطلاح میں بدعت کہلاتا ہے۔

(1) بدعت گمراہی ہے اور گمراہی کا انجام جہنم ہے۔

(2) رسول اللہ ﷺ نے بدعت کو مردود قرار دیا ہے۔

(3) امامنا مہدی علیہ السلام کی تشریف آوری کا بھی ایک خاص مقصد "رسم، عادت و بدعت" کو مٹانا ہی ہے۔

حاصلِ کلام یہ کہ انسان کو حیات جو عطا ہوئی ہے اُس کا مقصد اللہ کی عبادت ہے۔ عبادت کا حقیقی مقصود، معرفت و دیدارِ الٰہی کے سوائے اور کچھ نہیں ہے۔ اُس کی زندگی کا ہر لمحہ لاقیمت ہے۔ اِس کی حفاظت سے غفلت نہیں ہونی چاہیئے۔ اپنے اعمال کی خدا کے حضور جواب دہی کرنی ہو گی۔ آدمی ہمیشہ اور ہر حالت میں یہ پیشِ نظر رکھے۔

(ماخوذ از عملِ با اخلاص اور مہدویت)

حدیثِ شریف:- ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:- جس نے ہمارے دین میں کوئی نئی چیز ایجاد کی جو اِس دین سے نہیں وہ مردود ہے۔ (بحوالہ بخاری، مسلم) مسلم میں یہ روایت ہے:- جس کسی نے کوئی ایسا عمل کیا جس کے کرنے کا ہماری طرف سے حکم نہ ہو وہ مردود ہو گا۔ (بحوالہ مسلم)

نقلِ مبارک (7):- (از نقلیاتِ حضرت بندگی میاں عبد الرشید رضی اللہ عنہ مع ترجمہ و توضیحات)

و فرمان شد که کلیدِ خزانۂ ایمان بدستِ تُو داده ام و ناصرِ دینِ محمدیؐ ترا گردانیده

ام و من ناصرتو ام ۔ برد دعوت کن ہر کہ ترا قبول کند مؤمن باشد و ہر کہ انکار کند کافر گردد۔

ترجمہ:- اور فرمان ہوا کہ میں نے ایمان کے خزانہ کی کنجی تیرے ہاتھ میں دیدی ہے اور تجھ کو دینِ محمدیؐ کا ناصر بنایا ہے اور تیرا ناصر میں ہوں۔ جاؤ دعوتِ (مہدیت) کرو۔ جو شخص تم کو قبول کرے مومن بنے گا اور جو انکار کرے کافر ہو جائے گا۔

حدیث شریف:- "یَقُوْمُ بِالدِّیْنِ آخِرَالزَّمَانْ کَمَا تُمتُ بِہٖ فِی اَوَّلِ الْاِسْلَامْ"

ترجمہ:- (مہدئ موعودؑ) دینِ اسلام کو آخر زمانہ میں اِسی طرح قائم کریں گے جیسا کہ میں نے اولِ اسلام میں قائم کیا تھا۔

حدیث شریف:- عن علی قال رسول اللہ ﷺ المھدی منا اھل البیت یصلحہ اللہ فی لیلۃ (ابنِ ماجہ)

ترجمہ:- حضرت علی رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مہدیؑ ہم اہلِ بیت میں سے ہیں اللہ تعالیٰ اُن میں ایک ہی رات میں صلاحیت پیدا کر دے گا۔

نقلِ مبارک:- امامنا مہدی علیہ السلام فرمودند کہ "بندہ تابعِ محمد رسول اللہ و شریعت است" (و متبوع درمعنی)

ترجمہ:- بندہ تابعِ محمد رسول اللہ ﷺ اور شریعت ہے۔ اور نیز فرمایا:-

"قُلْ اِنِّیْ عَبْدُ اللہ تَابِعِ مُحَمَّدْ رَسُوْلُ اللہ"

ترجمہ:- (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے سید محمدؑ!) کہو کہ میں بندئے خدا اور تابعِ (تام) حضرت محمد رسول اللہ علیہ السلام ہوں۔

نقل است بندگی میاں شاہِ نظام رضی اللہ عنہ‘ فرمودند بیانِ حضرت میراں علیہ السلام کسے اخذ کردن نتوانستندے چوں تو اند کہ بہ تعلیم اللہ بود ہر آیت را چند وجہ نچند عبارت فرمودند سامعاں حیران ماندند

ترجمہ:- نقل ہے بندگی میاں شاہِ نظام رضی اللہ عنہ‘ نے فرمایا کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے بیان کو کوئی شخص اخذ نہیں کر سکا کیسے اخذ کر سکتا تھا کیونکہ آپؑ کا بیان اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے تھا ہر آیت کو چند وجہ اور چند عبارتوں میں فرمایا ۔سننے والے حیران رہتے تھے۔

نقلِ مبارک(8):-(از نقلیاتِ حضرت بندگی میاں عبد الرشید رضی اللہ عنہ‘ مع ترجمہ و توضیحات)

و باز فرمان شد کہ علمِ اولین و آخرین و بیا نِ چہار کتاب و فرقان بمراد اللہ ترا دا دم۔

ترجمہ:- پھر فرمان ہوا کہ تجھ کو اولین و آخرین کا علم اور چاروں کتب (جن میں قرآن بھی ہے) کا بیان اللہ کی مراد کے موافق میں نے تجھے دیا ہے۔

نقل است کہ حضرت میراں علیہ السلام را کسی سوال کرد مرادِ کلام اللہ تمام بہ یک آیت مارا بگوئید۔ حضرت میراں فرمودند کہ مراد تورات و انجیل و زبور و فرقان و وحدانیت دی بیک کلمہ بگویم کہ " لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ " مراد تمام ایں کلمہ است۔

ترجمہ:- نقل ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام سے کسی نے سوال کیا کہ تمام کلام اللہ کی مراد ہم کو ایک آیت میں بیان فرمائیے تو حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ تورایت۔ انجیل۔ زبور۔ فرقان اور اللہ کی وحدانیت کی مراد ایک کلمہ میں بیان کرتا ہوں کہ تمام کی مراد کلمہ " لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ " ہے۔(حاشیہ انصاف نامہ)

نقل است کہ حضرت میراں علیہ السلام ہر طرف راہ رواں شدی آنطرف از کوہ و شجر و از بیاباں آواز آمدی کہ ھٰذا خلیفۃ اللہ۔

ترجمہ:- نقل ہے حضرت مہدیؑ جس طرف تشریف لے جاتے وہاں پہاڑ، جھاڑ اور جنگل کے درمیان سے آواز آتی کہ یہ "مہدی موعودؑ" ہے اور یہ "اللہ کا خلیفہ" ہے۔(حاشیہ انصاف نامہ)

نقل است که حضرت میراں علیہ السلام وضو میکردند قطر ہاء آب بہ ذات مبارک بر زمین می افتادہ بود آ وازمی آ مد کہ ھٰذا مہدئی موعودٌ حق است۔ بندگی میاں شاہِ نظام رضی اللہ عنہؑ پیش حضرت میراںؑ عرض کردند کہ از قطر ہاء آب آواز می آ ید و می شنوم کہ ھٰذا مہدئی موعودٌ حق است۔ حضرت میراںؑ فرمودند اے میاں نظام، رضی اللہ عنہؑ خدا ئتعالٰی شما را گوش داداہ است می شنوید۔

ترجمہ:- نقل ہے حضرت مہدی علیہ السلام جب وضوء فرماتے پانی کے قطرے "ذاتِ اقدس" سے زمین پر گرتے تو آواز آتی کہ یہ "مہدئ موعودؑ حق" ہے۔ بندگی میاں شاہِ نظام رضی اللہ عنہؑ نے حضرت مہدیؑ کے حضور میں عرض کیا کہ پانی کے قطروں سے آواز آتی ہے اور میں سنتا ہوں کہ یہ مہدئ موعودؑ حق ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ اے میاں نظام (رضی اللہ عنہؑ) "خدائے تعالیٰ" نے تم کو کان دیئے ہیں تم سنتے ہو۔

نقلِ مبارک (9):- (از نقلیاتِ حضرت بندگی میاں عبد الرشید رضی اللہ عنہؑ مع ترجمہ و توضیحات)

و نیز حضرت مہدی علیہ السلام فرمودند کہ اگر بندہ درخلوت قرآن مطالعہ کردہ درو معانی اندیشدہ بیرون آمدہ بیان میکند بندہ ظالم و مفتری علی اللہ باشد۔ بندہ ہرچہ میگوید و میکند و میخواند بامر اللہ و باذنہٖ میگوید و می کند و میخواند۔ ہر آیتے کہ می نمایندہ میخواند و ہر بیانے کہ تعلیم میکند بیان میکند "عُلِّمْتُ مِنَ اللّٰہِ بِلَا وَاسِطَۃٍ جَدِیْدَ الْیَوْمْ" حالِ بندہ است"

ترجمہ:- نیز حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر بندہ خلوت میں قرآن کا مطالعہ کر کے معانی سوچ کر باہر آتا اور بیان کرتا ہے تو بندہ ظالم اور اللہ پر بہتان لینے والا ہو گا۔ بندہ جو کچھ کہتا ہے کرتا اور پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم اور اُس کی اجازت ہی سے کہتا، کرتا اور پڑھتا ہے۔ جو آیت بھی بندہ کو دکھائیں بندہ پڑھتا ہے اور جیسے بیان کی تعلیم (اللہ تعالیٰ) بندے کو دے بیان کرتا ہے۔ "عُلِّمْتُ مِنَ اللّٰہِ بِلَا وَاسِطَہٍ جَدِیْدَ الْیَوْمْ" (مجھے اللہ کی جانب سے روزانہ تعلیم ہوا کرتی ہے) بندہ کا حال ہے۔

حدیثِ شریف:- حضرت رسولِ اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ آپؐ نے مہدی علیہ السلام کے بارے میں فرمایا۔

"اَصۡلَحَهُ اللهِ فِیۡ یَوۡمٍ وَّاحِدَ" یعنی خداوندِ تعالیٰ خود ایک دن میں "مہدی" کی اصلاح کردے گا۔

توضیح روایت (9):-"واضح ہو کہ وحی بالتوسط نبوت و رسالت کی خصوصیت ہے چونکہ آپؑ نبوت و رسالت کے دعوے پر مامور نہیں ہیں بلکہ منصبِ مہدیت و خلافتِ الٰہیہ کے دعوے پر مامور ہیں اس لیے "وحی بلا توسط" آپ کی خصوصیت ہے اور اِسی لیے آپؑ کا اِرشاد ہے:- "عُلِّمۡتُ مِنَ اللهِ بِلَا وَاسِطَه جَدِیۡدَ الۡیَوۡمَ" یہی وجہ ہے کہ جہاں آپؑ نے "وحیِ بلاواسطہ" کا اعلان کیا اِسی طرح "وحی بالتوسط" کا انتفا بھی فرمادیا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:- "اینجا تعلیمِ بلاواسطه جبریل ہست اما دعویٰ جبریل نیست" یعنی یہاں بھی تعلیمِ بلاواسطہ جبرئیل ہے لیکن دعویٰ جبرئیل نہیں ہے۔

وہبی علم جسے عطا کرنا ہو اُس کو پہلے ہی سے ایسی "قدسی صفات" سے متصف کیا جاتا اور ایسی استعداد و صلاحیت عطا کردی جاتی ہے کہ وہ اس کا حامل بن سکے۔ اور جو وہبی علم خلافتِ الٰہیہ کا منصب رکھنے والی برگزیدہ ہستیوں کو عطا ہوتا ہے وہ لغزش یا خطا سے پاک و مبرّا ہوتا ہے۔

امامنا علیہ السلام کے صحابی حضرت شاہِ دلاور رضی اللہ عنہٗ سے ایک روایت جلیل القدر تابعی حضرت شاہ عبد الرحمٰنؒ نے نقل کی ہے۔

" فرمودند که حق تعالیٰ بنده را در ہماں زماں چهار کتاب بلا مثال تعلیم کرد۔ اگر بنده توریت خوانده مردماں تحیروار " انی لک ھٰذا " گفتنده که کرّت دیگر موسیٰؑ اظهار نمود بنده ہضم می کرد و اگر بنده انجیل بخوانده مردماں گفتنده که کرّت دوم مسیح ابن مریم اظهار کرد ہمیں منوال اگر بنده کلام اللہ خوانده مردماں گفتنده که کرّت که ھٰذا رجلٍ عزیز محمد رسول اللہ قدعاد بمرّة اخری و مردماں دریں باب در شک گشتے بنده بتوفیق اللہ تعالیٰ ہضم کرد۔ زیراچه بنده را حامل اثقلی ولایتِ محمدیه خدائے تعالیٰ بیا فریده است (مولود)

ترجمہ:- یعنی حضرت امامنا علیہ السلام نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے بندہ کو اُسی زمانہ میں چاروں کتبِ (سماویہ) کی بے مثل

تعلیم دیدی ہے۔ اگر بندہ توریت پڑھتا تو لوگ متحیر ہو جاتے کہ تجھے یہ کیونکر حاصل ہوا اور کہتے کہ موسٰیؑ نے دوبارہ ظہور پایا ہے بندے نے (اُس قوت و صلاحیت کو) ہضم کیا۔ اگر بندہ انجیل پڑھتا تو لوگ کہتے کہ مسیح ابنِ مریمؑ دوسری مرتبہ نمودار ہوئے ہیں۔ اِسی طرح اگر زبور پڑھتا تو کہتے کہ یہ تو داوٗدؑ ہیں۔ اگر کلام اللہ پڑھتا تو لوگ خیال کرتے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم دوبارہ تشریف لائے ہیں۔ اور اِس بارے میں مبتلائے شک ہو جاتے! بندہ نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہضم کیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بندہ کو ولایتِ محمدیہؐ کا بار اُٹھانے کے لیے پیدا فرمایا ہے۔

فی الحقیقت خاتمین علیہما السلام کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ دونوں قدسی صفات ہستیاں ازل ہی سے اِس مرتبہ پر فائز ہیں چنانچہ اس خصوص میں حدیث " كنت نبياء أدم بين الماء والطين " (میں نبیؐ اُس وقت تھا جب کہ آدمؑ کی مٹی خمیر کی جارہی تھی) کی تفسیر میں حضرت محی الدین ابنِ عربیؒ تحریر فرماتے ہیں:-

وغيرہٖ من الانبياء ما كان نبيا الاحين بعث و كذالك خاتم الاولياء كان ولياء ما كان وليا الا بعد تحصيل شرايط الولاية۔ (شواہد الولایت)

یعنی (ازلی نبی ہونے کی خصوصیت رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہی کے لیے ہے آپؐ کے سوائے جتنے انبیاء ہیں وہ نبی اُس وقت ہوتے ہیں جب کہ اُن کی بعثت ہوتی ہو اور اِسی طرح خاتم الاولیاء کے سوائے ولی ہوتے ہیں جب کہ اُن کو ولایت کی شرائط حاصل ہوں۔

غرض یہ امر متحقق ہے کہ امامنا علیہ السلام کو وہبی تعلیم بلاواسطہ ہوا کرتی تھی جس کو آپؑ نے علی الاعلان اُس وقت ظاہر فرمایا جب کہ آپؑ نے بحکمِ خدائے تعالیٰ دعوئے مہدیت پیش کیا اور "وحیِ بلاواسطہ" کے اظہار کا بھی یہی وقت تھا"۔ (ماخوذ از نقلیاتِ حضرت بندگی میاں عبد الرشید رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مع ترجمہ و توضیحات)

حاشیہ انصاف نامہ کی نقل ہے کہ:- حضرت مہدی علیہ السلام جس طرف تشریف لے جاتے وہاں پہاڑ، جھاڑ اور جنگل کے درمیان سے آواز آتی کہ "هٰذاالْمَهْدِیُ الْمَوْعُوْدُ" اور "هٰذا خَلِیْفَةُ الله" (یہ مہدئ موعودؑ ہے اور یہ اللہ کا خلیفہ ہے)۔ اور یہ بھی نقل ہے کہ حضرت مہدئ موعود علیہ السلام جب وضو فرماتے پانی کے قطرے ذاتِ

اقدس سے زمین پر گرتے تو آواز آتی کہ یہ مہدئ موعودؑ حق ہے۔ بندگی میاں شاہِ نظام دریائے وحدت آشام رضی اللہ عنہٗ نے حضرت مہدی علیہ السلام کے حضور میں عرض کیا کہ پانی کے قطروں سے آواز آتی ہے اور میں سنتا ہوں کہ "یہ مہدئ موعودؑ حق" ہے۔ حضرت مہدئ موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اے میاں نظامؓ خدائے تعالیٰ نے تم کو کان دیئے ہیں تم سنتے ہو۔

حضرت شاہ عبدالرحمٰن مولفِ مولود شریف تحریر فرماتے ہیں کہ:- "حضرت سید عبد اللہ گفتند کہ آں ذاتِ مبارک چوں متولد شد ہر دو دست بر شرمگاہِ خود نہا دند چوں بر بدنِ شریف جامہ پوشا نیدند دستہائے خود جدا ساختند و باز گا ہیکہ جامہ از تنِ مبارک دور میکردند بطورِ سابق دستہائے خود پر شرمگاہ می نہادند"

یعنی:- حضرت سید عبد اللہ (والدِ بزرگوارِ حضرت امامنا علیہ السلام) فرماتے ہیں کہ اس ذاتِ مبارک کا تولد ہوا تو دونوں ہاتھ اپنی شرم گاہ پر رکھے ہوئے تھے۔ جب بدنِ شریف پر کپڑا پہنایا گیا اپنے ہاتھ جدا کر لیے اور جب کبھی کپڑے آپؑ کے تنِ مبارک سے علٰیحدہ کیے جاتے اسی طرح اپنے ہاتھ شرم گاہ پر رکھ لیتے تھے۔ یہ ایک عجیب و غریب واقعہ ہے کہ قدرت نے آپؑ کے پیدا ہوتے ہی آپؑ سے رشد و ہدایت کی بنیاد رکھوائی اور اہلِ دنیا کو احکامِ شریعت کی حفاظت و نگہداشت کا حیرت ناک عملی درس دیا۔ اور اہلِ بصیرت کو یہ جان لینے کا موقع عطا فرمایا کہ یہ ہستی مستقبل میں کس منصب پر فائز ہوگی۔ کیونکہ یہ علامت ان "علائمِ ارہاصیہ" میں سے ہے جو خلفائے الٰہی سے اُن کے دعوئے نبوت و خلافت سے بہت قبل ظاہر ہوا کرتی ہیں فی الحقیقت خاتمین علیہما السلام کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ دونوں قدسی صفات ہستیاں ازل ہی سے اِس مرتبہ پر فائز ہیں چنانچہ اِس خصوص میں حدیث:- "کنت نبیاء و آدمؑ بین الماء والطین" (میں نبیؐ اُس وقت سے تھا جب کہ آدم کہ مٹی خمیر کی جارہی تھی) کی تفسیر میں حضرت محی الدین ابن عربیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ "و غیرہٖ من الانبیاء ماکان نبیا الا حین بعث و کذالک خاتم الاولیاء کان ولیا و آدم بین الماء والطین وغیرہٖ من الاولیاء ماکان ولیا الابعد تحصیل شرایط الولایۃ۔" (شواہد الولایت)

ترجمہ:- (ازلی نبیؑ ہونے کی خصوصیت حضرت رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہی کے لیے ہے۔ آپؐ کے سوائے جتنے انبیاء ہیں وہ نبی اُس وقت ہوتے ہیں جب کہ اُن کی بعثت ہوتی ہو۔ اور اِسی طرح خاتم الاولیاء اُس وقت سے ولی ہیں جبکہ آدم علیہ السلام کی مٹی خمیر کی جارہی تھی۔ خاتم الاولیاء کے سوائے جو ولی ہیں وہ اُس وقت ولی ہوتے ہیں جب کہ اُن کو ولایت کی شرائط حاصل ہوں۔

غرض یہ امر متحقق ہے کہ امامنا مہدی علیہ السلام کو وہبی تعلیم بلاواسطہ ہوا کرتی تھی جس کو آپؐ نے علی الاعلان اِس وقت ظاہر فرمایا جب کہ آپؐ نے بحکمِ خدائے تعالیٰ "دعوئے مہدیت" پیش کیا اور "وحی بلاتوسط" کے اظہار کی بھی یہی وقت تھا۔ (ماخوذ از نقلیاتِ حضرت بندگی میاں عبدالرشید رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع ترجمہ و توضیحات)

نقلِ مبارک (10):- (از نقلیاتِ حضرت بندگی میاں عبدالرشید رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع ترجمہ و توضیحات)

و نیز فرمودند که فرمان می شود که "ثُمَّ اِنَّ عَلَیۡنَا بَیَانَہٗ" درحق تست و تُرا "وارثِ ولایتِ خاص محمدیؐ" گردانیدم و اتباعِ تام تُرا روزی کردم ہر که تُرا شناخت مرا شناخت و ہر که تُرا نه شناخت مرا نه شناخت۔

ترجمہ:- نیز فرمایا کہ حکم ہورہا ہے کہ آیتِ کریمہ "ثُمَّ اِنَّ عَلَیۡنَا بَیَانَہٗ" تمہارے حق میں ہے اور میں نے تم کو خاص ولایتِ محمدیہؐ کا وارث بنایا اور تمھیں "اتباعِ تام" عطا کیا ہے جس نے تمھیں پہچانا مجھے پہچانا جس نے تمھیں نہ جانا مجھے نہ جانا۔

عقیدۂ شریفہ میں اِس آیتِ کریمہ کے ضمن میں آیا ہے کہ:-

و فرمود که ثُمَّ اِنَّ عَلَیۡنَا بَیَانَہٗ ﴿19﴾ (سورۃ القیٰمۃ) ایں بیان بزبانِ مہدی می شود۔

ترجمہ:- فرماتے ہیں کہ "ثُمَّ اِنَّ عَلَیۡنَا بَیَانَہٗ" پھر اس (قرآن کے حقیقی معنیٰ و ظن و قیاس و اجتہاد سے پاک ہوں اور اس کے اسرار و نکات) کا بیان کرنا تو ہمارا ہی حق (اور ہمارا ہی کام) ہے۔ یہ بیان مہدیؑ کی زبان سے ہورہا ہے۔

ارشادِ خداوندی ہوتا ہے کہ:- فَاِذَا قَرَاۡنٰہُ فَاتَّبِعۡ قُرۡاٰنَہٗ ﴿18﴾ (سورۃ القیٰمۃ)

ترجمہ:- جب ہم (جبرئیلؑ کی زبان سے) قرآن پڑھائیں تو (اے محمدؐ) تم ان کی قراءت کی اتباع کرو۔ ساتھ ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ثُمَّ اِنَّ عَلَيۡنَا بَيَانَهٗ ؕ﴿19﴾ (سورة القيٰمة) پھر قرآن (کے بطن در بطن) کو ہمارے ارادہ کے موافق) بیان کرنا ہمارے ذمہ ہے۔

یہ تو ظاہر ہے کہ خدا ہر کسی کے دوبدو (سامنے) کلام کرتا نہیں اِس لیے ایسے اہم کام کے لیے خاص بندہ منتخب فرماتا ہے جو قرآنِ مجید کے مرادی (مراد اللہ) معنی لوگوں کو سنائے یہ بندہ "خلیفۂ خدا۔ نظیرِ محمد ﷺ، سیدنا محمد مہدی مراد اللہ ہے۔ سیدنا مہدیؑ نے " عَلَيۡنَا " کو اپنی طرف منسوب کیا پس " قراءتِ قرآنِ مجید " حضرت خاتم الانبیاء پر نازل ہوئی اور " بیانِ قرآن " حضرت خاتم الاولیاء پر صلی اللہ علیہما وسلم۔

سیدنا مہدی علیہ السلام نے حج بیت اللہ سے تشریف لانے کے بعد 902 ہجری میں احمد آباد قیام فرمایا۔ یہاں آپؑ کے بیانِ قرآن کا غلغلہ بہت بلند ہوا اور لوگ جوق در جوق تصدیقِ مہدیؑ سے مشرف ہونے لگے۔ یہاں تک کہ خود سلطان محمود بیگڑہ کے محل میں اس کی بہنیں اور اس کی بیٹی مصدق ہوگئیں۔ اِس طرح امیروں کی تعداد بھی بڑھتی چلی گئی۔ ملاّ اور مشائخ کے دلوں میں حسد کی آگ بھڑکی۔ اُن کو خوف ہوا کہ اب ہماری عزت و ریاست رہنے کی نہیں۔ اِس لیے اُنھوں نے چاپانیر جاکر سلطان محمود بیگڑہ سے عرض کیا کہ "سید محمد" حقائق بیان کرتے ہیں۔ جہاں حقائق بیان ہوتے ہیں سلطان اور سلطنت کو بڑا نقصان پہنچتا ہے۔ بادشاہ نے کہا" پھر کیا کیا جائے؟ جب اخراج کا حکم لے کر سرکاری ملازمین بہ سرپرستی" اعتماد خاں چاپانیر سے حضورِ مہدی علیہ السلام میں آئے تو آپؑ نے دریافت کیا کہ آخر اخراج کی وجہ کیا ہے؟ اُنھوں نے کہا" علماء و مشائخ نے بادشاہ کو اِس طرح سمجھایا"۔ آپؑ نے سن کر فرمایا، "یہ بے وقوف کیا جانیں حقائق کس کو کہتے ہیں۔ حقائق بیان میں نہیں آتے جو کچھ بیان میں آتا ہے شریعت ہے۔ اگر بندہ حقائق بیان کرے تو تم جل جاؤ۔ (مولود شریف) یہ ہے آپؑ کے عام بیان کی شان۔ مصنفِ انصاف نامہ لکھتے ہیں کہ "عصر، مغرب میں بیانِ قرآن سننے کے بعد نمازِ مغرب پڑھکر صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے اپنے حجروں میں جاتے وقت اِس استغراق کی وجہ سے جو بیانِ قرآن سننے سے پیدا ہوا تھا بعض حضرات راستے ہی میں گر جاتے اور بعض حضرات عالمِ محویت میں اُن کو روندے جاتے۔ نہ روندنے والوں کو یہ خبر کہ ہم کس کو اپنے پاؤں تلے روند

رہے ہیں اور نہ روندے جانے والوں کو یہ خبر کہ ہم پر پاؤں دے دے کر کون جا رہا ہے۔ یہ بھی فرح مبارک پہنچنے سے پہلے کے بیان کا اثر ہے۔ پھر جب سیدینِ صالحین یعنی حضرت ثانیٔ مہدی اور شاہِ خوند میر ثانیٔ امیر رضی اللہ عنہم گجرات تشریف لائے اس وقت حضرت میراں علیہ السلام نے بیان کا نہج ہی بدل دیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے اظہارِ مسرت پر کہ اِس سے قبل کبھی ایسے اسرار و نکات و حقائق بیان نہیں ہوئے تھے۔ آپؑ نے فرمایا "حاملِ بیان آ گئے ہیں اب کس کے لیے اُٹھا رکھوں۔

سیدنا مہدی علیہ السلام کے بیانِ قرآن کے معنوی کمالات کے علاوہ اس کی ظاہری شان یہ تھی کہ:-

(1) دور اور نزدیک کے بیٹھنے والے یکساں سن سکتے تھے۔

(2) ہر شخص یہی سمجھتا تھا کہ میری زبان میں بیان ہو رہا ہے۔

(3) یہ بیانِ قرآن قیدِ قلم میں نہیں آسکتا تھا۔ چنانچہ مرزا سلطان حسین بادشاہِ خراسان کے فرمان سے ملّا علی فیاض شروانی وغیرہ جو ثبوتِ مہدی علیہ السلام کی غرض سے آپؑ کی خدمت میں آئے تھے آپؑ کا بیان بتمامہ وکمالہ یعنی (پورے کا پورا) لکھ لینا چاہا لیکن آخر اُن کو اعتراف کرنا پڑا کہ حضرت (امامنا مہدئ موعود علیہ السلام) مبینِ قرآن کا بیان مطلق ہے جو بعینہٖ تحریر میں نہیں آسکتا۔

اس آیتِ کریمہ کا شانِ نزول:- اِس آیتِ کریمہ کے ماقبل مضمون کا ربط یہ ہے کہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام، آنحضرت ﷺ کے سامنے قرآن پڑھتے تو آنحضرت ﷺ بھی ان کے ساتھ ساتھ جلدی جلدی پڑھنے لگتے تاکہ بھول نہ جائیں اِس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿16﴾ ط اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ﴿17﴾ صلے فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿18﴾ (سورة القيمة)

یعنی (اے محمد ﷺ) تم ان (جبرئیل علیہ السلام) کے ساتھ ہی زبان کو حرکت نہ دو اور یاد کرنے کے لیے جلدی نہ کرو۔ بے شک اِس قرآن کو (تمہارے دل میں) جمع کر دینا اور اُس کو (تمھاری زبان پر) قائم کر دینا ہمارے ذمہ ہے جب ہم اس کو (جبرئیل علیہ السلام) کی (زبانی) پڑھیں تو تم اُن کے پڑھنے کی پیروی کرو۔

حدیثِ شریف:- امامِ بخاری نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہٗ سے روایت کیا ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ پر جس وقت وحی نازل ہوا کرتی تھی تو آپؐ اُس کے یاد کرنے کی خاطر اپنی زبانِ مبارک کو حرکت دیا کرتے تھے اِس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی۔

اِس کے بعد یہ آیتِ کریمہ "ثُمَّ اِنَّ عَلَینَا بَیَانَہٗ" یعنی پھر اِس کا بیان ہمارے ہی ذمہ ہے۔ آنحضرت ﷺ کا جلدی پڑھنا "حفظِ قرآن" کے لیے تھا، "بیانِ قرآن" کے لیے نہیں۔

(حصہ توضیحاتِ نقلیاتِ حضرت عبدالرشید رضی اللہ عنہ) میں آیا ہے کہ:-" آنحضرت ﷺ کا جلدی پڑھنا حفظِ قرآن کے لیے تھا، بیانِ قرآن کے لیے نہیں۔ "ثُمَّ اِنَّ عَلَینَا بَیَانَہٗ" کا تعلق اِس کے پہلے کے مضمون سے ہونا ضروری نہیں ہے۔ نحوی قاعدہ بھی یہ ہے کہ "ثُمَّ" دو جملوں کے مضمون کو علٰحدہ کرنے کے لیے بھی استعمال ہوا کرتا ہے"۔ دو جملوں کو علٰحدہ کرنے کے لیے لفظِ "ثُمَّ" قرآنِ مجید میں کئی جگہ استعمال ہوا ہے جن کی چند مثالیں درجِ ذیل آیاتِ کریمہ میں موجود ہیں۔

(1) ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْم بَعْدِ ذٰالِکَ سَبْعٌ شِدَادٌ ۔۔الخ" (سورۃ یوسف-48

یعنی پھر اس کے بعد سات سخت سال آئیں گے۔

(2) ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْم بَعْدِ ذٰالِکَ عَامٌ فِیْهِ یُغَاثُ النَّاسُ وَفِیْهِ یَعْصِرُوْنَ ﴿49﴾ (سورہ یوسف)

یعنی پھر اِس کے بعد ایک سال ایسا آئے گا جس میں خوب بارش دیئے جائیں گے اور اُس میں لوگ پھلوں سے رس نچوڑیں گے۔

(3) ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَیْهِ وَهَدٰی ﴿122﴾ (سورۃ طٰہٰ)

یعنی پھر ان کے رب نے ان کو چن لیا اور ان پر توجہ فرمائی اور ان کی رہنمائی فرمائی۔

(4) ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ فَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿15﴾ (سورۃ لقمٰن)

یعنی پھر تم کو میری طرف پھر کر آنا ہے تو تم جو کچھ کرتے تھے میں تم کو بتلاؤں گا۔

"نورِ ایمان" مولفہ شمس العلماء حضرت مولانا سید عابد خوندمیری صاحب نے اِس کی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے کہ "یعنی مہدی علیہ السلام کی زبان سے فرمایا حضرت مہدیٔ موعود علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے کہ تحقیق ہمارے ذمہ ہے بیان اِس کا یعنی مہدیٔ موعودؑ کی زبان سے اور وہ تیری ذات ہے۔ یعنی ہم نے تجھ پر لازم گردانا ہے بیان اِس کا اپنی تعلیم سے۔ اگر کہا جائے کہ یہ قول کیسے درست ہو سکتا ہے کہ تنزیل نبی صلعم کے ساتھ خاص ہے اور بیان کی تنزیل مہدیٔ موعودؑ کے ساتھ خاص ہے تو کہا جائے گا کہ یہ بات خاص و عام کو معلوم ہے کہ اللہ نے قرآن کو اپنے حبیبؐ پر (23) سال میں تھوڑا تھوڑا کر کے ضرورت کے وقت نازل فرمایا اور اِس کے جمع کرنے اور پڑھنے اور اِس کے معانی بیان کرنے کو اپنی جانب منسوب فرمایا۔ چنانچہ اللہ کے قول میں ہے کہ تحقیق ہمارے ذمہ ہے اِس کا بیان اِسی نبیؐ کے بعد اللہ نے قرآن کو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ' کے ہاتھوں جمع کروایا۔ اِسی طرح قاریوں سے قرآن پڑھایا اور اِسی طرح " قرآن کا بیان " مہدیٔ موعودؑ سے ہوا اور اللہ ہی جانتا ہے اپنی مراد کو۔

" ابنِ کثیرؒ کہتے ہیں کہ حفظِ قرآن، تلاوت و تفسیر کا ذمہ دار اللہ تعالیٰ ہے۔ جیسے اور جگہ ہے۔ وَلَا تَعۡجَلۡ بِالۡقُرۡاٰنِ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ يُّقۡضٰۤى اِلَيۡكَ وَحۡيُهٗ وَقُلْ رَّبِّ زِدۡنِىۡ عِلۡمًا ﴿۱۱۴﴾ (سورة طٰه)

یعنی جب تک تیرے پاس وحی پوری نہ آئے تو پڑھنے میں جلدی نہ کیا کر۔ ہم سے دعا مانگ کہ میرے رب میرے علم کو زیادہ کرتے رہ۔

پھر فرماتا ہے اسِے تیرے سینے میں جمع کرنا اور اسِے تجھ سے پڑھوانا ہمارے اوپر ہے جب ہم پڑھیں یعنی ہمارا نازل کردہ فرشتہ جب اسے تلاوت کرے تو تو سن لے جب وہ پڑھ چکے تب تو پڑھ۔ ہماری مہربانی سے تجھے پورا یاد نکلے گا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ حفظ کرانے تلاوت کرانے کے بعد ہم تجھے اس کے معنی، مطالب، تبیین و توضیح کے ساتھ سمجھا دیں گے تا کہ ہماری اصلی مراد اور صاف شریعت سے تو پوری طرح آگاہ ہو جائے۔

تفسیرِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ' میں آیت نمبر (16-18) کے تعلق سے آیا ہے کہ:- اے محمد ﷺ قرآن پڑھنے

کے لیے آپؐ اپنی زبان نہ ہلایا کیجیے اِس سے پہلے کہ جبرئیلِ امینؑ اپنی قراءت سے فارغ ہو جائیں کیوں کہ نبی اکرم ﷺ جس وقت جبرئیلِ امینؑ قرآنِ کریم کا کوئی حصہ لے کر آتے تھے تو جبرئیلِ امینؑ کے ختم کرنے سے پہلے بھول جانے کے خوف سے آپؐ پڑھنا شروع کر دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اِس چیز کی ممانعت فرمائی اور فرمایا کہ آپؐ کے قلب میں اِس کا جمع کر دینا ہمارے ذمہ ہے اور جبرئیلِ امینؑ کی قراءت کا آپؐ کی زبان سے پڑھوا دینا یا یہ کہ حلال و حرام کا سمجھا دینا ہمارے ذمہ ہے۔ سو جس وقت جبرئیلِ امینؑ اِس کو پڑھنے لگا کریں تو آپؐ اُن کے بعد اِس کو پڑھ لیا کیجیے یا یہ کہ جس وقت وہ حلال و حرام کی تعلیم کریں تو آپؐ اُن کی پیروی کریں۔

"رسالۂ ہژدہ آیات" مصنفہ میاں عبدالغفور سجاوندیؒ، تحریر فرماتے ہیں کہ:-

كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ﴿1﴾ (سورة هود)

ترجمہ:- یہ کتاب جس کی آیتیں مستحکم ہیں پھر تفصیل سے بیان کی جائیں گی حکیم و خبیر (اللہ) کی جانب سے۔

"حضرت مہدیٔ موعود علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے اِس کو مراد اللہ کے مطابق اِس طور پر بیان فرمایا کہ یہ ایسی کتاب ہے جس کی آیتیں " مِنْ عِنْدِ اللّٰه " بحکمِ ازلی ثابت ہیں یعنی نزولِ قرآن کی مضبوطی محمد ﷺ سے اور بیانِ قرآن کی مضبوطی مہدی علیہ السلام سے ثابت ہے۔ چنانچہ اللہ کے قول میں ہے "نہ ہلا قرآن پڑھنے پر اپنی زبان تاکہ تو اُس کو یاد کرلے۔ بے شک ہمارے ذمہ ہے قرآن کا جمع کرنا اور پڑھنا۔ پھر جب ہم قرآن پڑھا کریں تو پیروی کر اِس کے پڑھنے کی۔ پس نبی کریم ﷺ کو حکم ہوا تو آپؐ نے اُس کی تعمیل کی۔ پھر اللہ نے بیانِ قرآن کو اپنی جانب منسوب کیا اور فرمایا" پھر تحقیق ہمارے ذمہ قرآن کا بیان ہے، یعنی ہم قرآن کو بیان کریں گے مہدیٔ موعود علیہ السلام کی زبان سے آخر زمانے میں۔ وہی وارث ہے (اِس بیان کا) اور خاتم ہے "ولایتِ محمدیہ" کا اور عالم ہے اللہ کی کتاب کے اسرار کا۔ چنانچہ اِسی بابت پر دلالت کرتی ہیں احادیث اور روایات۔

اِس آیتِ کریمہ کی وضاحت، توضیحاتِ نقلیاتِ حضرت بندگی میاں عبدالرشید رضی اللہ عنہٗ میں اِس طرح آئی ہے کہ "اور بعض شواہد ایسے بھی ہیں جن سے مہدیٔ موعود علیہ السلام کا "مبینِ قرآن" ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ مثلاً حضرت عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا:-

" قال عیسٰی علیه السلام ! نحن نا تیکم با لتنزیل و اما التاویل فسیا تی بہٖ الفار قلیط "

یعنی ہم تمھارے پاس تنزیل (صحف) لے آتے ہیں اور لیکن تاویل (بیان) تو فارقلیط لے آئے گا۔ فارقلیط سے بعض لوگوں نے حضرت رسول اللہ ﷺ مرادلی ہے۔ اور وہ کسی طرح صحیح نہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلعم "صاحبِ کتاب" ہیں۔ صرف صاحبِ بیان نہیں۔ اور " نحن ناتیکم " جمع متکلم ہے۔ اِس میں صاحبِ کتاب انبیاء کی پوری جماعت داخل ہے۔

اِس کے بعد تاویل یعنی بیان کو علٰحدہ کرکے فارقلیط سے مخصوص کیا گیاہے۔ اور حضرت رسول اللہ ﷺ کے بعد مہدیٔ موعود خلیفۃ اللہ ہی کی ذات ہے جس پر "بیانِ قرآن" کا اطلاق کیاجاسکتاہے۔ اِس لیے فارِقلیط سے مراد مہدیٔ موعودعلیہ السلام ہیں۔ علامتہ العصر بندگی میاں عبدالملک سجاوندیؒ فرماتے ہیں:- "جعل الشیخ عبد الرزاق کاشیؒ فارقلیط بلسان عیسٰی علیه السلام عبارةً عن المهدی" (سراج الابصار)

یعنی شیخ عبدالرزاق کاشیؒ نے عیسٰی علیہ السلام کے بیان کردہ فارقلیط سے "محمد مہدی" مرادلیاہے۔ اور تفسیرِ معالم میں آیت " یٰاَیُّهَاالَّذِینَ اٰمَنُوا عَلَیکُم اَنْفُسَکُمْ ج (سورة المائده 105)" کی تفسیر میں لکھاہے کہ "یعنی قرآن نازل ہوا اور بعض کی تاویل اِس کے پہلے گزر چکیں اور بعض کی تاویل رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہوئیں۔ اور بعض کی تاویلیں رسول اللہ ﷺ کے بعد ہوئیں اور بعض کی تاویلیں آخرزمانہ میں ہونگی یعنی آخرزمانہ میں "بیانِ قرآن" مہدیٔ موعودعلیہ السلام کریں گے۔

شیخ محی الدین ابنِ عربیؒ (فتوحات مکیہ) میں فرماتے ہیں۔

" قَدْ اَخبَرَ عَلَیهِ السَّلَامُ عَنِّ الْمَهْدِیْ اَنَّهٗ لَا یُخْطِیْ وَ جَعَلَهُ مُلْحِقاً بِالْاَنْبِیَاءِ عَلَیهِمُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ فِیْ ذَالِکَ الْحُکْمُ " (فتوحاتِ مکیه) "

یعنی رسول اللہ ﷺ نے مہدی علیہ السلام کی نسبت خبر دی ہے کہ وہ خطانہ کریں گے اور صفتِ عصمت میں رسول اللہ ﷺ نے مہدی علیہ السلام کو انبیاء سے ملحق فرمایاہے۔

"ہے محمدؐ کی ولایت ہی ولایت آپؑ کی ☆☆☆ ملحقِ پیغمبر اس ہے شان وعظمت آپؑ کی" (شاہینؔ)

مہدیٔ موعود علیہ السلام کی یہ شان ہے تو اُن کے ذریعہ بیانِ قرآن "ضروریاتِ دین" سے ہونا ثابت ہوتا ہے۔ تاکہ قرآنِ مجید کے مضامین اُس قطعی الدلالہٗ ذریعہ سے معلوم ہو جائیں اور دینِ اسلام کی روح از سرِ نو تازہ ہو جائے۔ اِس لیے جس طرح بعض آیات میں مہدیٔ موعودؑ کی بعثت کے متعلق اِشارات پائے جاتے ہیں اِسی طرح "ثُمَّ اِنَّ عَلَیۡنَا بَیَانَہ‘" میں بھی ایسا ہی اشارہ پایا جاتا ہے اور جبکہ امامنا حضرت سید محمد مہدیٔ موعود علیہ السلام نے خدائے تعالیٰ کے بے واسطہ حکم سے فرمادیا کہ یہاں بندہ کی ذات مراد ہے تو اب "اشارہ" نہ رہا بلکہ تفسیر متعین ہو چکی کہ یہ مہدیٔ موعودؑ ہی سے متعلق ہے۔

قرآنِ مجید میں توحید، عبادات و معاملات اور قصص سے متعلق جو مضامین ہیں ان میں توحیدِ باری تعالیٰ اصل ہے اور اسلام، ایمان، احسان کی تعلیم اِسی توحید سے تعلق رکھتی ہے۔

حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ‘ سے ایک حدیث مشکوٰۃ شریف میں بیان ہوئی ہے جس میں جبرئیل علیہ السلام اور آنحضرت رسول اللہ ﷺ کا سوال و جواب درج ہے۔

"قال یا محمد اخبرنی عن الاسلام۔ قال الاسلام ان تشھد ان لا الٰہ الااللّٰہ و ان محمد رسول اللّٰہ و تقیم الصلوٰۃ و توتی الزکوٰۃ و تصوم رمضان و تحج البیت ان استطعت الیہٖ سبیلاً۔ قال صدقت۔ قال فاخبرنی عنالایمان۔ قال ان تومن باللّٰہ و ملٰئِکتہٖ و کتبہٖ و رسولہٖ و الیوم الاٰخر و من بالقدر خیرہٖ و شرہٖ۔ قال صدقت۔ قال فاخبرنی عن الاحسان۔ قال ان تعبد اللّٰہ کانک تراہ‘ فان لم تکن تراہ‘ فانہ‘ یراک الخ۔ (رواۃ مسلم و رواۃ ابو ھریرہ رضی اللّٰہ عنہ‘)

یعنی: (جبرئیل علیہ السلام نے) سوال کیا اے محمد ﷺ مجھے اسلام کی خبر دیجیے! فرمایا اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو کہ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں اور یہ کہ "محمدؐ" اللہ کے رسول ہیں۔ اور نماز پڑھو، زکوٰۃ دو، رمضان میں روزے رکھو اور اگر سفر کی استطاعت ہو تو حج کرو۔ (جبرئیل علیہ السلام نے کہا) آپؐ نے سچ فرمایا۔ پھر کہا مجھے ایمان کی خبر دیجیے! فرمایا اللہ اور ملائکہ اور آسمانی کتابوں اور رسولوں اور قدر، خیر و شر پر ایمان لائیں (جبرئیل علیہ السلام نے کہا)

آپؐ نے سچ فرمایا۔ پھر کہا مجھے احسان کی خبر دیجیے! فرمایا کہ تم اللہ کی عبادت اِس طرح کرو کہ خدا کو دیکھ رہے ہو اگر تم اِس کو دیکھ نہ سکتے ہو تو یہ (خیال رکھو) کہ خدا تم کو دیکھ رہا ہے۔

واضح ہو کہ تعلیمِ اسلام متعلق بہ خصوصیاتِ نبوت ہے اور تعلیم احسان متعلق بہ خصوصیتِ ولایت ہے اور "ایمان" اِن دونوں میں مشترک ہے۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایمان و اسلام، عبادات و معاملات پر علی سبیل الدعوت قرآنِ مجید کی تعلیم سے عوام الناس کو کماحقہ' مستفید فرمایا اور احسان کی تعلیم خاص۔ خاص صحابہ رضی اللہ عنہم کو دی گئی۔ اسی لیے اکثر صوفیہ و محققین نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ' کو "مبداء ولایت" تسلیم کیا ہے۔

چونکہ تعلیمِ احسان خصوصیاتِ ولایت سے متعلق ہے اِس لیے مشیتِ ایزدی نے ایک مظہرِ ولایت کی بعثت کو ضروری قرار دیا۔ اِسی لیے حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

اَلرَّحْمٰنُ ① عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ② ط خَلَقَ الْاِنْسَانَ ③ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ④ (سورۃ الرحمٰن)

اِس آیتِ شریفہ میں " عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ " سے مراد حضرت رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہیں۔ آپؐ اِن "ظواہرِ قرآن" پر بیان کرنے کے لیے مامور ہیں جو نبوت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور " اَلْقُرْاٰنَ " جو کہ ولایت سے تعلق رکھتا ہے وہ مہدیؑ نے بیان کیا ہے۔

نیز فرمایا کہ:- ایمان ذاتِ خدا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ولایتِ محمدیہؐ کے ان احکام کو بیان کرنے کے لیے مبعوث فرمایا ہے جو کہ مہدیٔ موعودؑ سے متعلق ہیں روایت 220 نیز فرمایا کہ:- "ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ" سے مراد " ذاتِ مہدیؑ" ہے یعنی خدائے تعالیٰ نے پیغمبر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے وعدہ فرمایا کہ (اے پیغمبرؐ) تم رنجیدہ نہ ہوں قرآن کے احکام کی مشیت اور اُس کی مرادیں جو "احسان" سے تعلق رکھتی ہیں تم سے فوت نہ ہوں گی بلکہ آخر زمانہ میں جو کہ "فترہ وحی" کا موقع ہے اُس وقت قلوب سے تعلق رکھنے والے معانی واحکامِ قرآن "مہدیؑ" کی زبان سے بیان ہوں گے۔

(روایت 231)

غرض ہمارے اِس مختصر مضمون سے ظاہر ہے کہ "ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ" میں بیان متعلق باحسان کی طرف اشارہ

ہے جس کا تعلق خصوصیاتِ ولایتِ محمدیہؐ سے ہے اور اِس کے مظہر حضرت مہدئ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

(نقلیاتِ حضرت بندگی میاں عبد الرشیدؓ مع ترجمہ و توضیحات)

حدیثِ شریف:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: "آنحضرت ﷺ سے دو علم میرے پاس محفوظ ہیں، ایک کو تو پھیلا چکا ہوں، دوسرے کو نہیں پھیلایا، اگر دوسرے علم کو پھیلا دوں گا تو میرا گلا کاٹا جائے گا"۔

اِسی طرح عبد اللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہٗ نے آیتِ شریفہ:-

اَللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الۡاَرۡضِ مِثۡلَہُنَّ ؕ یَتَنَزَّلُ الۡاَمۡرُ بَیۡنَہُنَّ لِتَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۬ۙ (سورۃ الطلاق-12)

ترجمہ:- اللہ ہی تو ہے جس نے سات آسمان پیدا کیے اور اِن ہی کی طرح زمین بھی، اور اِن سب میں (اللہ کے) احکام نازل ہوتے رہتے ہیں تاکہ تم کو معلوم ہو جائے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

حضرت عبد اللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہٗ نے آیتِ شریفہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ "اِس آیت کی تفسیر جو مجھے معلوم ہے تم سے بیان کروں تو تم مجھے ضرور سنگسار کروگے۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ اور حضرت عبد اللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہٗ کے اِن اقوال سے معلوم ہوا کہ سلوک و طریقت کی خاص تعلیم اور "علمِ لدنی"، حضورِ اکرم ﷺ سے صرف مخصوص صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو ہی ملا تھا، مخلوق کی قوتِ برداشت کی کمی کی وجہہ سے اِس کو حضور ﷺ نے عام تام کرنے کے بجائے، اللہ کی مشیت کے مطابق "مہدیؑ" سے اِس کے عام تام ہونے کو باقی رکھ چھوڑا تھا۔ کیونکہ مہدی کی ذات، علمِ لدنی کا نمونہ اور عشقِ الٰہی کا مجسمہ بن کر، اگلے دنوں دنیا میں رونق افروز ہونے والی تھی۔ اِس ذات سے نہ صرف غریب لوگ، بلکہ امراء اور سلاطین بھی عشقِ الٰہی کا فیض حاصل کرنے والے تھے اور قرآن کے رموز کا بیان بھی اس ذاتِ اقدس سے ہونا مشیتِ ایزدی میں داخل تھا۔ جیسا کہ خود اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے کلامِ مجید فرقانِ حمید میں واضح طور پر اُمتِ مسلمہ

کو واقف کرا دیا تھا کہ:-

ثُمَّ اِنَّ عَلَيۡنَا بَيَانَهٗ ﴿19﴾ؕ (القیٰمۃ) (رسالۂ ہژدہ آیات)

یعنی (اے محمدؐ! تم پر اس قرآن کو نازل کرنے کے بعد) بے شک ہم پر (اِس کے رموز کا) بیان کرنا ہے۔

واضح باد کہ یہ آیتِ شریفہ، قرآنِ مجید، فرقانِ حمید کی ان اٹھارہ (18) آیتوں میں سے ایک ہے جن کے بارے میں مبینِ کلام اللہ، امر اللہ، مراد اللہ حضرت مہدی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا ہے کہ یہ "مہدیؑ" کی ذات یا "مہدیؑ کی قوم" سے مخصوص ہیں۔اِن آیاتِ شریفہ سے قرآن میں مہدیؑ کا ذکر موجود ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔(رسالۂ ہژدہ آیات)

چنانچہ ہمارے آقا و مولیٰ حضور سراپا نور، امامِ آخر الزماں حضرت سید محمد جونپوری مہدئ موعود علیہ السلام کی زبانِ مبارک سے، اِس طرح اِن قرآنی رموز، اسرار اور مراد کا بیان عام تام ہوا کہ ہر سننے والا، خواہ وہ عالم ہو یا اُمی، عشقِ الٰہی سے ایسا سرشار ہوا کہ دنیا و مافیہا سے منہ موڑ کر خدا کا ہو گیا۔

("خطاباتِ روشن گر" مولفہ قدوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد روشن میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ)

یہی نکتہ اِس فارسی شعر میں بھی بیان ہوا ہے جس کو امامنا و سیدنا مہدی علیہ السلام نے حضرت بندگی میراں سید محمود ثانیِ مہدی رضی اللہ عنہٗ کے ہندوستان سے ہجرت کر کے آپؑ کی خدمت میں فراہ مبارک پہنچ جانے پر، زبانِ مبارک سے پڑھا تھا۔

باید شکست از ہمہ عالم برائے یار☆☆☆آرے برائے یار دو عالم تُواں شکست

یعنی:- حقیقی محبوب کی خاطر ساری دنیا سے رشتہ توڑ لینا چاہیے ہاں! محبوب کی خاطر دونوں عالم سے رشتہ توڑ لے سکتے ہیں۔

نقل ہے کہ حضرت امامنا مہدئ موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ "ہم کو حق تعالیٰ نے مخصوص اس لیے بھیجا ہے کہ جو احکام و بیان کہ ولایتِ محمدیؐ سے تعلق رکھتے ہیں، مہدی کے واسطے سے ظاہر ہوں" پھر آپؑ نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "پھر بے شک ہم پر قرآن کا بیان یعنی مہدی کی زبان سے (باقی) ہے۔(انصاف نامہ)

اِس طرح اس آیتِ کریمہ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴿19﴾ ط (القیٰمۃ) سے درجِ ذیل اُمور اخذ کیے جاسکتے ہیں۔

(1) اِس کلامِ پاک کا بیان اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے جس کے بیان کے لیے اللہ تعالیٰ اپنی قدرتِ کاملہ سے ایک ایسی ہستی مبعوث فرمائے گا جو خلیفۃ اللہ ہوگی۔ اور وہ ہستی صرف امامنا مہدئ موعود علیہ السلام کی ذاتِ اقدس ہی ہے جس کا ثبوت خود حضرت مہدی علیہ السلام کے ارشادِ مبارکہ سے ملتا ہے۔

(2) اِس سے ثابت ہوا کہ مہدئ موعود علیہ السلام کا "ذکر قرآنِ مجید" میں موجود ہے۔

(3) اِس بات کا بھی بین ثبوت ملتا ہے کہ مہدئ موعود علیہ السلام کی ذاتِ اقدس "مُبَيِّنِ كَلَامُ الله" بھی ہے۔

(4) آپؑ، اللہ تعالیٰ کے احکام نبی کریم ﷺ کی اِتباعِ تام میں جاری کریں گے اِس لیے مہدئ موعود علیہ السلام "اَمْرُ الله" ہوئے۔

(5) چونکہ اللہ تعالیٰ، قرآنِ مجید کے اسرار و رُموز یعنی حقیقی معنی کا بیان کرنے کے لیے آپؑ کو مامور فرمایا ہے اِس لیے مہدئ موعود علیہ السلام "مَامُورمِنَ الله" ہوئے۔

(6) چونکہ کسی "خَلِيفَةُ الله" سے کوئی خطا کا اِمکان نہیں ہوتا اِس لیے امامنا حضرت مہدئ موعود علیہ السلام "معصوم عن الخطا" ہوئے۔

(7) چونکہ حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی حدیث سے ثابت ہے کہ مہدی علیہ السلام کی ذاتِ اقدس "خَلِيفَةُ الله" ہے اِس لیے امامنا مہدئ موعود علیہ السلام "خَلِيفَةُ الله" ہوئے۔

عقیدۂ شریفہ:- "محمدؐ کا باطن سو مہدیؑ کا ظاہر اور مہدیؑ کا باطن سو محمدؐ کا ظاہر۔ باطن میں دونوں ایک ذات اور ایک

وجود ہیں۔"

نقلِ مبارک (11):- (نقلیاتِ حضرت بندگی میاں عبد الرشید رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مع ترجمہ و توضیحات)

و نیز فرمود کہ حق تعالیٰ بندہ را مرا تبِ انبیاء و اولیاء و مؤمنین و مؤمنات و احوال جملہ موجودات ہمچناں معلوم کردہ است چنانچہ کسے چیزے در دست دارد و بہ ہرطرف آن چیز را میگرداند تا کما حقہٗ بشناسد۔ چنانچہ صراف می کند تا واقف شود برحیات و در داوت مہرزر و نقرہ۔

ترجمہ:- نیز فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بندہ کو تمام انبیا و اولیا و مومنین و مومنات کے مراتب اور تمام موجودات کے حالات اِس طرح معلوم کردیا ہے جیسا کہ کوئی شخص کسی چیز کو ہاتھ میں لے کر ہر طرف پھیر پھیر کر دیکھ سکتا ہے تاکہ کماحقہٗ، تحقیق کرسکے۔ جیسا کہ صراف سونے چاندی کی خوبی یا خرابی سے واقف ہوسکتا ہے۔

درجہ ذیل آیاتِ کریمہ سے یہ بھی واضح ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں اور خلفا میں سے جن کو غیب کی باتیں بتانا چاہے بتاتا ہے۔

(1) عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿26﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿27﴾ (سورۃ جن)

ترجمہ:- اللہ غیب کا جاننے والا ہے اپنے غیب پر کسی کو آگاہ نہیں کرتا مگر رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے آگاہ کرتا ہے۔

(2) وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَیْبِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ۪
(سورۃ آل عمران ۔179)

ترجمہ:- اور اللہ یوں نہیں کہ غیب کی باتوں پر تم کو آگاہ کردے لیکن (کسی کو آگاہ کرنا چاہتا ہے تو) اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے۔

(3) وَلَا يُحِيطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ج (سورۃ البقرہ۔255)

ترجمہ:- اور وہ خدا کے ایک ذرہ علم کا بھی احاطہ نہیں کر سکتے مگر اتنے کا جتنے کا وہ چاہے۔

(4) وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ط وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا (113) (سورۃ النسآء)

ترجمہ:- اور اللہ نے آپؐ پر کتاب وحکمت نازل کی اور آپؐ کو وہ سب کچھ معلوم کر دیا ہے جو آپؐ نہیں جانتے تھے اور آپؐ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔

(5) وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ط (سورۃ ھود۔123)

ترجمہ:- اور آسمانوں اور زمین کے بھید (مخفی باتوں) کا علم اللہ ہی کو ہے۔ اور سب کام اُسی کی طرف لوٹتے ہیں سو اُسی کی بندگی کیجیے اور اُسی پر توکل کیجیے۔

(6) وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ (89) ع (سورۃ النحل)

ترجمہ:- اور ہم نے آپؐ پر ایسی کتاب (قرآنِ مجید) نازل کی ہے جو ہر چیز کا بیان کرنے والی ہے اور جو مسلمانوں کے لیے ہدایت اور رحمت اور بشارت ہے۔

اِس مضمون کی احادیثِ شریفہ مندرجہ ذیل پیش کی جاتی ہیں۔

(1) قال رسول اللہ ﷺ انی اری ما لا ترون و السمع ما لا تسمعون و انی اعلم اٰخر اھل الجنۃ و ھو لا و اٰخر اھل النار خرجاً

ترجمہ:- حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے اور

میں اُس آخری شخص کو بھی جانتا ہوں جو جنت میں داخل ہو گا اور اُس آخری شخص کو بھی جانتا ہوں جو دوزخ میں داخل ہو گا۔

(2) ان اللہ قدرفع لی الدنیا فاناانظر الیھاوالی ماھو کائن فیھا الیٰ یوم القیامت کانماانظر الیٰ لفنی ھٰذہٖ۔

ترجمہ:- تحقیق کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو مجھ سے (اِتنا) قریب کر دیا ہے کہ میں اُس کو دیکھ رہا ہوں اور اُس میں قیامتک جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب اِس طرح دیکھ رہا ہوں گویا کہ میری دونوں ہتیلیوں کو دیکھ رہا ہوں۔

اور حضرت محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے قصیدہ کا یہ شعر تحریر فرمایا ہے جس کا ترجمہ ہے کہ:- میں نے حکم اتصال کی وجہ اللہ تعالیٰ کی تمام کائنات کو رائی کے دانے کے مانند دیکھا ہے۔

(1) نقل ہے کہ بندگی میاں شاہِ دلاور رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا کہ ہم کو خدائے تعالیٰ نے آسمان، زمین، عرش، کرسی، لوحِ قلم، بہشت، دوزخ، دنیا، آخرت، روزِ میثاق سے روزِ قیامت تک جو کچھ موجود ہے ایسا دِکھلایا ہے جیسا کہ رائی کا دانہ ہتیلی میں ظاہر ہے تا کہ کماحقہٗ پہچانے (حاشیہ انصاف نامہ)

(2) امامنا حضرت مہدی علیہ السلام نے اپنے خلیفہ حضرت شاہِ دلاور رضی اللہ عنہٗ کے حق میں اِرشاد فرمایا کہ "میاں دلاور رضی اللہ عنہٗ کو عرش سے تحت السریٰ تک ایسا روشن ہے جیسا کہ ہاتھ میں رائی کا دانہ ہو۔"

علمِ غیب کی تعریف:- علمِ غیب وہ ہے جو سارے ممکنہ ذرائعِ علم مفقود ہونے کے باوجود بغیر کسی توسط کے معلوم ہو جائے (ظاہر ہے ایسا علم انسان کی طاقت سے باہر ہے حتیٰ کہ نبیؐ و خلیفۃ اللہ کے لیے بھی محال ہے۔)
حقیقت تو یہ ہے کہ کسی خلیفۃ اللہ کو اُمورِ مغیبہ کا قطعی و یقینی علم ہونے کے باوجود اُس پر بھی علمِ غیب کا اطلاق نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ علمِ توسط اور وسیلہ سے ہوتا ہے خواہ وہ توسط کسی مخصوص فرشتے کا ہو یا خود باری تعالیٰ کا آخر توسط و ذریعہ تو ضرور ہے اِسی لیے مذہبِ اسلام میں یہ مسلم ہے کہ علمِ غیب سوائے خدا کے کسی کو حاصل نہیں۔

قرآنِ مجید میں ایسی آیات بھی ملتی ہیں جن سے رسول اللہ ﷺ کا صاحب علمِ غیب ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "وَمَا عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ" (سورة التكوير-24)

یعنی (حضرت محمدؐ) غیب کی باتیں ظاہر کرنے میں بخیل نہیں ہیں۔ بخیل کا لفظ آپؐ کے صاحبِ علمِ غیب ہونے پر دلالت کررہا ہے کیونکہ بخیل وہی ہے جس کے پاس زرودولت ہو اور ضرورت پر کام نہ لے۔ اور اگر کسی کے پاس زرودولت ہی نہ ہو اور وہ ضرورت پر خرچ نہ کرسکے تو اُس کو مفلس و محتاج کہتے ہیں بخیل نہیں کہتے۔ پس "عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ" کی نفی سے ثابت ہے کہ آپؐ صاحبِ علمِ غیب ہیں۔ اس کے علاوہ ایسی احادیث بھی موجود ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ "اکابرِ علمائے اہلِ سنت" کی بعض کتابوں میں حضرت رسول اللہ کو بھی "عالم الغیب" کہا گیا ہے اور یہ محض مجاز کی حیثیت ہے۔ خلیفۃ اللہ کا یہ علم اگرچہ ذریعہ وسیلہ ضرور رکھتا ہے لیکن وہ ایسا وسیلہ ہے کہ اکتسابِ علم کے سارے وسائل و ذرائع اور قوائے انسانی کی پوری مکمل توتیں صرف کردینے کے باوجود حاصل کرنا محال ہے۔ گویا خلیفۃ اللہ کا یہ علم "غیبیت" کا مظہر ہے۔ اِسی لیے ایسے علم کو بھی مجازاً "علمِ غیب" سے تعبیر کیا گیا۔ حاصلِ کلام یہ کہ علمِ غیب سے بالذات متصف صرف خدائے وحدہٗ لا شریک لہٗ ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفوں کو جن اُمورِ مغیبہ سے واقف کرایا ہے اُس سے انکار آیاتِ قرآنی کا انکار ہے اور آیاتِ قرآنی کے انکار کا حکم معلوم۔۔۔ (ماخوذ از نقلیاتِ حضرت بندگی میاں عبدالرشیدؒ مع ترجمہ و توضیحات)

"رَبَّنَا اٰتِنَا تَصۡدِيۡقَ الۡمَهۡدِیۡ كَمَا هُوَا لتَّصۡدِيۡق"

نقلِ مبارک (12):- (نقلیاتِ حضرت بندگی میاں عبدالرشید رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مع ترجمہ و توضیحات)

باز فرمودند که مقدار بست سال شده است که بنده را از غیب آواز می آید که تُو مهدئ موعود هستی۔ و بنده هضم میکرد چونکه بنده در گجرات بقصبۂ بڑلی بعد از اخراج از شهرِ نهرواله رسید۔ فرمان بعتاب رسید که چرا اظهار نمی کنی از خلق می ترسی۔ پس بنده اظهار کرد که فرمانِ حق تعالیٰ چنین می شود که تُو مهدئ موعود هستی۔ چوں این خبر در شهر پراگنده شد بعضے علماء آمدند و پرسیدند که شما خود را مهدئ موعود میگویا۔

بندہ فرموند کہ بندہ نمی گویاند بلکہ فرمانِ حق تعالیٰ چنیں میشود کہ تو مہدئی موعود ہستی دعوئے مہدیت بکن۔

بعدہٗ سوال کردند کہ نام مہدی، محمد بن عبداللہ باشد ونامِ شما محمد بن سید خاں است ۔ فرمودند کہ خدائے را بگوئید کہ پسرِ سید خاں را مہدئی موعود چرا کردی۔ خدائے تعالیٰ قادر است ہرچہ خواہد بکند ۔ باز فرموند پدرِ حضرت رسالت پناہؐ مشرک بود عبداللہ چوں باشد ایں سہوِ کا تب است۔ عبارت دراصل محمد عبداللہ است و مہدی نیز عبداللہ است۔

ترجمہ:- پھر فرمایا کہ بیس(20) سال کی مدت ہوئی ہے کہ بندہ کو غیب سے آواز آرہی ہے کہ تو مہدئ موعود ہے اور بندہ ہضم کرتا رہا۔ اب جبکہ بندہ شہر نہروالہ سے اخراج کے بعد علاقۂ بڑلی میں پہنچا ہے تو عتاب کے ساتھ فرمان ہورہا ہے کہ تو (مہدیت) کو ظاہر کیوں نہیں کرتا۔ (اور کیوں) خلق سے ڈرتا ہے۔ پس بندہ نے اظہار کیا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان یہ ہورہا ہے کہ تو مہدئ موعود ہے۔ جب یہ خبر شہر میں مشہور ہوئی تو بعض علماء آئے اور پوچھا کہ تم اپنے آپ کو مہدئ موعود قرار دیتے ہو؟ آپؑ نے جواب دیا بندہ نہیں قرار دیتا بلکہ (خدائے تعالیٰ کا) فرمان ایسا ہی ہورہا ہے کہ تم مہدئ موعود ہو مہدیت کا دعویٰ کردو۔

اِس کے بعد علماء نے سوال کیا کہ امام مہدی تو محمد بن عبد اللہ ہوں گے۔ حالانکہ آپ کا نام محمد بن سید خاں ہے۔ فرمایا کہ خدا سے کہو کہ سید خاں کے بیٹے کو مہدئ موعود کیوں بنایا؟۔ خدائے تعالیٰ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ پھر فرمایا کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ کے والد تو مشرک تھے عبد اللہ کیسے ہوتے یہ کاتب کا سہو ہے۔ عبارت اصل میں محمد عبد اللہ ہے اور مہدی بھی عبد اللہ ہے۔ (یہاں "عبد اللہ سے معنوں کا مصداق مقصود ہے)

واقعہ دراصل یہ ہے کہ سب جانتے تھے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے والدِ ماجد کا نام "سید عبد اللہ" تھا۔

اور حکومتِ وقت کی طرف سے ان کو "سید خاں" خطاب ملا تھا۔ خطاب میں لفظِ "سید" خود بین ثبوت ہے اس کے علاوہ اغیار کے متعدد "شجراتِ نسب" اور "تصانیفِ متقدمین" میں اِس کا ثبوت موجود ہے کہ حضرت کے والد کا نام "سید عبد اللہ" تھا چنانچہ "صاحبِ ختم الہدیٰ" لکھتے ہیں کہ:-

"ہمارے ہم نسب اور تمارے ہم مذہب میسور میں سید دستگیر صاحب وغیرہ مشائخین کہ ان کے "شجراتِ انساب" میں بھی یہاں "عبداللہ" اور وہاں سید نعمت اللہ موجود ہے۔(ختم الہدیٰ ردِ ہدیہ مہدویہ صفحہ 58)

مولوی خیر الدین محمد صاحب الہ آبادی نے جونپور نامہ کے باب پنجم میں لکھا ہے:-

پدرش خواجه عبدالله ازجانب سلطنت سید خاں خطاب داشت ، مادرش آمنه خاتون که خواہر قیام الملک باشد به آغا ملک مخاطب بود ، ہردو مادر و پدرا ز اجله سادا ت بنی فاطمه بودند۔"

جونپور نامہ "مولوی خیر الدین صاحب کی تالیف ہونے کے ثبوت میں صاحبِ مقدمہ سراج الابصار نے یس ایم جعفر کی انگریزی تصنیف کا حوالہ بھی دیا ہے ملاحظہ ہو مقدمہ سراج الابصار مطبوعہ 2۔

اور صاحبِ تحفتہ الکرام کی یہ تحریر بھی نقل کی ہے کہ:-

سید الاولیاء سید محمد الملقب میراں مہدی بن میرعبدالله المعروف به "سید خاں" آنسبتش به امام موسیٰ کاظمؑ می پیوند۔(جلد دوم صفحه 22)

اس سے ظاہر ہے کہ آپؑ کے والد کا نام "سید عبد اللہ "مشہور و معروف تھا،اِسی لیے حدیث "اسم ابیه اسم ابی" کو استدلال میں پیش کیا گیا ہے اور یہ امر خود مولف ہدیہ مہدویہ نے بھی تسلیم کیا ہے کہ یہ مہدویوں اور اُن کے مہدی کے نزدیک مسلم اور صحیح ہے۔

غرض بعض معاصر علماء نے حضرت امامنا علیہ السلام کے نام و نسب کو جاننے کے باوجود لفظ "خاں" کو عمداً بنائے اعتراض قرار دیا تو حضرت نے الزامی جواب دیا ہے کہ "خدا سے پوچھو کہ سید خاں کے بیٹے کو مہدی کیوں بنایا۔

"اِسی لیے امامنا علیہ السلام نے ان علماء کے جواب میں "عبد اللہ" کے الفاظ سے یہ استفادہ فرمایا ہے کہ "خلیفۃ اللہ" کی اہم خصوصیت ،"عبدِ تام"، "مسلمانِ تام" ہونا ہے۔اس لحاظ سے دیکھو یہ کہ جس طرح محمدؐ حقیقتاً "عبد اللہ" تھے بندہ بھی "عبد اللہ" کی شان رکھتا ہے یا نہیں؟ صرف والد کا نام "عبد اللہ" ہونا " دعویٰ مہدیت" کے لیے کافی نہیں

ہے۔۔۔۔

امامناعلیہ السلام کے جواب میں رفع اعتراض کا ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ سید النسب اور سید عبداللہ کے فرزند ہونے کے باوجود صرف خطاب کے لفظ "خاں" پرسے سید خاں کے بیٹے قرار دے کر آپؑ کی سیادت کو متاثر کرنے کی کوشش کرنا حق بجانب ہو سکتا ہے تو "لفظ" کی یہی بحث حضرت رسول اللہ ﷺ کے والدِ ماجد کے نام سے متعلق بھی کی جاسکتی ہے کہ "مشرک" فی الحقیقت "عبداللہ" کیسے ہو سکتا ہے۔اِس جواب سے حضرت رسول اللہ ﷺ کے والد کا نام "عبداللہ" ہونے سے انکار لازم نہیں آتا۔ورنہ ہمارے "سلسلۂ نسب" میں آنحضرتؐ کے والد کا نام "سید عبداللہ" نہ ہوتا۔اور اِسی لحاظ سے امامناعلیہ السلام کا نام "محمد عبداللہ" ہونا چاہیے تھا۔حالانکہ "سید محمد" ہے۔

(ماخوذ از نقلیاتِ بندگی میاں عبدالرشیدؒ مع ترجمہ وتوضیحات)

"ہمارے مہدیٔ موعودؑ جناب امامِ موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ کی اولاد سے ہیں۔کتبِ تواریخ اور نسب ناموں سے ثابت ہے کہ جناب موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہٗ کے اسمٰعیلؒ نامی فرزند تھے اور اُن کے آٹھ فرزند تھے جن میں ایک نعمت اللہ بھی ہیں۔لکھاہے کہ فرزندانِ حضرت امام اسمٰعیلؒ سے "عابدؒ"۔"ثابتؒ"۔"نعمت اللہؒ"۔"اسدؒ"۔اور "محبؒ" اِن پانچ صاحبوں نے معہ دیگر سادات کے "بغداد" سے "امل" کو تشریف ارزانی فرمائی۔مگر یہ دریافت نہ ہوا کہ آپؑ کے اجداد سے "جونپور ہند" میں کون صاحب کس وجہ سے تشریف فرماہوئے اور سکونت اختیار کی۔آپؑ کا نسب نامہ یہ ہے:-

سید محمد مہدیٔ موعودؑ ابن حضرت سید عبداللہؒ بن حضرت سید عثمانؒ بن حضرت سید خضرؒ بن حضرت سید موسیٰؒ بن حضرت سید قاسمؒ بن حضرت سید نجم الدینؒ بن حضرت سید عبداللہؒ بن حضرت سید یوسفؒ بن حضرت سید یحییٰؒ بن حضرت سید جلالؒ بن حضرت سید نعمت اللہؒ بن حضرت سید اسمٰعیلؒ بن حضرت امامِ موسیٰ کاظمؒ بن حضرت امامِ جعفرِ صادقؒ بن حضرت امامِ محمد باقرؒ بن حضرت امامِ زین العابدینؒ بن حضرت ابی عبداللہ الحسین شہیدِ کربلا رضی اللہ عنہٗ بن حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین۔

حضور مہدیٔ موعود علیہ السلام کے دادا جناب سید عثمان صاحبؓ کے دو فرزند تھے۔ ایک سید جلال الدینؒ دوسرے سید عبداللہؒ۔ "واللہ اعلم "سید خاں اُن پچھلے حضرت یعنی والدِ سید محمد مہدیٔ موعودؑ کا لقب ہے یا عرف یا شاہی خطاب لیکن اِس میں کچھ شبہ نہیں کہ آپ کو سید خاں کہتے تھے جیسا کہ خود حضور موعودؑ کے اِقرار سے ثابت ہے چنانچہ انصاف نامہ ہی کے اول باب سے مبرہن ہے۔ لقب یا عرف ہو تب تو کچھ بھی ہرج نہیں البتہ خطاب ہونے کی صورت میں تواریخ وغیرہ کہیں سے بھی ثبوت بتلانا ہو گا تو ہم کہتے ہیں کہ اگر خطاب ہو تب بھی ہو سکتا ہے کیونکہ اِسی قرب میں یہ خطاب سیدوں کو ملا ہوا تاریخ میں دیکھا جاتا ہے۔ چنانچہ سلطان محمد شاہ بادشاہِ دہلی کے ذکر میں جو خضر خاں کا پوتا تھا 837ھ ہجری کے سال میں سید سالم کے بیٹے کو" خاں اعظم سید خاں" کا خطاب دیا تھا جیسا کہ "تاریخِ فرشتہ "اور "طبقاتِ اکبری" سے ہویدا ہے۔ پس ممکن ہے کہ آپؑ کے والد سید عبداللہ کو کسی بادشاہِ جونپور یا دہلی کی جانب سے یہ خطاب ملا ہو۔ اور شہرت پکڑ گیا ہو ورنہ آپؑ کا نام سید عبداللہ ہونے میں کچھ کلام نہیں۔

(سیرِ مسعود)

نقلِ مبارک (13):-(نقلیاتِ حضرت بندگی میاں عبد الرشید رضی اللہ تعالیٰ عنہ' مع ترجمہ و توضیحات)

چونکہ بعد از دعوئے مہدیت علماء حکمِ اخراج کردند۔ حضرت مہدئی موعودؑ فرمودند بہ ہر دو طریق در روزِ قیامت روئے حاکماں و عالماں سیاہ گردد زیرا کہ اگر من برحق باشم چرا نصرتِ دین نکردند، و اگر برحق نباشم چرا حبس نہ کردند۔ وہریکے محضرہ کردہ مرا تفہیم چرا نہ کردند و اگر تفہیم نہ شوم چرا قتل نہ کنند زیرا کہ ہر جا کہ خواہم رفت برحقیقتِ خود دعوت خواہم کرد، و خلق را گمراہ خواہم ساخت و وبال بر گردنِ ایشاں خواہد ماند۔

ترجمہ:- دعوئے مہدیت کے بعد جب علماء نے اخراج کا حکم جاری کیا تو حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن دو وجہ سے حاکموں اور عالموں کو روسیاہی نصیب ہو گی کیونکہ اگر میں حق پر ہوں تو اُنھوں نے مدد کیوں نہ کی۔ اگر میں حق پر نہیں ہوں تو مجھے قید کیوں نہ کیا اور سب (علماء و حکام نے) مجلس کرکے میری تفہیم کیوں نہ کی۔ اگر میں نے تفہیم قبول نہ کی تو مجھے قتل کیوں نہ کر دیا۔ اِس لیے کہ میں جہاں جاؤں گا اپنی حقیقت کے لحاظ سے دعوتِ (مہدیت) کرتا رہوں گا۔ اور (اُن کے نقطۂ نظر سے) مخلوق کو گمراہ کرتا رہوں گا۔ اور (اِس کا) وبال اِن

(علماء وحکام) کی گردن پر رہے گا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا کہ:-

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿42﴾ (سورۃ البقرۃ)

ترجمہ:- اور حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور حق بات کو جان بوجھ کر نہ چھپاؤ۔

اور ایک جگہ ارشادِ باری ہوتا ہے کہ:-

وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ؕ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿39﴾ (سورۃ الانعام)

ترجمہ:- اور جو لوگ ہماری آیتوں کو جھٹلاتے ہیں وہ بہرے اور گونگے (اور) اندھیروں میں ہیں جن کو اللہ چاہے گمراہ کر دے اور جسے چاہے سیدھے راستے پر چلائے۔

بہرے، گونگے سے مراد جو لوگ اپنے دلوں کے دروازوں پر تعصب کے تالے لگا لیے ہیں اور سننے والوں سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے ضمیر زندہ ہیں اور حق کو قبول کرنے میں کوتاہی نہیں کرتے۔

وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ؕ (سورۃ فاطر-43)

ترجمہ:- اور برا فریب خود فریب کرنے والے ہی پر پلٹ پڑتا ہے۔

چنانچہ محدث حاکم، ابنِ ماجہ اور ابو نعیم نے حضرت ثوبانؓ سے روایت کی ہے کہ:-

"ثم يجئى خليفة الله المهدى فاذا سمعتم بهٖ فاتوه فبايعوه و لو حبوا على الثلج فانه خليفة الله المهدى۔"

یعنی پھر اللہ کا خلیفہ مہدی آئے گا پس جب تم کو اُن کے آنے کی خبر سنو تو اُس کے پاس جاؤ۔ اور اُس کی بیعت کرو۔ اگرچہ کہ تمھیں برف پر سے رینگتے ہوئے جانا پڑے، کیوں کہ مہدیؑ اللہ کا خلیفہ ہے۔

اِس حدیثِ شریفہ سے ثابت ہے کہ مہدی علیہ السلام خلیفۃ اللہ ہیں۔ اور اُن کی بیعت فرض ہے کیونکہ فبایعوہ کا مستفاد یہی ہے اور لوحبوا علی الثلج کے الفاظ تاکیدِ اکید اور " فانه خليفة الله المهدی۔" کے الفاظ توجیہِ فرضیت پر دلالت کر رہے ہیں۔ اِس کے علاوہ ایسی روایات بھی ملتی ہیں جن سے حضرت مہدی علیہ السلام کا معصوم عن الخطا ہونا ثابت ہوتا ہے چنانچہ اکابر سلفِ صالحین اہلِ سنت نے اِس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:- " اَلْمَهْدِیُّ مِنِّی یَقْفُوْااَثَرِی وَلَایُخْطِیٔ " یعنی مہدی میری اولاد سے ہوگا میرے نقشِ قدم پر چلے گا خطا نہ کرے گا۔

(ماخوذ از نقلیاتِ بندگی میاں عبد الرشیدؓ مع ترجمہ وتوضیحات)

نقلِ مبارک (14):- (نقلیاتِ حضرت بندگی میاں عبد الرشید رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع ترجمہ وتوضیحات)

باز علماء سوال کردند که بر مهدی تمام خلق ایمان خواهد آورد۔ کسے منکر نخواهد اند حضرت مهدی علیه السلام فرمودند که مؤمناں ایمان آرند یا کافراں۔ علماء جواب دادند که مؤمناں۔ حضرت مهدی علیه السلام فرمودند که همه مؤمناں ایمان آورند و اطاعت کردند۔

ترجمہ:- پھر (ایک مرتبہ) علمانے سوال کیا کہ مہدی پر تمام مخلوق ایمان لائے گی۔ کوئی منکر نہ رہے گا۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ مؤمن ایمان لائیں گے یا کافر؟ علماء نے جواب دیا کہ مومن۔ فرمایا کہ مومنین ہی ایمان لائے ہیں اور اطاعت قبول کی ہے۔

وَلَوْشَآءَ رَبُّکَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَایَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ ﴿118﴾ (سورة هود)

ترجمہ:- اور اے محمدؐ! اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو ضرور تمام لوگوں کو ایک اُمت بنا دیتا۔ لیکن وہ ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے۔

پس خدائے تعالیٰ نے اپنی خدائی میں جس چیز کو نہیں چاہا وہ حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کے زمانہ میں کیسے وجود

میں آئے گی۔

کیونکہ قبولیتِ دعوتِ ایمان کی توفیق عطا کرنا خدائے تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو صاف طور پر فرمایا:-

اِنَّکَ لَا تَھۡدِیۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ ۚ وَھُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُھۡتَدِیۡنَ ﴿56﴾ (سورۃ القصص)

ترجمہ:- (اے محمدؐ) بے شک تم جس کو دوست رکھتے ہیں اُس کو ہدایت نہیں کر سکتے۔ لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ اور وہی ہدایت یافتہ لوگوں کو خوب جانتا ہے۔ نیز فرمایا:-

وَلَوۡ شَآءَ رَبُّکَ لَاٰمَنَ مَنۡ فِی الۡاَرۡضِ کُلُّھُمۡ جَمِیۡعًا ؕ (سورۃ یونس-99)

ترجمہ:- اگر تمہارا رب چاہتا تو جو لوگ زمین (دنیا) میں ہیں وہ سب کے سب ایمان لاتے۔

وَمَا تَوۡفِیۡقِیۡۤ اِلَّا بِاللّٰہِ ؕ عَلَیۡہِ تَوَکَّلۡتُ وَ اِلَیۡہِ اُنِیۡبُ ﴿88﴾ (سورۃ ھود)

ترجمہ:- اور میری توفیق کا انحصار اللہ ہی کے فضل پر ہے۔ اُسی پر میرا توکل ہے اور ہر معاملہ میں اُسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

حدیث شریف:- حضرت ابو سعید حذری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کہتے ہیں کہ "(ایک دن) رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (انسان کو سخت مصیبت اور پریشانیوں میں مبتلا کرنے والی) ایک آفت کا ذکر کیا، جو اُس وقت کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی، یہاں تک کہ کسی شخص کو کوئی ایسی پناہ گاہ نہیں ملے گی جہاں وہ (اِس آفت و بلا کی صورت میں رونما ہونے والے) ظلم و ستم سے پناہ حاصل کر سکے۔ پھر (جب ظلم و ستم اور ناانصافی کا وہ دور اپنی حد پار کر جائے گا تو) اللہ تعالیٰ میری اولاد اور میرے اہلِ بیت میں سے ایک شخص کو (کہ جو عدل و انصاف اور علم و دانائی میں یکتا ہو گا اور جو "مہدی" کے لقب سے ملقب ہو گا۔ امامت کے منصب سے سرفراز کرکے اِس دنیا میں) بھیجے گا۔ وہ شخص زمین کو اِس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا، جس طرح وہ ظلم و ستم سے بھری ہوئی تھی۔ اُس سے آسمان والے بھی

خوش ہوں گے۔(یعنی فرشتے اور انبیاء کی روحیں) اور (تمام) زمین کے رہنے والے بھی راضی و مطمئین ہوں گے۔ (خواہ وہ کسی جنس اور نوع سے تعلق رکھتے ہوں۔ یہاں تک کہ جنگل کے جانور اور پانی کی مچھلیاں بھی) آسمان اپنے مینہ کے قطروں میں سے کچھ باقی رکھے بغیر کثرت سے (پانی) برسائے گا اور زمین اپنی روئیدگی میں سے کچھ باقی رکھے بغیر سب کچھ اُگا دے گی یہاں تک کہ زندہ لوگ مردوں کی آرزو کرنے لگیں گے۔ وہ شخص (یعنی مہدی علیہ السلام) اِس خوشحالی و کامرانی کے ساتھ سات برس یا آٹھ برس یا نو برس زندہ رہے گا۔" (ابوداؤد) (اخبارِ سیاست)

حضرت مہدی علیہ السلام کی دعوتِ تبلیغ کی ایک اور روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ:-

جو لوگ اِس غلط فہمی میں تھے کہ حدیث میں مہدیٔ موعودؑ کی شان میں یَمۡلَاُ الۡاَرۡضِ قِسۡطًا وَّ عَدۡلًا (مہدیؑ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا) آیا ہے آپؑ کے زمانہ میں ایسا ہونے نہیں پایا۔ آپؑ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے بندہ کو ایسی ہی قوت عطا فرمائی ہے کہ پوری دنیا کے انسانوں کو عدل و انصاف سے مشرف کر دے۔ پھر آپؑ نے ندی کے کنارے ایک برہمن کو جو کہ غسل سے فارغ ہو کر جارہا تھا آواز دے کر طلب فرمایا وہ حاضر ہوا۔ آپؑ نے حکم دیا زنار توڑ دو۔ اُس نے زنار توڑ دیا۔ فرمایا کلمہ پڑھو اُس نے حسبِ ہدایت کلمہ پڑھا۔ پھر آپؑ نے اپنے مہدیٔ موعود ہونے کی تصدیق کرنے کا حکم دیا۔ اُس نے تصدیق قبول کرنے کا شرف حاصل کیا۔ آپؑ نے فرمایا، دیکھو! بندہ کو خدائے تعالیٰ نے ایسی قوت و قدرت عطا فرمائی ہے لیکن مشیتِ ایزدی یہ ہے کہ بندہ صرف خدا کے حکم سے اپنے مہدیٔ موعودؑ ہونے کا اعلان کرے۔ توفیقِ قبولیت خدائے تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

نقلِ مبارک (15):-(نقلیاتِ حضرت بندگی میاں عبدالرشید رضی اللہ تعالیٰ عنہ'مع ترجمہ و توضیحات)

یکروز بعضے علماء بطریقِ امتحان سوال کردند قال اللہ تعالیٰ: وَمَا تَشَآءُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ یَّشَآءَ اللّٰہُ ؕ (سورۃ الدھر-30) یعنی بندہ ہیچ نمی خواہد مگر آنکہ آنرا خدائے تعالیٰ میخواہد پس باید کہ ہر چیز بندہ مخواہد یشود و بسیار چیز است کہ بندہ میخواہد و نمی شود؟ فرمودند کسے کہ اندک درعلمِ شریعت واقف باشد ایں چنیں سوال نہ کند معنی ایں آیت اینست

که چنانچه افعال و اقوالِ بندگاں بجز مشیتِ حق تعالیٰ نیست۔ ہمچناں خاطر و آرزو ہائے بندہ بے ارادت و مشیتِ حق تعالیٰ نیست۔

ترجمہ:- ایک روز علماء نے امتحان کے طور پر سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ط (سورۃ الدھر۔30)

یعنی بندہ وہی چاہتا ہے جو اللہ چاہتا ہے۔ پس لازم ہوا کہ بندہ جو چاہے پورا ہو جائے حالانکہ بسا اوقات بندہ جو چاہتا ہے پورا نہیں ہوتا؟

حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص علمِ شریعت سے تھوڑی واقفیت بھی رکھتا ہو ایسا سوال نہیں کرتا۔ اِس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح بندوں کے اقوال و افعال اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بغیر نہیں ہیں اِسی طرح (اندرونِ دل و دماغ سے تعلق رکھنے والی باتیں) ارادے اور آرزویں بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بغیر نہیں ہیں۔

حدیث شریف:- آنحضرتؐ نے اِس سورت وَ مَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ط (سورۃ الدھر۔30) کی تلاوت کے بعد فرمایا اگر تم وہ سب جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم بہت کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے اور گھروں میں عورتوں سے لذت حاصل نہ کرتے۔

لِلّٰهِ مَافِي السَّمٰوٰتِ وَمَافِي الْاَرْضِ ط وَ اِنْ تُبْدُوْا مَافِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ط فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿284﴾ (سورۃ البقرۃ)

ترجمہ:- وہ سب اللہ ہی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور تم اپنے دلوں میں جو کچھ ہے اُسے ظاہر کرو یا چھپاؤ، اللہ اُس کا تم سے حساب لے گا پھر جسے چاہے بخش دے اور جسے چاہے عذاب دے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

ابنِ کثیرؒ اِس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:- یعنی آسمان و زمین کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ چھوٹی بڑی، چھپی یا کھلی ہر بات کو وہ جانتا ہے۔ ہر پوشیدہ و ظاہر عمل کا وہ حساب لینے والا ہے۔ جیسے اور جگہ فرماتا ہے۔ " قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَافِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ط ۔ الخ"

(سورۃ آل عمران۔29)

یعنی کہہ دو کہ جو تمہارے سینوں میں ہے اُسے خواہ چھپاؤ یا ظاہر کرو اللہ تعالیٰ کو اُس کا بخوبی علم ہے۔ وہ آسمان و زمین کی ہر چیز کا علم رکھتا ہے اور ہر چیز پر قادر ہے۔ اور فرمایا کہ وہ ہر چھپی ہوئی اور علانیہ بات کو خوب جانتا ہے۔ یہاں اِس کے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ وہ اُس پر حساب لے گا۔ مزید اِس معنی کے بہت سی آیتیں ہیں۔ یہاں اِس کے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ وہ اُس پر حساب لے گا۔ جب یہ آیت اُتری تو صحابہؓ بہت پریشان ہوئے کہ چھوٹی بڑی تمام چیزوں کا حساب ہو گا۔ اپنے ایمان کی زیادتی اور یقین کی مضبوطی کی وجہ سے وہ کانپ اُٹھے تو حضورؐ کے پاس آ کر گھٹنوں کے بل گر گئے اور کہنے لگے کہ حضرتؐ، نماز، روزہ، جہاد، صدقہ وغیرہ کا ہم کو حکم ہوا ہے وہ ہماری طاقت میں تھا، وہ ہم نے حتی المقدور کیا لیکن اب جو یہ آیت اُتری ہے اِسے برداشت کرنے کی ہم میں طاقت نہیں ہے۔ آپؐ نے فرمایا کیا تم یہود و نصاریٰ کی طرح یہ کہنا چاہتے ہو کہ ہم نے سنا اور نہیں مانا؟ تمھیں چاہیے کہ یوں کہو "ہم نے سنا اور مانا۔ اے اللہ! ہم تیری بخشش چاہتے ہیں۔ ہمارے رب ہم کو تیری طرف ہی لوٹنا ہے۔ چنانچہ صحابہؓ نے اِسے تسلیم کر لیا۔ اور زبانوں پر یہ کلمات جاری ہو گئے تو یہ آیت " اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ ۔۔ الخ اُتری اور اللہ تعالیٰ نے اِس تکلیف کو دور کر دیا اور یہ آیت " لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ ۔۔الخ" نازل ہوئی۔ (مسند احمد) صحیح مسلم میں بھی یہ حدیث ہے۔

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:-"عقل کا نور، عقلمند کو اللہ کے وجود و توحید کے اقرار اور اللہ کے رسولوں کی رسالت و نبوت کی تصدیق کی طرف رہنمائی نہیں کرتا ہے بلکہ اُس نور سے راستہ پاتا ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اُس کے نفس میں ڈال دیتا ہے۔ اُسی نور سے اللہ اور اُس کے رسولوں پر ایمان لاتا ہے۔"
قرآنِ مجید کی آئیہ شریفہ سے بھی اِس کی تائید ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

" اَفَمَنۡ شَرَحَ اللّٰہُ صَدۡرَہٗ لِلۡاِسۡلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوۡرٍ مِّنۡ رَّبِّہٖ ؕ" (سورۃ الزمر-22)

ترجمہ:- جس کے سینہ کو اللہ نے کھول دیا وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے۔

مفسرین کہتے ہیں کہ سینہ، دل کا قلعہ ہے۔ اور دل محلِ عقل و معرفت ہے۔ وساوسِ شیطان کے حملوں کی ابتدا دل کے قلعہ سے ہوتی ہے۔ اِسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

"اَلَّذِیۡ یُوَسۡوِسُ فِیۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ ﴿5﴾" (سورۃ الناس)

ترجمہ:- (خناس) لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔

جس کی وجہ سے انسان، دینِ اسلام میں حلاوت اور طاعتِ خدا میں لذت نہیں پا سکتا۔ یہ تو عام انسانوں کی بات ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جلیل القدر رسولؑ، صاحبِ کتاب "توریت" اور صاحبِ کلمہ اولوالعزم پیغمبر ہونے کے باوجود خدائے تعالیٰ سے جو التجا کی ہے، اُس کا قرآنِ مجید میں بھی ذکر آیا ہے۔ "قَالَ رَبِّ اشۡرَحۡ لِیۡ صَدۡرِیۡ ﴿25﴾ وَیَسِّرۡ لِیۡۤ اَمۡرِیۡ ﴿26﴾" (سورۃ طٰہٰ) ترجمہ:- (کہو) اے میرے رب! میرا سینہ کھول دے اور میری مشکل آسان فرمادے۔

اِسی طرح حضرت مہدیٔ موعود علیہ السلام نے بھی دوگانۂ لیلۃ القدر کے موقع پر یہ دعا بھی کی ہے:-

" اَللّٰھُمَّ اَرِنَاالۡحَقَّ حَقًّا وَارۡزُقۡنَا اِتِّبَاعَہٗ وَاَرِنَاالۡبَاطِلَ بَاطِلاً وَّارۡزُقۡنَا اِجۡتِنَابَہٗ "

ترجمہ:- اے اللہ! ہمیں حق کو حق کی حالت میں دِکھا اور اُس کی اتباع کی توفیق عطا فرما۔ اور ہمیں باطل کو باطل کی حالت میں دِکھا اور اُس سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔

(ماخوذ از "صلاح و اصلاح" مولفہ علامتہ العصر اسعد العلماء حضرت میاں ابوسعید سید محمود عرف مرشد میاںؒ)

نقلِ مبارک (16):-(نقلیاتِ حضرت بندگی میاں عبدالرشید رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مع ترجمہ و توضیحات)

بازسوال کردند کہ شما ولایت را بر نبوت فضل میدہید حضرت مہدی علیہ السلام فرمودند کہ بندہ فضل میدہید یا رسول اللہؐ فضل میدہند۔ کما قال علیہ السلام "الولایۃ افضل من النبوۃ۔" علماء گفتند کہ معنیِ این حدیث آنست کہ ولایتِ نبیؐ افضل از نبوتِ نبیؐ اُو باشد۔ حضرت میران علیہ السلام فرمودند کہ من کدام وقت گفتم کہ ولایتِ من افضل ازبنوتِ نبیؐ است یا من افضل از نبیؐ ہستم یا ولی را بر نبی فضیلت اسست۔ بعدہٗ حضرت مہدی علیہ السلام فرمودند بارے بدانید کہ معنی نبوت چیست ولایت چہ چیز است۔

ترجمہ:- علمانے پھر ایک دفعہ سوال کیا کہ آپؑ ولایت کو نبوت پر فضیلت دیتے ہیں؟ فرمایا کہ بندہ فضیلت دیتا ہے یا رسول اللہ ﷺ دیتے ہیں چنانچہ آپؑ نے فرمایا کہ "ولایت نبوت سے افضل ہے" علمانے کہا کہ اِس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ نبی کی ولایت اس نبی کی نبوت سے افضل ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے کب کہاہے کہ میری ولایت، نبیؐ کی نبوت سے افضل ہے یا میں نبیؐ سے افضل ہوں یا ولی کو نبی پر فضیلت ہے۔ اِس کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک بار پھر غور تو کرو کہ نبوت کے معنی کیا ہیں اور ولایت کیا ہے۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا قرآنِ مجید میں ارشاد ہوتا ہے:-

فَاِنْ حَآجُّوکَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِیَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ط (سورۃ آل عمران-20)

ترجمہ:- پس (اے پیغمبر) اگر یہ آپؐ سے جھگڑا کرنے لگیں تو آپؐ اُن سے کہدیجیے کہ میں نے اپنا رخ اللہ کی طرف کر دیاہے اور وہ بھی جو میری (کامل) پیروی کرنے والا ہے۔

حضرت مہدی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے حکم فرمایاہے کہ یہ "مَنْ" خاص ہے اور اِس سے مراد تیری ذات ہے کوئی اور نہیں۔ (ثمرۂ آیات مصنفہ حضرت میاں عبدالغفور سجاوندیؒ)

حدیث شریف:- حدیثِ نبوی ہے کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ "اَلْوِلَایَةِ اَفْضَلُ مِنَ الْنَبُوَة" یعنی نبی کی ولایت افضل ہے نبی کی نبوت سے۔ پانچ وجوہات کی وجہ سے ولایت افضل ہے نبوت سے:-

(1) پہلی وجہ یہ کہ ولایت صفتِ خالق بھی ہے اور نبوت صرف صفتِ مخلوق ہے۔

(2) دوسری وجہ یہ کہ ولایت، اللہ کے ساتھ مشغولیت کی صفت ہے اور نبوت خلق کے ساتھ ۔ مشغولیت کی صفت ہے۔

(3) تیسری وجہ یہ کہ ولایت امرِ باطنی ہے اور نبوت امرِ ظاہری ہے۔

(4) چوتھی وجہ یہ کہ ولایت صفتِ خاصہ ہے اور بنوت صفتِ عامہ۔

(5) پانچویں وجہ یہ کہ ولایت کی انتہا نہیں ہے اور نبوت کی اِنتہا ہے اور کہا گیا ہے کہ مرتبۂ ولایت ، افضل ہے مرتبۂ نبوت سے۔

نقل:- ما را حق تعالیٰ فرستادہ است، مخصوص برائے اینست کہ آں احکام و بیان کہ تعلق با ولایتِ محمدی صلی اللہ علیہ و سلم دارد ، بواسطۂ مہدی، ظاہر شود۔

ترجمہ:- حضرت امامنا مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ: "مجھ کو حق تعالیٰ نے خاص اِس واسطے بھیجا ہے کہ جو احکام اور بیان کہ ولایتِ محمدیؐ سے تعلق رکھتے ہیں، وہ مہدی کے واسطے سے ظاہر ہوں"۔

انبیا علیہم السلام میں اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:-

تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ م (سورۃ البقرۃ-253)

ترجمہ:- یہ حضراتِ مرسلینؑ ایسے ہیں کہ ہم نے اُن میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے تمام حضراتِ انبیا و مرسلین علیہم السلام میں اپنے حبیب حضور محمد مصطفی ﷺ کو افضل الانبیا افضل المرسلین، خاتم النبیین رحمتہ للعالمین اور سراجِ منیر بنایا۔ اِسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی ولایت بھی تمام انبیا ، مرسلین وخلفائے الٰہی کی ولایت سے افضل بنایا۔ اُمتِ رسولؐ میں تمام اولیا رسولِ مقبول ﷺ کی ولایت کے فیض سے مستفیض ہوتے رہے لیکن کسی ولی اللہ کو رسول اللہ ﷺ کی ولایتِ خاصہ یعنی "ولایتِ مقیدۂ محمدیہ" کا مقام حاصل نہ ہو سکا سوائے امامنا سیدنا سید محمد مہدیٔ موعود علیہ السلام کی ذاتِ اقدس کے۔ کیونکہ آپؑ کی بعثت اللہ تعالیٰ کے بینہ پر مبعوث ہوئی ہے۔ چنانچہ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:-

اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ وَیَتْلُوْہُ شَاھِدٌ مِّنْہُ وَمِنْ قَبْلِہٖ کِتٰبُ مُوْسٰٓی اِمَامًا وَّ رَحْمَۃً ط اُولٰٓئِکَ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ ط وَمَنْ یَّکْفُرْ بِہٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُہٗ ج فَلَا تَکُ فِیْ مِرْیَۃٍ مِّنْہُ ق اِنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ (17) (سورۃ ھود)

ترجمہ:- یعنی کیا وہ شخص جو اپنے پروردگار کی طرف سے بینہ (روشن دلیل) (یعنی ولایتِ مقیدۂ محمدیؐ) پر ہو اور اُس

کے پیچھے اُس کے رب کی طرف سے گواہ قرآن ہو اور اُس کے پہلے (کی) کتابِ موسیٰ (توریت) جو امامِ رحمت ہے (وہ بھی (اُس کی) گواہ ہو (کیا وہ اور طالبِ دنیا دونوں برابر ہو جائیں گے) وہ لوگ (جو اُس وقت مختلف جماعتوں میں بٹے ہوئے ہونگے) اُس پر ایمان لائیں گے۔ اور اُن جماعتوں میں کا جو شخص اُس سے کفر کرے گا پس اُس کی وعدہ گاہ جہنم ہے۔ پس (اے محمدؐ) تُو اِس کے متعلق شبہ میں نہ رہ بلاشبہ تو تیرے رب کی طرف سے حق ہے۔ لیکن اکثر لوگ اِس پر ایمان نہیں لائیں گے۔

اِس آیتِ کریمہ کی تشریح فرماتے ہوئے امامنا مہدی علیہ السلام نے فرمایا:- "میں اللہ تعالیٰ سے بلاواسطہ سن رہا ہوں کہ "اَفَمَنۡ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنۡ رَّبِّهٖ" میں "مَنۡ" جو مذکور ہے اُس سے مراد تیری ذات ہے اور "بَيِّنَةٍ" سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولایت کی اِتباع ہے قولاً، فعلاً و حالاً اور ولایتِ محمدؐیہ سے مراد وہی خاص ولایت ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات سے مخصوص ہے۔

(ماخوذ از نقلیاتِ بندگی میاں عبدالرشیدؓ مع ترجمہ و توضیحات)

یہاں "علمِ شریعت" اور "علمِ حقیقت" کی توضیح ضروری معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ "بعثتِ مہدیؑ" میں حضرت مولانا سید نجم الدین صاحبؒ نے بتایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سینۂ اطہر میں دو علم تھے۔ ظاہر قرآن کا علم جس کو شریعت کہتے ہیں اور ایک باطن قرآن کا علم جس کو حقیقت کہتے ہیں حضرت رسول اللہ ﷺ نے شریعت کا عام تام بیان فرمایا اور دنیا اِس سے فیضیاب ہوئی اور قیامت تک ہوتی رہے گی۔ حقیقت کا علم جو سینۂ رسول اللہ ﷺ میں موجزن تھا اُس کی اطلاع جبرئیل علیہ السلام کو بھی نہ تھی کہ وہ بلاواسطہ تھا اور قرآن میں "فَاَوۡحٰۤى اِلٰى عَبۡدِهٖ مَاۤ اَوۡحٰى" ⑩ ط (سورۃ النجم) (یعنے پھر اللہ نے اپنے بندے کی طرف وحی بھیجی جو بھیجنی تھی۔) سے اُس کا اشارہ کیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اِس علمِ حقیقت کا عام تام بیان نہیں فرمایا اور اِس علم کی عام دعوت و تبلیغ نہیں فرمائی اِس کو علم اسرار کہتے ہیں اِس کو صرف اہلِ عرفان تک مخصوص کیا گیا ہے۔ سوائے خاص خاص اصحاب رضی اللہ عنہم کے آنحضرت ﷺ نے اِس کو دوسرے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے آگے بھی پیش نہیں فرمایا۔ یہی احکامِ

حقیقت وولایت ہیں۔ اور محققینِ اہلِ سنت بھی اِس بات کے قائل ہیں کہ اِس کی عام دعوت نہیں دی گئی۔ کیونکہ زمانۂ نبوت احکامِ ولایت کے بیان کرنے کا مانع تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن جامیؒ کے شرح فصوص الحکم میں لکھاہے:-

ترجمہ:- رسول اللہ ﷺ خاتمِ ولایت کی طرح حقائق واسرار کے اظہار پر مامور نہ تھے بلکہ آپؐ کو مقامِ تشریح میں "اسرارِ ولایت" چھپانے کا حکم دیا گیا تھا۔"

چنانچہ حضرت مہدی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ "رسول اللہ کی ذات سرتاپا ولایت تھی مگر آپؐ احکامِ ولایت کے بیان کرنے پر "مامور" نہ تھے بندہ "مامور" ہے۔ (شرح عقیدۂ شریفہ)

نقلِ مبارک (17):- (نقلیاتِ حضرت بندگی میاں عبدالرشید رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مع ترجمہ وتوضیحات)

بازسوال کردند که شما ایمان را زیادت و نقصان میگوئید و امامِ اعظم فرموده اند که الایمان لایزید ولاینقص۔ حضرت میراں علیه السلام فرمودند که حق تعالٰی فرموده است۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَاللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿2﴾ (سورة الانفال) آنچه امامِ اعظمؒ گفته اند از ایمانِ خود خبر دادند که ایمانِ امامؒ بکمال رسیده بود از کمان نه زیاده شود نه نقصان۔

ترجمہ:- علمانے پھر ایک مرتبہ سوال کیا کہ آپ ایمان کی کمی وزیادتی کے قائل ہیں حالانکہ امامِ اعظمؒ فرماتے ہیں کہ "ایمان بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے۔ حضرت میراں علیہ السلام نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے تو یہ فرمایا ہے کہ بے شک جو لوگ مؤمنین ہیں جب (اُن کے سامنے) اللہ کی یاد کی جائے تو اُن کے قلوب ڈر جاتے ہیں اور جب اُن کے سامنے اللہ کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ آیتیں) اُن کا ایمان بڑھادیتی ہیں اور وہ اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہیں۔" اور امامِ اعظمؒ نے جو کہا ہے (فی الحقیقت) اپنے ایمان کی خبر دی ہے کیوں کہ اُن کا ایمان کمال کو پہنچ چکا تھا۔ کامل ہو جانے کے بعد ایمان نہ گھٹتا ہے نہ بڑھتا ہے۔

قرآنِ مجید میں جب اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ ایمان بڑھتا ہے تو وہ قطعی ہے اور جب ایمان زیادتی کو قبول کرتا ہے تو لازماً نقصان کو بھی قبول کرتا ہے۔

حدیثِ شریف:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایمان کے ستر (70) سے زائد کچھ شعبے ہیں سب سے اعلیٰ شعبہ **شھادۃً انْ لَاۤاِلٰہَ اِلَّااللّٰہ** ہے اور اِس کا ادنیٰ شعبہ راستے سے تکلیف دینے والی چیز کا ہٹا دینا ہے۔ اور حیا ایمان کا ایک شعبہ ہے۔

اِس حدیثِ شریف سے معلوم ہوا کہ ایمان کا ایک اعلیٰ شعبہ ہے اور ایک ادنیٰ شعبہ ہے بالفاظِ دیگر ایمان بڑھتا اور گھٹتا بھی ہے۔

حدیثِ شریف:- حضرت عمیر بن حبیبؓ کہتے ہیں کہ ایمان زیادہ بھی ہوتا ہے اور کم بھی۔ پوچھا گیا وہ کیسے تو فرمایا کہ جب ہم اللہ کو یاد کرتے ہیں اُس کی تعریف کرتے ہیں تو یہ ایمان زیادہ ہونے کی علامت ہے اور جب اللہ کو بھول جاتے ہیں اور غافل ہوتے ہیں تو یہ ہمارے ایمان میں نقص ہے۔

حضرت امامنا مہدیٔ موعود علیہ السلام سے جب اِس بارے میں پوچھا گیا تو آپؑ نے اِسی آیتِ شریفہ کا بیان کرتے ہوئے جواب دیا کہ ایمان بڑھتا بھی ہے اور گھٹتا بھی ہے۔ جب آپؑ سے کہا گیا کہ حضرت ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ایمان نہ بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے تو آپؑ نے فرمایا ابو حنیفہؒ نے اپنے ایمان کی خبر دی ہے۔ امامؒ کا ایمان اُس مقام پر پہنچ چکا تھا کہ اب اُس میں بڑھنے اور گھٹنے کی گنجائش نہیں تھی۔

نقل:- حضرت میراں علیہ السلام فرمودند بروقت مؤمن گناہ کند ایمان بیرون می شود وقتیکہ از گناہ توبہ کند ایمان درآید چراکہ ایمان دو نوع است یکی آں کہ از نورِ مصطفیٰؐ خلقت اُو کردہ شدہ است آں دور شود و نوعِ دیگر ایمان قرآن و مرشد است ایں نور دور نہ شود چراکہ دو نور باشد راہ رفتن تواند اگر ایک نور باشد راہ رفتن نتواند ہمچوں چشم است ۔ آفتاب نیست یا آفتاب است چشم نیست چہ بیند ہر دو باید تا مقصود حاصل شود۔

(حاشیہ انصاف نامہ)

ترجمہ:- نقل ہے حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ جس وقت مومن گناہ کرتا ہے تو ایمان باہر ہو جاتا ہے جب اِس گناہ سے توبہ کرتا ہے تو ایمان آجاتا ہے کیونکہ ایمان کی دو قسمیں ہیں ایک ایمان وہ ہے جو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور

سے پیدا کیا گیا ہے وہ دور ہو جاتا ہے اور دوسری قسم کا ایمان قرآن اور مرشد کا ہے۔ یہ نور دور نہیں ہوتا کیونکہ دو نور ہوتے ہیں تو راستہ چل سکتا ہے۔ اگر ایک نور ہو تو راستہ چل نہیں سکتا۔ مثلاً آنکھ ہے آفتاب نہیں ہے یا آفتاب ہے آنکھ نہیں ہے تو کیا دیکھے۔ دو نور چاہیے تا کہ مقصود حاصل ہو۔

نقلِ مبارک (18):-(نقلیاتِ حضرت بندگی میاں عبد الرشید رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مع ترجمہ و توضیحات)

بازسوال کردند که شما کسب را حرام میگوئید حضرت مهدی علیه السلام فرمودند مؤمن را کسب حلال است۔مؤمن باید شد در قرآنِ مجید تامل باید کرد که مؤمن کرامیگویند۔

ترجمہ:- علماء نے پھر سوال کیا کہ آپ کسب کو حرام کہتے ہو؟ آپؑ نے فرمایا کہ مومن کے لیے کسب حلال ہے مومن بننا چاہیے اور قرآن میں غور تو کرو کہ مومن کس کو کہتے ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے کہ:-

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿138﴾ (سورة اٰل عمران)

ترجمہ:- یہ (قرآن کا) بیان صریح ہے (عام) لوگوں کے لیے اور اہلِ تقویٰ (پرہیز گاروں) کے لیے ہدایت و نصیحت ہے۔

قرآنِ مجید میں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

(1) وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿49﴾ (سورة الانفال)

ترجمہ:- جو شخص خدا پر توکل کرتا ہے تو خدا غالب و حکمت والا ہے۔

(2) وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ﴿3﴾ (سورة الطلاق)

ترجمہ:- اور ایسی جگہ سے اُس کو رزق پہنچائے گا جہاں سے اُس کو وہم و گمان بھی نہ ہو گا۔ اور جو شخص اللہ پر توکل

کرے تو اللہ اُس کے لیے بہت کافی ہے۔ بے شک اللہ اپنا ارادہ پورا کر کے رہتا ہے۔ اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔

(3) وَلَا تَاْ كُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِاسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ اِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ (سورۃ الانعام-121)

ترجمہ:- وہ چیز نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام ذکر نہ کیا گیا ہو۔ اور بے شک وہ فسق ہے۔

اِن آیات کو مفسرین وفقہاء نے ذبیحہ سے مخصوص کیا ہے۔ یعنے جس حلال جانور کو ذبح کیا جائے اللہ کے نام سے ذبح کیا جائے۔ ورنہ اُس کا کھانا جائز نہ ہو گا۔ اِس تفسیر کو تسلیم نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کیونکہ اِن آیات کی عمومیت میں یہ خصوصیت بھی داخل ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر صرف ذبیحہ سے مخصوص کر دیا جائے تو "اَلْمُطْلَقُ يَجْرِیْ عَلٰى اِطْلَاقِهٖ" (مطلق اپنی اطلاقیت پر ہی جاری رہے گا) کا اُصول باقی نہ رہ سکے گا۔

اِن آیاتِ شریفہ میں کھانے کے بیان کے موقع پر "مِمَّا" واقع ہوا ہے اِس لیے معنی یہ ہوں گے "کھانے کی ہر چیز" کیونکہ "مِمَّا" عمومیت پر دلالت کرتا ہے۔ اِس لحاظ سے ہر وہ چیز کھانے سے احتراز آئیہ شریفہ کے حکم کے تحت ہو گا۔ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔ اِسی لیے ہر مومن نہ صرف جانور ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیتا ہے بلکہ کھانا شروع کرنے سے پہلے بھی "بِسمِ اللہ" ضرور کہتا ہے۔

("صلاح واصلاح" مولفہ علامتہ العصر اسعد العلماء حضرت میاں ابو سعید سید محمود رحمتہ اللہ علیہ)

حدیثِ شریف:- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا جو شخص اللہ کا ہو جاتا ہے تو اللہ بھی اُس کا کفیل بن جاتا ہے اور اُس کو ایسی جگہ سے رزق پہونچاتا ہے جہاں سے اُس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ (طبرانی)

حدیثِ شریف:- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا معمول صبح کے کھانے میں سے شام کے لیے بچا کر رکھنے کا نہ تھا، نہ شام کے کھانے میں سے صبح کے لیے بچانے کا تھا۔ (ترمذی)

حدیثِ شریف:- آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ:- "اے آدم کے بیٹے قیامت کے دن کسب کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ نسب کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا۔"

نقل:- حضرت میرانؑ را کسی پُرسید کسب کردن چونست۔ حضرت میران علیه السلام فرمودند اول مؤمن باید باز پُرسید کسی مؤمن شده بکند۔ میران علیه السلام فرمودند کسی را مقامِ پیغمبران باشد شاید که بکند حد ہا داشتن تواند باز پُرسید حدہا چیست۔ حضرت میران علیه السلام فرمودند اول توکل بر خدای بکند نظر بر کسب نکند۔ دوم پنج وقته نمازِ باجماعت بگذارد۔ سوم ذکرِ دوام کند۔ چهارم حرص نه کند۔ قوتِ لایموت و سترِ عورت۔ پنجم عشر کماحقهٗ ادا کند۔ ششم صحبتِ بندگان خدای بکند۔ ہفتم ملامت ہمیشه بر ذاتِ خود کند۔ ہشتم ہر دو وقت نگهدارد یعنی از نمازِ فجر تا طلوعِ آفتاب و از نمازِ عصر تا عشاء۔ نہم بعد بانگِ نماز کار کردن روا نیست اگر کند آں کسب حرام شود۔ دہم بزبان دروغ نگوید۔ ہر چه در قرآن آمده است بجا آرد۔ تمام از نہی به پرہیز کند۔ قوله تعالٰی:- اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡفُرُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ وَ یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یُّفَرِّقُوۡا بَیۡنَ اللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ وَ یَقُوۡلُوۡنَ نُؤۡمِنُ بِبَعۡضٍ وَّ نَکۡفُرُ بِبَعۡضٍ ۙ وَّ یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یَّتَّخِذُوۡا بَیۡنَ ذٰلِکَ سَبِیۡلًا ﴿150﴾ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡکٰفِرُوۡنَ حَقًّا ۚ وَ اَعۡتَدۡنَا لِلۡکٰفِرِیۡنَ عَذَابًا مُّہِیۡنًا ﴿151﴾ (سورة النساء) این حدہا بدارد۔ خدائے تعالٰی اُو را ترکِ دنیا کناند و دیدارِ خدای روزی بکند اگر این حد ہا را کسی بشکند اُو را ایمان شدن محال است۔ (حاشیہ انصاف نامہ)

ترجمہ:- نقل ہے حضرت مہدیؑ سے کسی نے پوچھا کہ کسب کرنا کیسا ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا پہلے تو کسب کرنے والا مومن ہونا چاہیے۔ پھر پوچھا کہ کوئی مؤمن ہو کر کسب کرے حضرت مہدیؑ نے فرمایا جس کا مقام پیغمبروں کا ہے شاید کہ وہ کسب کرے حدودِ کسب کی حفاظت کر سکے۔ پھر پوچھا کہ کسب کے حدود کیا ہیں۔ حضرت مہدیؑ نے فرمایا۔ پہلی حد یہ ہے کہ خدا پر بھروسہ کرے۔ کسب پر نظر نہ کرے۔ دوسری حد یہ ہے کہ پانچ وقت نماز جماعت سے ادا کرے۔ تیسری حد یہ ہے کہ ہمیشہ اللہ کا ذکر کرے۔ چوتھی حد یہ ہے کہ حرص نہ کرے تھوڑی غذا اور ستر عورت پر اکتفا کرے۔ پانچویں حد یہ ہے کہ پورا عشر خدا کی راہ میں دے۔ چھٹی حد یہ ہے کہ طالبانِ خدا کی

صحبت میں رہے۔ ساتویں حد یہ ہے کہ ہمیشہ اپنی ذات پر ملامت کرے۔ آٹھویں حد یہ ہے کہ ہر دو وقت کی حفاظت کر۔ یعنی فجر کی نماز سے طلوعِ آفتاب تک اور عصر کی نماز سے عشاء تک اللہ کا ذکر کرے۔ نویں حد یہ ہے کہ اذاں کے بعد کام کرنا جائز نہیں اگر کرے تو وہ کسب حرام ہے۔ دسویں حد یہ ہے کہ زبان سے جھوٹ نہ کہے جو کچھ قرآن میں آیا ہے سب پر عمل کرے۔ ممنوعات سے پرہیز کرے اللہ تعالٰی فرماتا ہے۔"جو لوگ انکار کرتے ہیں اللہ اور اُس کے رسول کا۔ اور چاہتے ہیں کہ فرق نکالیں اللہ میں اور اُس کے رسولوں میں اور کہتے ہیں کہ بعضے رسولوں کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور وہ چاہتے ہیں کہ نکال لیں کفر اور ایمان کے بیچ میں ایک راستہ ایسے ہی لوگ یقیناً کافر ہیں اور ہم نے تیار کر رکھا ہے کافروں کے لیے ذلت کا عذاب۔ اگر کسب کرنے والا کسب کے حدودِ مذکورہ کی حفاظت کرے تو خدائے تعالٰی اُس کو ترکِ دنیا کرائے اور اپنا دیدار عطا کرے اگر اِن حدود کو توڑے تو اُس کا مومن ہونا محال ہے۔

نقل است:- کسی حضرت میراںؑ را پُرسید اگر کسی بر فاقه صبر کردن نمی تواند چه کند فرمودند برود یک چیتل یا دو چیتل را کسب کند۔ یک چیتل کسب کند دوم روز دو چیتل خواہد باز فرمودند کسب کردن و تجارت کردن در شریعت رخصت است آنست که کاسب و تاجر را نیت آں باشد که تا عبادت کردن تواند و بر ادا راه امر و اجتناب نواہی تقویت یا بد مبادا در طمع و خیانت افتد باز فرمودند که اگر ایں ملاحظه نباشد در دل تفاخر و تکاثر بگذرد و مجرد خوردن و تمتع گرفتن بلکه اگر کسب نه کند شب و روز بعبادت و تعلیمِ علمِ شریعت و عزلت و خلوت مشغول باشد و مراء ازیں کارہا دنیا باشد جائی اُو در آتشِ دوزخ خلود باشد۔ (حاشیہ انصاف نامہ)

ترجمہ:- نقل ہے کہ کسی نے حضرت مہدیؑ سے پوچھا کہ اگر کوئی فاقہ پر صبر نہیں کر سکتا ہے تو کیا کرے۔ فرمایا کہ جائے ٹکے دو ٹکے کا کسب کرے۔ اگر ایک ٹکے کا کسب کرے گا تو دوسرے روز دو ٹکے کے کسب کی خواہش ہو گی۔ پھر فرمایا کہ شریعت میں کسب اور تجارت کرنے کی رخصت ہے وہ یہ کہ کسب اور تجارت کرنے والے کی نیت یہ ہونی چاہیے کہ عبادت کر سکے اور احکام کی پیروی اور ممنوعات سے پرہیز کرنے کی قوت ہو۔ ایسا نہ ہو کہ حرص اور خیانت میں پڑ جائے۔ پھر فرمایا کہ اگر کسب کے پیشِ نظر یہ بات نہ ہو تو اِس کے دل میں تفاخر و تکاثر گزرے گا اور صرف

کھانے اور نفع حاصل کرنے میں لگ جائے گا۔ بلکہ اگر کسب نہ کرے رات دن عبادت، شریعت کے علم کی تعلیم، عزلت اور خلوت میں مشغول ہو اور اِن تمام کاموں کی مراد دنیا ہو تو اُس کی جگہ ہمیشہ کے لیے دوزخ ہو گی۔

اِسی مضمون کی ایک اور نقلِ مبارک "نقلیاتِ بندگی میاں عبد الرشیدؒ مع ترجمہ و توضیحات" میں بھی ملتی ہے جو درجِ ذیل ہے۔

نقل:- باز فرمودند که کسب کردن و تجارت کردن که در شریعت رخصت است اما رخصت آنست که اگر کاسب و تاجررا نیت آں باشد که تا عبادت کردن تواند و بر ادائے اُو امرو اجتناب نواہی تقویت باید که مبادا در طمع و خیانت افتد و اگر ایں ملاحظه نه باشد و در دل تفاخر و تکاثر بگزرد یا مجرد خوردن و تمتع گرفتن بلکه اگر کسب نه کند و شب و روز بعبادت و تعلیمِ علمِ شریعت و عزلت از خلق مشغول باشد و مرادِ ازیں کارہا دنیا باشد جائے وے در آتشِ دوزخ است باخلود باشد۔

ترجمہ:- پھر (ایک دفعہ) فرمایا کہ کسب و تجارت کی شریعت میں اجازت تو ہے لیکن اجازت کی خصوصیت یہ ہے کہ کاسب و تاجر کی نیت یہ رہے کہ عبادت کر سکے اور احکام بجالائے اور ممنوعات سے بچنے کے لیے اُس میں قوت و توانائی رہ سکے۔ اور ڈرتا رہے کہ کہیں حرص و خیانت میں مبتلا نہ ہو جائے۔ اگر کسب و تجارت میں یہ لحاظ نہ رہے اور دل میں تفاخر و تکاثر پیدا ہو جائے یا صرف کھانے اور کمانے میں منہمک ہو جائے (یہ تو بڑی بات ہے) اگر چہ کسب نہ بھی کرے اور دن رات عبادت اور تعلیمِ علمِ شریعت میں اور عزلتِ خلق میں مشغول بھی رہے لیکن اُس کی نیت ایسے کاموں سے صرف دنیا ہی دنیا ہو تو اُس کا ٹھکانہ دوزخ ہے جس میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہنا ہو گا۔

"اسرارِ خودی سے" علامہ اقبالؔ کا ایک فارسی شعر درجِ ذیل پیش کیا جاتا ہے ملاحظہ ہو:-

علمِ حق را در قفا انداختی ☆☆☆ بہرِ نانی نقدِ دیں در باختی

ترجمہ:- تونے وہ علم پسِ پشت ڈال دیا جو حق تک پہنچانے والا تھا۔ محض روٹی کی خاطر تونے دین کی پونجی ہار دی۔

امامناسید نامیراں سید محمد مہدئ موعود علیہ السلام کے فرزندِ دلبند حضرت بندگی میراں سید محمود ثانیِ مہدیؓ جب آپؑ کی اجازت سے کسبِ حلال کے لیے روانہ ہونے سے قبل رخصت ہونے کے لیے حاضرِ خدمت ہوئے تو آپؑ نے اُنھیں اِن الفاظ کے ساتھ روانہ فرمایا۔

"شما را پناہ به اِلٰه۔ ہرجا که باشید با یادِ خدا باشید"

یعنی تمہارا اللہ نگہبان ہے۔ جہاں کہیں رہو، اللہ کی یاد کے ساتھ رہو۔

اِسی مضمون کی حدیثِ شریف حضرت علی رضی اللہ عنہٗ کے بارے میں ہے کہ:-

حدیثِ شریف:-رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے بارے میں اِرشاد فرمایا:-

"اَللّٰھُمَّ أَدِرِالْحَقَّ مَعَهُ حَيْثُ دَارَ" (سنن ترمذی۔ 3714)

یعنی اے اللہ! حق کو علیؓ کے ساتھ رکھ وہ (علیؓ) جہاں کہیں بھی رہے۔

"سوانح مہدئ موعودؑ" مولفہ حضرت مولانا سید ولی صاحبؒ سکندرآبادی نے کتاب کے حصۂ اول و دوم میں "حضرت سید محمود مخاطب بخطابِ ثانیِ مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرزندِ خلیفۃ اللہ المہدی الموعودؑ جونپوری کے کسبِ معاش کی اجازت طلب کرنے کے بارے میں تحریر فرمایا ہے کہ:-

"روایت ہے کہ جناب سیدنا مہدئ موعود علیہ السلام جس وقت پٹن یا چاپانیر گئے جناب سید محمودؓ نے حضرت مہدی علیہ السلام سے پوچھا کہ مفلس کے ترکِ دنیا کرنے اور مالدار کے ترکِ دنیا کرنے میں کچھ فرق ہوگا۔ ایک روایت میں ہے کہ بغیر کسب کیے ترکِ دنیا کرنے اور کاسب کے ترکِ دنیا کرنے میں کچھ فرق ہوگا؟ فرمایا کیوں نہیں بہت فرق ہے۔ جتنا مال و متاع چھوڑ دے گا اُتنا ہی اجر ملے گا۔ لہٰذا سید محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے حضرت مہدی علیہ السلام سے کسبِ معاش کے لیے رخصت لی اور چاپانیر تشریف لے گئے۔

روایت ہے کہ چاپانیر میں ملک عثمان باڑی وال بن ملک عیسیٰ بن ملک یعقوب صوبہ دارِ پٹن گجرات نے جو سلطان

محمود بیگڑہ کے امرائے نامدار سے تھے آپ کا خیرِ مقدم بڑی عقیدت سے کیا۔ چونکہ ملک عثمان صاحب نے جناب سیدنا مہدیٔ موعود علیہ السلام کی تصدیق کی تھی۔ حضرت کو اپنے باغ میں اتارا اور سلطان سے آپ کی تشریف آوری کا تذکرہ کیا۔

منصب و جاگیر:- سلطان نے اعتماد الملک اور عظمت الملک کو بھیج کر آپ کو بلوایا۔ اور منصب دو سو سواروں کا آپ کے مقرر کیا اور بیرم گاؤں اور سانجور جاگیر دی۔ انتخاب المو الید میں چہل ہزاری منصب لکھا ہے۔

نقلِ مبارک (19):-(نقلیاتِ حضرت بندگی میاں عبد الرشید رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مع ترجمہ و توضیحات)

بازسوال کردند که شما میگوئید که خدا تعالیٰ را در دارِ دنیا که دارِ فنا است بچشمِ سر می تواں دید حضرت مہدی علیه السلام فرمودند که حق تعالیٰ میگوید یا بنده؟

کما قال الله تعالیٰ:-

(1) وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿72﴾ (سورة بنی اسرائیل)

(2) فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿110﴾ ع (سورة الكهف)

(3) اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ؕ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ﴿54﴾ ع (سورة حمٓ السجدة)

بعد ازاں سوال کردند که قراء سنت و جماعت آنست که مراد ازیں آیات دیدن خدا در آخرت است فرمودند که وعدهٗ خدا تعالیٰ مطلق است ماہم مطلق می گوئیم۔ مقید نمی کنیم و سنت و جماعت ہم ناجائز و ناممکن در دارِ دنیا نه گفته اند۔ در کلامِ ایشاں خوب طریق فہم باید کرد که چه گفته اند۔

ترجمہ:- علماء نے پھر سوال کیا کہ آپ کہتے ہیں کہ اس دنیا میں جو کہ دارِ فنا ہے خدا کو چشمِ سر سے دیکھ سکتے ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے یا بندہ کہتا ہے۔ (چنانچہ اللہ نے فرمایا)۔ "جو اس دنیا میں

اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا اور گمراہ رہے گا۔(سورۃ بنی اسرائیل۔72)

ایضاً:-"جو شخص اپنے رب کے لقاء کا اُمیدوار ہو اُسے چاہیے کہ عملِ صالح کرے اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔(سورۃ الکھف۔110)

ایضاً:- "جو لوگ اپنے رب کے لقاء کے بارے میں مبتلائے شک ہیں اُن کو خبر دار ہو جانا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ بے شک ہر چیز پر محیط ہے۔(سورۃ حٰم السجدۃ۔54)

اِن آیات کے بارے میں علماء نے پھر سوال کیا کہ علمائے اہلِ سنت و جماعت نے تو اِن آیات سے آخرت میں دیدارِ خدا مراد لی ہے۔ آپؑ نے فرمایا خدائے تعالیٰ کا وعدہ تو مطلق ہے ہم بھی مطلق کہتے مقید نہیں کرتے اور اہلِ سنت و جماعت نے بھی دارِ دنیا میں ناجائز اور ناممکن نہیں کہا ہے۔ اُن کے احکام کو بہت اچھی طرح سمجھنا چاہیئے کہ اُنھوں نے کیا کہا ہے۔

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے کہ:-

يٰۤاَيَّتُهَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّةُ ﴿27﴾ ارۡجِعِىۡۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرۡضِيَّةً ﴿28﴾ فَادۡخُلِىۡ فِىۡ عِبٰدِىۡ ﴿29﴾ وَادۡخُلِىۡ جَنَّتِىۡ ﴿30﴾ ع (سورۃ الفجر)

ترجمہ:-اے نفسِ مطمئنہ اپنے رب کی طرف راضی برضا بن کر رجوع ہو جا۔ اپنے خدا کے بندوں میں شامل ہو اور جنت(دیدار) میں داخل ہو جا۔

رویت باری تعالیٰ کے بارے میں علامہ شمسی مرحوم نے "تنویر الہدایہ" میں اپنے ان خیالات کو بیان فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو نور سے موصوف کیا ہے اور یہ فرماتا ہے کہ:-

اَللّٰهُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ (سورۃ النور۔35)

اور نور ایسا ہے کہ ادنیٰ و اعلیٰ اِس کو محسوس کر سکتے ہیں اور اِس کو اشرف محسوسات جانتے ہیں بلکہ نور کی وجہ سے

دوسری چیزوں کا بھی ادراک کرتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنا نام نور رکھا ہے اور نور کی جہت سے سب قسم کی اشیاء کی رویت ہوتی ہے تو اِسی نور ہونے کی جہت سے اللہ تعالیٰ کی ذات بھی جائز الرویت ہوگی اور جو جائز الرویت ہو اُس کی طلب محال نہیں۔"

حضرت خواجہ بندہ نواز رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت شیخ سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کی ایک کتاب کی شرح لکھی ہے جس کا نام "آداب المریدین" ہے۔اِس میں دیدارِ الٰہی سے متعلق جو لکھا گیا ہے اُس کا اردو ترجمہ یہ ہے کہ:-

اِس بات پر صوفیوں کا اجماع ہے کہ اُن آنکھوں سے جو کہ چہرہ پر ہیں اور اُنھیں حدقوں سے کہ جن میں روشنائی ہے اُسی روشنائی سے اللہ تعالیٰ کو دیکھ سکتے ہیں۔ میں جو کہ محمد حسینی ہوں کہتا ہوں کہ ایسے بزرگ بندے بھی ہیں کہ جنھوں نے اِس دنیا میں خدا کو چشمِ دل سے دیکھا ہے (اِس کے بعد آگے چل کر فرماتے ہیں کہ) ثابت ہے کہ طالبِ صادق اور مشتاقِ واثق حضرت سبحانہٗ وتعالیٰ کے جمال کو اِس دنیا میں دیکھ سکتا ہے۔

رباعی

خودی کی خلوتوں میں گم رہا میں ☆☆☆ خدا کے سامنے گویا نہ تھا میں

اُٹھا کر آنکھ نہ دیکھا جلوئے دوست! ☆☆☆ قیامت میں تماشا بن گیا میں (علامہ اقبال)

واقعۂ "معراج النبی" کو مختصر کرتے ہوئے اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ حضور ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے جب عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپؐ اللہ کے حبیبؐ، رسول اللہؐ ہیں آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے اِس نعمت سے سرفراز فرمایا ہے لیکن ہم کو یہ کیسے نصیب ہو سکتا ہے؟ تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "اَلصَّلوٰۃُ مَعَرَاجُ الْمُؤمِنِیْنَ "یعنی نماز مومنین کی معراج ہے۔

رباعی

اخترِ شام کی آتی ہے فلک سے آواز ☆☆☆ سجدہ کرتی ہے سحر جس کو وہ ہے آج کی رات

رہ یکِ گام ہے ہمت کے لیے عرشِ بریں ☆☆☆ کہہ رہی ہے یہ مسلمان سے معراج کی رات (اقبالؒ)

"دیدارِ الٰہی" کے مضمون کی ایک اور مشہور حدیثِ شریف جو "حدیثِ جبرئیلؑ" کہلاتی ہے اُس سے اِس امر کی مزید توضیح ہو جاتی ہے۔ اسلام، ایمان اور احسان، دین کی تین اہم منازل ہیں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کے سوال کرنے پر جو جواب مرحمت فرمایا وہ درجِ ذیل ہے۔ اسلام:- آپؐ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو اِس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ، اللہ کے رسول ہیں اور تو نماز پڑھے اور زکوٰۃ دے اور رمضان کے روزے رکھے، بیت اللہ شریف کا حج کرے جبکہ تو اُس کی طرف راہ کی طاقت رکھے۔

ایمان:- ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر، فرشتوں پر، اُس کی کتابوں پر، اُس کے رسولوں پر، آخرت کے دن پر ایمان لائے۔ اور تقدیر، اُس کی بھلائی اور اُس کی برائی پر بھی تیرا ایمان ہو اور یہ کہ مرنے کے بعد قبروں سے اُٹھنا برحق ہے۔ (ایمانِ مجمل اور ایمانِ مفصل میں اِس کی توضیح ہے)

احسان:- احسان کے متعلق فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ کی اِس طرح بندگی کرے گویا تو اُس کو دیکھتا ہے اگر نہیں دیکھ سکتا تو پس وہ دیکھتا ہے تجھ کو۔

تعلیمِ اسلام متعلق بہ خصوصیاتِ نبوتِ (مصطفیؐ) ہے

تعلیمِ احسان متعلق بہ خصوصیاتِ ولایتِ (مصطفیؐ) ہے

اور

ایمان اِن دونوں میں مشترک ہے

(ماخوذ از۔ نقلیاتِ بندگی میاں عبد الرشیدؒ مع ترجمہ و توضیحات)

مرزا غالبؔ نے کیا خوب کہا ہے کہ:-

کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب ☆☆☆ آؤ نا ہم بھی سیر کریں کوہِ طور کی

حدیثِ شریف:-قال عن عبداللہ ابن عباسؓ :وَقَدْ رَأَى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ مَرَّتَيْنِ-(جامع ترمذی 3279)

ترجمہ:-حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا اِرشاد ہے کہ: بے شک سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے (شبِ معراج) اپنے رب کا دو مرتبہ دیدار کیا ہے۔

دیدارِ ذاتِ حق ہوا اُس کے حبیبؐ کو ☆☆☆ معراجِ مصطفیٰؐ تو ولایت کی بات ہے (شاہینؔ)

حدیثِ شریف:-ایک مرتبہ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضورِ اکرم ﷺ سے پوچھا ذکر اللہ میں کونسا ذکر افضل ہے تو آپؐ نے فرمایا کلمۂ " لاالٰہ اللہ " کا ذکر افضل ہے۔ پھر بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہ اِس کو کس طرح بولنا چاہیے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کلمۂ " لاالٰہ اللہ " کو اس طرح بولنا چاہیے کہ محافظ فرشتے بھی اِس کو سن نہ سکیں۔

آیتِ کریمہ:- وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿205﴾ (سورۃ الاعراف)

ترجمہ:-اور آپؐ اپنے پروردگار کو دل ہی دل میں عاجزی کے ساتھ اور پست آواز سے صبح و شام (یعنی علی لدوام) یاد کرتے رہے اور (دیکھنا) غافل نہ ہو جائے۔

ذکر اللہ اور طلبِ دیدارِ الٰہی

دیدارِ حق کا راستہ احسان کی تعلیم ☆☆☆ پیغام ہے قرآن کا احسان کی تعلیم

احسانِ محمدؐ ہے یہ احسان کی تعلیم ☆☆☆ موعودؑ کا فیضان ہے احسان کی تعلیم

ملت پہ دیدِ حق کی طلب فرضِ عین ہے

اِس فرضِ ولایت کا جتن فرضِ عین ہے

ذکرِ دوام عشقِ الٰہی کا نام ہے ☆☆☆ اخلاصِ عمل عشقِ الٰہی کا نام ہے

حق الیقین عشقِ الٰہی کا نام ہے ☆☆☆ ترکِ وجود عشقِ الٰہی کا نام ہے

اللہ کی خوشنودی، عرفانِ کردگار

ذکرِ خدا ہے عشقِ الٰہی کا رازدار

سب کو کچھ اور ہم کو ہے اپنی لگی ہوئی ☆☆☆ دل کی توجہ اپنے خدا سے لگی ہوئی

دیدارِ حق کی جن کو طلب ہے لگی ہوئی ☆☆☆ سانسوں میں ذکرِ یار کی ہے لو لگی ہوئی

روشن ضمیر ہوتا ہے ذکرِ کثیر سے

لگتے ہیں جاہ و دولتِ دنیا حقیر سے

شرکِ خفی مٹائیں گے ذکرِ خدا سے ہم ☆☆☆ مقصودِ زیست پائیں گے ذکرِ خدا سے ہم

حق کی رضا کو پائیں گے ذکرِ خدا سے ہم ☆☆☆ اپنے خدا کو پائیں گے ذکرِ خدا سے ہم

ساری عبادتوں میں یہ افضل ترین ہے

ذاکر کے دم قدم کا خدا خود اَمین ہے

فضل و کرم خدا کا رحمت کی آرزو ☆☆☆ مولا کا قرب، عشق و محبت کی آرزو

دنیا کی آرزو ہے نہ جنت آرزو ☆☆☆ خلاقِ کُل کی دید و شفقت کی آرزو

ذکرِ خدا کا دھڑکنِ دل کو وہ ساز دے

یارب! خدارا دید سے اپنی نواز دے

نظروں میں جو سمائی ہے دل میں بسی ہوئی ☆☆☆ جلوؤں کی شان عزت وعظمت بسی ہوئی

دل میں ہے کبرائی کی سطوت بسی ہوئی ☆☆☆ حق کی ربوبیت دل وجاں میں بسی ہوئی

شاہیںؔ کے زیرِ پر جو یہ فرشِ زمین ہے

فیضانِ خاتمینؑ پر اُس کا یقین ہے

نقلِ مبارک(20):-(نقلیاتِ حضرت بندگی میاں عبدالرشید رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مع ترجمہ وتوضیحات)

بعد ازاں سوال کردند کہ شما آیاتِ رحمت ورجاء کمتر بیان میکنید وآیات قہر وخوف بیشتر بیان می کنید تا بندہ نا امید می شود۔ حضرت مہدی علیہ السلام فرمودند قال النبیؐ ﷺ اخوک من حذرک لا من غرک۔

ترجمہ:-اِس کے بعد علماء نے سوال کیا کہ آپ آیاتِ رحمت ورجا بہت کم بیان کرتے ہیں اور آیاتِ قہر وخوف زیادہ ؟اِس سے بندہ نااُمید ہوجاتا ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا: آنحضرت نبی ﷺ کی حدیث ہے کہ تیرا بھائی وہ ہے جس نے تجھے ڈرایا نہ وہ جس نے تجھے دھوکہ میں ڈالدیا۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ قرآنِ مجید میں اِرشاد فرماتا ہے کہ:-

وَ اُوْحِیَ اِلَیَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَکُمْ بِهٖ وَ مَنْ بَلَغَ ط (سورۃ الانعام-19)

ترجمہ:- اور وحی کیا گیا ہے میری طرف یہ قرآن تا کہ میں ڈراؤں تم کو اِس کے ذریعہ اور وہ بھی ڈرائے گا جو پہنچے

میرے مقام کو۔

حضرت مہدی علیہ السلام سے مروی ہے کہ اِس آیت میں جو "مَنۡ" ہے وہ خاص ہے اور اِس سے مراد فقط تیری ذات ہے کوئی اور نہیں۔

مصنفِ "رسالۂ ہژدہ آیات" کہتے ہیں کہ حق وہی ہے جو امامؑ نے فرمایا۔ کیوں کہ آیت کے معنی میں قرینہ اِس کے خاص ہونے پر ظاہر ہے اِس طرح کہ وہ معنی دوسرے کے لیے سزاوار نہیں اور اِس کے تین وجوہ ہیں۔

پہلی وجہ یہ کہ "اِلَیَّ" میں جو "یا" ہے اُس پر عطف ہو یعنی "اُوۡحِیَ اِلَیَّ" والی "مَنۡ بَلَغَ" اِس صورت میں یہ معنی ہوں گے کہ یہ قرآن وحی کیا گیا ہے میری طرف اور اُس شخص کی طرف جو میرے مقام اور مرتبہ کو پہنچے۔ پس اگر تو کہے کہ قرآن کا نبیؐ کی طرف وحی کیا جانا تو خاص و عام کو معلوم ہے لیکن مہدیؑ کی طرف وحی کیا جانا کیا معنی رکھتا ہے۔ تو میں کہوں گا کہ مہدی کی طرف وحی معنی کے اعتبار سے ہے۔ مہدیؑ کی طرف معنیِ قرآن بلاواسطہ وحی کیے جائیں گے۔ چنانچہ اللہ فرماتا ہے۔ ثُمَّ اِنَّ عَلَیۡنَا بَیَانَهٗ ﴿19﴾ ط (القیٰمة) (پھر ہمارے ذمہ ہے اس کا بیان) یعنی مہدیؑ کی زبان سے ولایتِ محمدیہؐ کے اظہار کے ساتھ۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ عطف اِس ضمیر مستتر (پوشیدہ) پر ہو جو "لِاُنۡذِرَکُمۡ" میں ہے۔ یعنی میں ڈراؤں گا تم کو قرآنکے ذریعہ اور وہ بھی ڈرائے گا تم کو قرآن کے ذریعہ جو میرے مقام کو پہنچے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ عطف ضمیر "کُمۡ" پر ہو جو "لِاُنۡذِرَکُمۡ" میں ہے یعنی قرآن کے ذریعہ میں تم کو ڈراؤں گا اور وہ (بھی) ڈرائے گا جو پہنچے (میرے مقام کو) پس اِس صورت میں "وَمَنۡ بَلَغَ" سے مراد مہدیؑ کی ذات ہوگی اور ضمیر "بَلَغَ" میں پوشیدہ ہے قرآن کی طرف راجع ہوگی اور جو ضمیر "مَنۡ" کی طرف راجع ہے وہ مقدر ہے۔ یعنی اور جس کو قرآن بطورِ وراثت پہنچے۔ چنانچہ اللہ فرماتا ہے۔ "ثُمَّ اَوۡرَثۡنَا الۡکِتٰبَ الَّذِیۡنَ اصۡطَفَیۡنَا مِنۡ عِبَادِنَا ج ۔۔ الخ (سورة فاطر۔32)

یعنی پھر ہم نے وارث بنایا کتاب کا اُن لوگوں کو جن کو ہم نے منتخب کر لیا۔ اپنے بندوں میں سے۔

اِس بیان میں ایک لطیفہ ہے جس پر وہی مطلع ہو سکتا ہے جو معانیِ قرآن کے سمندر کا غواص ہو اور وہ یہ کہ قومِ مہدیؑ کے حق میں ڈرانے والے حقیقتاً نبیؐ ہیں کیوں کہ مہدیؑ آپؐ کی ولایت کے مظہر ہیں پس مہدیؑ کا **منذر** ہونا (یعنی ڈرانے والا ہونا) حقیقتاً نبی کا **منذر** ہونا ہے۔(ملخص رسالۂ مژدہ آیات)

مثلاً قرآنِ مجید میں ذکر اللہ سے غفلت کرنے والوں کے لیے بہت سی وعیدات (ڈرانے والی آیات) آئی ہیں۔

(1) اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿6﴾ (سورۃ البقرہ)

ترجمہ:- جو لوگ کافر ہو گئے اُن کے لیے یکساں ہے خواہ تم اُن کو ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ اِیمان نہیں لائیں گے۔

(2) وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿48﴾ (سورۃ البقرۃ)

ترجمہ:- اور اُس دن سے ڈرو جب کوئی کسی کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ کسی کی سفارش قبول کی جائے گی اور نہ کسی کا بدلہ لیا جائے گا اور نہ لوگ مدد حاصل کر سکیں گے۔

(3) اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿188﴾ ع (سورۃ الاعراف)

ترجمہ:- میں تو صرف ایمان لانے والوں کے لیے (عذاب سے) ڈرانے والا اور (ثواب کی) خوش خبری سنانے والا ہوں۔

(4) وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿105﴾ م (سورۃ بنی اسرآءیل)

ترجمہ:- اور ہم نے اِس قرآن کو سچائی کے ساتھ نازل کیا ہے اور وہ سچائی کے ساتھ نازل ہوا اور ہم نے آپؐ کو صرف خوشخبری اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

(5) وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿124﴾ (سورۃ طٰہٰ)

ترجمہ:- جو شخص میرے ذکر سے روگردانی کرتا ہے تو اُس کی زندگی تنگی میں رہے گی اور ہم اُس کو قیامت کے دن اندھا اُٹھائیں گے۔

(6) وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا کَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا وَّلٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَایَعۡلَمُوۡنَ ﴿28﴾ (سورۃ سبا)

ترجمہ:- ہم نے تجھے سارے انسانوں کے لیے محض بشیر (خوش خبری سنانے والا) اور نذیر (ڈر سنانے والا) بنا کر بھیجا ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

(7) فَوَیۡلٌ لِّلۡقٰسِیَةِ قُلُوۡبُهُمۡ مِّنۡ ذِکۡرِاللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِکَ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ﴿22﴾ (سورۃ الزمر)

ترجمہ:- بدبختی ہے اُن لوگوں کے لیے جن کے دل اللہ کے ذکر سے غفلت کی وجہ سے سخت ہو گئے ہیں۔ یہ ایک عجیب بات ہے۔

(8) وَمَنۡ یَّعۡشُ عَنۡ ذِکۡرِالرَّحۡمٰنِ نُقَیِّضۡ لَهٗ شَیۡطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِیۡنٌ ﴿36﴾ (سورۃ الزخرف)

ترجمہ:- جو شخص اللہ کے ذکر سے غافل ہوتا ہے تو ہم اُس پر شیطان کو متعین کر دیتے ہیں جو اُس کے ساتھ ساتھ رہتا ہے۔

(9) بَلۡ عَجِبُوۡٓا اَنۡ جَآءَهُمۡ مُّنۡذِرٌ مِّنۡهُمۡ فَقَالَ الۡکٰفِرُوۡنَ هٰذَا شَیۡءٌ عَجِیۡبٌ ﴿2﴾ (سورۃ قٓ)

ترجمہ:- بلکہ اُن لوگوں کو تعجب ہوا کہ اُن کے پاس اُنہی میں سے ایک ڈرانے والا آیا! تو کافروں نے کہا کہ یہ تو سب کھلی گمراہی میں ہیں۔

(10) وَمَنۡ یُّعۡرِضۡ عَنۡ ذِکۡرِ رَبِّهٖ یَسۡلُکۡهُ عَذَابًا صَعَدًا ﴿17﴾ (سورۃ جن)

ترجمہ:- جو شخص اپنے پروردگار کے ذکر سے روگردانی کرے گا، اللہ اُس کو سخت عذاب میں داخل کرے گا۔

(11) اِنَّ الَّذِیۡنَ فَتَنُوا الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ ثُمَّ لَمۡ یَتُوۡبُوۡا فَلَهُمۡ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمۡ عَذَابُ الۡحَرِیۡقِ ؕ ﴿10﴾ (سورۃ البروج)

ترجمہ:- جن لوگوں نے مسلمان مومنین و مومنات کو تکلیف پہنچائی پھر اُس سے توبہ نہ کی اُن کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور اُن کے لیے جلنے کا عذاب بھی ہے۔

(12) اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لا اُولٰٓئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ ؕ ⑦ جَزَآؤُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ط رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ط ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّہٗ ⑧ ع (سورۃ البینۃ)

ترجمہ:- جو لوگ ایمان لائے اور عملِ صالح کرتے رہے وہ لوگ بہترین خلائق ہیں۔ اُن کا صلہ اُن کے رب کے پاس ہمیشہ رہنے کے باغ (جنت) ہیں۔ جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ اُن سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔ یہ صلہ اِس کے لیے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے۔

حدیثِ شریف:- حضور نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا قیامت میں سب سے پہلے نماز نہ پڑھنے والوں کے منہ کالے کیے جائیں گے پھر سانپوں کی وادی میں پھینک دیئے جائیں گے۔ وہاں کے سانپ اُونٹ جیسے ہونگے۔ وہ بے نمازیوں کو ڈ ھنسیں گے۔ اُن کا زہر (70) سال تک بدن میں جوش مارتا رہے گا اور گوشت گل جائے گا۔

(مشکوٰۃ القلوب امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ)

حدیثِ شریف:- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسند وہ شخص ہے جو سخت جھگڑالو ہو۔ (بخاری شریف)

حدیثِ شریف:- حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:- آگاہ ہو جاؤ! جھوٹ بات اور جھوٹی گواہی بھی بڑے گناہ ہیں! کیا میں تمھیں سب سے بڑے گناہ نہ بتادوں! ہم نے عرض کیا ضرور بتایئے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا اور فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی بھی بڑے گناہ ہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اسے بار بار دہرا رہے تھے یہاں تک کہ ہم نے سوچا آپؐ خاموش نہیں ہونگے۔ (صحیح بخاری جلد 7 نمبر 5976)

حدیث شریف:- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ تعالٰی عنہ' عَنْ رَسُوْلِ اللہِ ﷺ اَنَّہٗ قَالَ:- وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَا یَسْمَعُ بِیْ اَحَدٌ مِّنْ هٰذِہِ الْاُمَّةِ یَهُوْدِیٌّ وَّ لَانَصْرَانِیٌّ ثُمَّ یَمُوْتُ وَلَمْ یُؤمِنْ بِالَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِہٖ اِلَّا کَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ(صحیح مسلم۔ 386)

ترجمہ:- ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے اُس زمانے کا (یعنی میرے وقت اور میرے بعد قیامت تک) کوئی یہودی یا نصرانی (یا کسی دوسرے دین والا) میرا حال سنے پھر ایمان نہ لائے اُس پر جس (قرآن) کو میں دے بھیجا گیا ہوں تو وہ جہنم میں جائے گا۔

نقلِ مبارک (21):- (نقلیاتِ حضرت بندگی میاں عبدالرشید رضی اللہ تعالیٰ عنہ' مع ترجمہ و توضیحات)

باز گفتند کہ شما از علم خواندن ہم منع می کنید۔ حضرت مہدی علیہ السلام فرمودند کہ بندہ تابعِ محمد رسول ﷺ است۔ آنچہ حضرت رسول اللہ ﷺ منع نہ کردہ باشند بندہ چگونہ منع کند۔ بندہ ذکرِ دوام را فرض میگوید بامراللہ و بحکمِ کتاب اللہ ہرچہ مانعِ ذکر است آں ممنوع است چہ علم خواندن و چہ کسب کردن و چہ باخلق اختلاط کردن و مشغول شدن و چہ خوردن و خسپیدن غفلت حرام است و ہر چہ موجبِ غفلت است حرام است۔

ترجمہ:- علماء نے سوال کیا کہ آپ علم پڑھنے سے بھی منع کرتے ہیں؟ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ بندہ محمد رسول اللہ ﷺ کا تابع ہے جو کچھ حضرت رسول اللہ ﷺ نے منع نہ فرمایا ہو بندہ کیسے منع کرے گا۔ بندہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کے حکم سے ذکر دوام کو فرض کہتا ہے جو کچھ مانعِ ذکر ہو وہ ممنوع ہے۔ خواہ علم پڑھنا اور کسب کرنا، خواہ لوگوں سے میل جول رکھنا، خواہ کھانا و سونا ہو (بہر حال) غفلت حرام ہے۔ اور جو کچھ موجبِ غفلت ہے حرام ہے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ:-

(1) فَاِذَاقَضَيْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْكُرُوا اللّٰہَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِكُمْ ج (سورۃ النسآء۔ 103)

ترجمہ:- پھر جب تم نماز ادا کر چکو تو اللہ کی یاد میں لگ جاؤ کھڑے ہوئے بیٹھے ہوئے اور لیٹے ہوئے (ہر حالت میں)

(2) اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ط وَلَذِكْرُاللّٰہِ اَكْبَرُ ط (سورۃ العنکبوت۔ 45)

ترجمہ:- بے شک نماز برائیوں اور ممنوعات سے روکتی ہے اور البتہ اللہ کا ذکر بہت ہی بڑا ہے۔

نماز کی اہمیت بتائی جارہی ہے کہ محاذ پر بھی دشمن کی طرف سے حملہ کا اندیشہ ہو تو نماز کو ترک نہیں کیا جاسکتا۔ بحالتِ نماز آمد و رفت، ہتھیار اُٹھانا بھی منع نہیں ہے۔ اسکے بعد یہ ارشاد قابلِ غور ہے کہ جب نماز ادا کر چکو تو اللہ کی یاد میں لگ جاؤ کھڑے ہوئے بیٹھے ہوئے اور لیٹے ہوئے۔ مطلب یہ کہ نماز کے لیے چند شرطیں ہیں لیکن ذکر کے لیے کوئی شرط نہیں ہے۔ حتیٰ کہ وضو کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اِس لیے کسی حالت میں بھی اِس فرض سے غافل نہیں ہونا چاہیئے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت امامنا مہدئ موعود علیہ السلام نے ذکر کو بحکمِ خدا اور بحکمِ کتابِ خدا فرض گردانا ہے چنانچہ حضرت حبر الامتہ اور رئیس المفسرین عبد اللہ بن عباسؓ نے اِس آیت کے ذیل میں فرمایا" صرف وہ شخص جس کے عقل و حواس کسی وجہ سے مغلوب ہو جائیں البتہ معذور ہے ورنہ کوئی شخص اللہ کی یاد نہ کرنے میں معذور نہیں ہے۔" اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (ماخوذ از "نورِ ایمان")

حدیثِ شریف:- من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر۔

ترجمہ:- جس نے عمداً نماز ترک کی وہ کافر ہوا۔

(2) فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُھُمْ مِّنْ ذِكْرِاللّٰہِ ط اُولٰٓئِكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿22﴾ (سورۃ الزمر)

ترجمہ:- بد بختی ہے اُن لوگوں کے لیے جن کے دل اللہ کے ذکر سے غفلت کی وجہ سے سخت ہو گئے ہیں۔ یہ سب کھلی گمراہی میں ہیں۔

(3) وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِالرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَھُوَلَهٗ قَرِيْنٌ ﴿36﴾ (سورۃ الزخرف)

ترجمہ:- جو شخص اللہ کے ذکر سے غافل ہوتا ہے تو ہم اُس پر شیطان کو متعین کر دیتے ہیں جو اُس کے ساتھ ساتھ رہتا ہے۔

نقل:- اگر کوئی حضرت مہدی علیہ السلام سے عرض کرتا کہ اجازت ہو تو علمِ ظاہری کی تحصیل چھوڑ دوں اگر واعظ ہوتا تو عرض کرتا کہ وعظ چھوڑ دوں۔ اگر کاسب ہوتا تو عرض کرتا کہ کسب چھوڑ دوں تا کہ ذکر قائم ہو ہر ایک کو جواب فرماتے کہ کیوں چھوڑتے ہو ذکر کی کوشش کرو۔

نقلِ مبارک (22):-(نقلیاتِ حضرت بندگی میاں عبد الرشید رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مع ترجمہ و توضیحات)

باز گفتند کسانِ شما از استاداں و پیراں برگشتبه اند و بے ادبی میکنند بلکه ازیشاں بیزار شده اند۔ برایشاں عیب می کنند حضرت مهدی علیه السلام فرمودند که شما مسئله شرعی فراموش کردید که اگر کسے دختر خود نه کسے نکاح کرده داد بعد از مدتے ظاہر شد که عینن است۔ درشرع شریف تفریق کنند یا نه کنند۔ و ہرکا لائے که به گمان سلامتی خرید میکنند و اگر عیبِ شرعی درو ظاہر شود واپس می دہند یا نه؟ پس مقصودِ دینی از مقصودِ دنیاوی کمتر شد که حاصل شود یا نه شود۔ پیوند نه باید برید و بیزار نباید شد۔ و مقصودِ دینی از جائے دیگر طلب نه باید کرد۔ زہے طلبِ دنیا و زہی طلبِ دیدارِ خدائے تعالیٰ که در طلب مقصودِ دنیاوی تفریق و بیزاری و جدائی روا می دارند و در حصولِ مقصودِ دینی روانمی دارند۔ رحم اللہ من انصف۔

باز گفتند که باشما بحث چوں تواں کرد که شما مقید به مذہب نیستند۔ ہر چه جواب میگوئید مطلق از قرآن میگوئید و درقرآن تفهیم نداریم۔ ما مقید به مذہبِ امام ابو حنیفهؒ کوفی ایم۔ حضرت میراں علیه السلام فرمودند که من به ہیچ مذہب مقید نه ام اما مذہبِ ما کتاب اللہ است و سنتِ رسول اللہ ﷺ۔ نایںہم قراردہید که ہر که از مذہبِ امام اعظمؒ پیرو مرشد و عامل برخلاف مذہب باشد۔ حکمِ اُو چیست باز فرمودند که نادان معنیِ مذہب چه دانسته اند معنی مذہب رفتارِ امامؒ است نه که گفتار۔ تمام معاملاتِ شرعی که در کتبِ فقه مذکوراست گفتارِ پیغمبر است نه عملِ پیغمبر ﷺ۔ پس مذہبِ امام اعظمؒ عملِ امامؒ است که مشهوراست۔

ترجمہ:- علماء نے پھر سوال کیا کہ آپ کے لوگ استادوں اور پیروں سے برگشتہ ہوگئے ہیں اور بے ادبی کرتے ہیں بلکہ اُن لوگوں سے بیزار ہوگئے ہیں۔ اُن پر عیب لگاتے ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ تم شرعی مسئلہ بھول گئے ہو کہ اگر کوئی شخص اپنی لڑکی کو کسی کے نکاح میں دیدے اور کچھ عرصہ بعد معلوم ہو کہ عینن ہے تو از روئے شرع شریف جدا کر دیتے ہیں یا نہیں؟ اور جس مال کو اچھا سمجھ کر خرید لیتے ہیں اگر اُس میں شرعی عیب ظاہر ہو جائے تو واپس کر دیتے ہیں یا نہیں (تم لوگوں کے پاس) دینی مقصود، دنیاوی مقصود سے کمتر ہو گیا ہے کہ حاصل ہو یا نہ ہو تعلق نہ توڑا جائے اور بیزار نہ ہوں اور مقصودِ دینی دوسری جگہ سے طلب نہ کریں۔ کہاں طلبِ دنیا؟ اور کہاں طلبِ دیدارِ خدائے تعالیٰ؟ (افسوس) کہ دنیاوی مقصود میں تو تفریق و بیزاری و جدائی جائز رکھتے ہیں مقصودِ دینی کے حصول میں جائز نہیں رکھتے!!۔ اللہ اُس پر رحم فرمائے جو انصاف کرے۔

علماء نے کہا کہ آپ کے ساتھ بحث کیسے کی جائے جبکہ آپ کسی مذہب کے پابند نہیں ہیں۔ جو کچھ جواب دیتے ہیں مطلق قرآن سے دیتے ہیں اور ہم قرآن کے بارے میں سمجھ نہیں رکھتے۔ ہم امامِ ابو حنیفہؒ کے مذہب کے پابند ہیں۔ حضرت میراں علیہ السلام نے فرمایا کہ میں کسی مذہب کا پابند نہیں ہوں لیکن میرا مذہب کتاب اللہ و سنتِ رسول اللہ ﷺ ہے۔ اِس کے باوجود فرض کرو جو شخص امامِ اعظمؒ کے مذہب کا پیرو ہے اور اِس مذہب کے خلاف عمل کرتا ہے تو اُس پر کیا حکم ہے؟ پھر فرمایا کہ نادان لوگوں نے مذہب کے کیا معنی سمجھ رکھے ہیں۔ مذہب کے معنی امامؒ کی رفتار ہے نہ کہ گفتار اور تمام شرعی معاملات کے بارے میں جو مسائل کتبِ فقہ میں مذکور ہیں گفتارِ پیغمبر ہے کہ عملِ پیغمبر ﷺ۔ پس امام اعظمؒ کا مذہب اُن کا عمل ہے جو کہ مشہور ہے۔

اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:-

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿204﴾ (سورۃ الاعراف)

ترجمہ:- اور جب قرآن پڑھا جائے تو کان لگا کر سنو اور خاموش رہا کرو۔ تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔

اِس آیتِ کریمہ کی تفسیر "نورِ ایمان" مولفہ حضرت مولانا عابد خوندمیری صاحب" نے جو کی ہے وہ درجہ ذیل ہے۔

جس میں ایک حدیثِ شریف اور ایک نقلِ مبارکہ حضرت امامنامہدی علیہ السلام بھی موجود ہے۔

" قرآن کی عظمت بیان کرنے کے بعد اُس کے آداب بیان کیے جارہے ہیں کہ جب قرآن پڑھا جائے تو اُس کا پہلا ادب یہ ہے کہ کان لگا کر سنیں اور دوسرا ادب یہ ہے کہ تلاوتِ قرآن کے وقت اور تلاوتِ قرآن کی جگہ خاموشی اختیار کی جائے۔ شور و شغب بحث و تکرار اور کسی قسم کی گفتگو نہ ہو۔ قرآن کو غور سے سنیں گے اور خاموشی اختیار کریں گے تو بات پوری طرح دل میں اُترے گی اور اُس کا اثر یہ ہو گا کہ اِس کے قبول کرنے کی ہدایت ہو گی۔ اِسی کو اللہ تعالیٰ " لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ " سے یاد کرتا ہے۔ یعنی تم پر رحمت کی جائے گی۔ اب یہاں یہ اختلاف ہے کہ یہ حکم جو دیا جارہا ہے اُس میں شک نہیں کہ یہ واجب ہے۔ قرآن کی تلاوت کے وقت سننا اور خاموشی اختیار کرنا واجب ہے لیکن یہ عام اوقات میں یا صرف نماز کے وقت جب کہ امام قراءت کررہا ہو۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ ہر وقت اور ہر جگہ یہی حکم ہے۔ اور یہی صحیح بھی ہے۔ اور بعض لوگوں نے اِس کو نماز کے ساتھ مختص کیا ہے اور کہتے ہیں کہ پہلے امام کے ساتھ مقتدی بھی قرآن پڑھتے تھے تو اُن کو روکا گیا اور حکم دیا گیا کہ جب امام قراءت کررہا ہو تو مقتدیوں کو خاموشی کے ساتھ سننا چاہیے۔ پھر حدیث میں آیا ہے کہ جس نے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی اُس کی نماز ناقص ہے۔ تو دونوں پر عمل کرنے کے لیے یہ حکم لگایا گیا کہ جہری نمازوں میں سکوت ہو البتہ سری نمازوں میں پڑھا جاسکتا ہے۔ اور امام شافعیؒ کے پاس چونکہ ہر نماز کی ہر رکعت میں مصلی کے لیے خواہ وہ منفرد ہو کہ مقتدی سورۂ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے تو وہ یہ کہتے ہیں کہ سورۂ فاتحہ کو حدیث کی بناء پر مستثنیٰ کیا گیا ہے لیکن امام ابو حنیفہؒ کے پاس مقتدی کو قرآن سے کچھ پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔ مہدویہ کے پاس ہر نماز کی ہر رکعت میں مصلی کو سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے خواہ مقتدی ہی کیوں نہ ہو لیکن وہ آہستہ سے پڑھے گا۔ اِس طرح کہ امام کی قراءت میں منازعت پیدا نہ ہو۔ حضرت امامنامہدی علیہ السلام کے پاس جب یہ مسئلہ پیش ہوا کہ ابو حنیفہؒ تو یہ فرماتے ہیں کہ مقتدی کا سورۂ فاتحہ پڑھنے سے بہتر یہ ہے کہ منھ میں کنکریاں بھر لے۔ تو امام علیہ السلام نے جواب دیا کہ کُلی کرنے سے کنکریاں چلی جائیں گی لیکن سورۂ فاتحہ نہ پڑھنے سے جو نماز جاتی ہے وہ واپس نہیں آئے گی۔

نقلِ مبارک (23):-(نقلیاتِ حضرت بندگی میاں عبدالرشید رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مع ترجمہ و توضیحات)

باز گفتند شما مسلمان را کافر میگوئید و امر میکنید که مؤمن شوید۔ حضرت مہدی علیہ السلام فرمودند که ما مذہبِ کتاب اللہ پیش کردہ ایم۔ ہر کرا کتاب اللہ مؤمن می گوید ما مؤمن میگویم و ہرکرا کتاب اللہ کافر گوید اُورا کافر می گوئیم از خود چیزے نمی گوئیم۔ ما تابعِ کتاب اللہ ہستم کتاب خدائے را پیش کردہ ایم و خلق را سوئے توحید و عبادت دعوت میکنیم و من برائے ایں کار ماموریم از حضرت باری تعالیٰ۔ و علماء مخالفت می کنند۔ معلوم نمی شود که موجبِ مخالفت ایشاں چیست۔ اگر از بندہ سہوئے شدہ باشد برایشاں فرض است که اعلام کنند تا اتفاق کردہ بر کتاب اللہ عمل کردہ شود براں دعوت کردہ شود۔ کما قال اللہ تبارک و تعالیٰ :۔

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ۔۔۔ الخ ط(سورۃ النساء۔ 59) ہر که از کتابِ خدائے تعالیٰ قدم بیروں نہادہ باشد توبہ کند و اگر توبہ نہ کند واجب القتل است۔

ترجمہ:- علماء نے سوال کیا کہ آپ مسلمان کو کافر کہتے ہیں اور حکم دیتے ہیں کہ مومن بنو؟ حضرت مہدی علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہم نے کتاب اللہ کا مذہب پیش کر دیا ہے جس کسی کو کتاب اللہ مومن کہتی ہے ہم بھی مؤمن کہتے ہیں اور جس کسی کو کتاب اللہ کافر کہتی ہے اُس کو ہم بھی کافر کہتے ہیں اپنی طرف سے کوئی حکم نہیں لگاتے ہیں۔ ہم کتاب اللہ کے تابع ہیں۔ خدا کی کتاب پیش کر دیئے ہیں اور مخلوق کو توحید و عبادت کی طرف بلاتے ہیں اور ہم بارگاہِ رب العزت کی طرف سے اِسی کام پر مامور ہیں۔ اور علماء ہماری مخالفت کرتے ہیں لیکن مخالفت کا سبب معلوم نہ ہوا۔ اگر بندہ سے کوئی سہو ہو گیا ہے تو اُن کا فرض ہے کہ معلوم کریں تا کہ اتفاق کے ساتھ کتاب اللہ پر عمل کیا جا سکے اور اِسی پر دعوت کی جا سکے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "اگر تم میں کسی مسئلہ کے متعلق اختلاف ہو جائے تو اُس اختلاف کو اللہ کی طرف رجوع کر دو" (سورۃ النساء۔ 59) یعنی اللہ کی کتاب کی طرف۔ جو شخص کتاب اللہ سے بے راہ ہو گیا ہو اس کو توبہ کر لینا چاہیے اگر توبہ نہ کرے (مصر رہے) تو وہ واجب القتل ہے۔

اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ:-

(1) وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللّٰهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ ط أُولٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ ﴿27﴾ (البقرۃ)

ترجمہ:- اور جن (قرابت کے رشتوں) کو جوڑے رکھنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اُن کو توڑ دیتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں۔ یہی لوگ نقصان اُٹھانے والے ہیں۔

حدیثِ شریف:- فرمانِ رسول اللہ ﷺ ہے کہ "مظلوم کی بدعا سے بچو! اِس لیے کہ اُس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی آڑ نہیں ہوتی۔ (صحیح بخاری 1496) (صحیح مسلم 19)

ہلا دیتی ہے یارب! عرش کے کنگورے اِک دم میں ☆☆ پہنچتی ہے کہاں تک آن میں آہ و فغاں میری (شاہینؔ)

فرمانِ رسول ﷺ ہے کہ:- تین نیکیاں جن کے کرنے سے قیامت کے دن عرش کا سایہ نصیب ہو گا۔

(1)۔ ٹوٹے ہوئے رشتوں کو جوڑنا ۔ (2)۔ دل نہ چاہتے ہوئے بھی معاف کرنا ۔ (3) کسی کے گناہ کا پردہ رکھنا۔

(2) وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿101﴾ ع (آل عمران)

ترجمہ:- اور جس نے اللہ (کی ذات) کو مضبوطی سے پکڑ لیا تو وہ ضرور سیدھا راستہ پائے گا۔

اور اُس کے بعد ارشاد فرماتا ہے:-

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ص وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ج وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ط كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿103﴾ (سورۃ آل عمران)

ترجمہ:- اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو۔ اور متفرق نہ ہو جاؤ اور اللہ کی اِس نعمت کو یاد کرو جبکہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اللہ نے تمہارے دِلوں میں الفت پیدا کر دی اور تم اُس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم لوگ آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے تو اللہ نے تم کو اُس سے بچا لیا۔ اِسی طرح اللہ اپنی نشانیوں کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ تم ہدایت پاؤ۔

حدیث شریف:- حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں تم میں دو خلیفے

چھوڑ رہاہوں۔ کتاب اللہ عزوجل جو آسمان اور زمین کے درمیان کھینچی ہوئی ہے۔ اور میری عترت، میرے اہلِ بیت اور یہ دونوں ہرگز جدا نہیں ہوں گے۔ جب تک کہ وہ حوضِ (کوثر) پر نہ آجائیں۔

قرآن تو اللہ کی کتاب ہے اور آنحضرتؐ کی عترت سے مراد اُس کی فردِ کامل ہے جو قرآن کے بھی مطابق ہو۔ اور حضور ﷺ کے بھی اور ایسی کامل ہستی کون ہے؟ اُس کی طرف رہنمائی خود آنحضرتؐ نے اِس طرح فرمائی۔

"اَلْمَهْدِيُّ مِنِّي يَقْفُوا اَثَرِي وَلَا يُخْطِي" یعنی مہدی مجھ سے ہے میرے نقش قدم پر چلے گا اور کبھی خطا نہ کرے گا۔ پس معلوم ہوا کہ قرآن اور مہدی علیہ السلام سے تمسک انسان کو ہلاکت سے بچاتا اور خدا سے ملاتا ہے۔ مدینہ کے دو قبیلوں میں اسلام سے پہلے اکثر لڑائی ہوتی تھی۔ مسلمان ہو جانے کے بعد اِن میں اتفاق ہو چکا تھا لیکن یہودیوں نے وہ پرانا قصہ یاد دلا کر پھر اُن کو بھڑکا دیا۔ یہاں تک کہ قریب تھا کہ تلواریں نکل پڑیں۔ ایسے میں آنحضرتؐ وہاں پہنچے اور آپؐ نے اُن کے درمیان صلح صفائی کرا دی۔

حدیثِ شریف:- نبی کریم ﷺ کا فرمانِ مبارک ہے:- کیا تم لوگ جانتے ہو کہ صدقہ، روزہ اور نماز سے بہتر کیا ہے۔ وہ ہے "امن" کا قائم رکھنا اور لوگوں سے اچھے تعلقات رکھنا۔ کیونکہ جھگڑے اور برے جذبات انسانیت کو تباہ کر دیتے ہیں۔ (مسلم، بخاری)

حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا:-

"در اتفاق نصرتِ دین است و در نفاق ہزیمتِ دین است۔" یعنی اتفاق میں دین کی نصرت ہے اور نفاق (پھوٹ) میں دین کی شکست ہے۔

فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿89﴾ (سورۃ الانعام)

ترجمہ:- اگر یہ کافرین (قرآنی خبروں) کا انکار کریں تو ہم نے مقرر کیا ہے اُن پر ایک قوم کو جو اُن کا انکار کرنے والی نہیں ہے۔

حضرت مہدی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اُس قوم سے مراد صرف تیری قوم ہے، کوئی اور نہیں۔ مصنفِ "رسالۂ مژدہ آیات لکھتے ہیں کہ حق وہی ہے جو امامؑ نے فرمایا۔یعنی اللہ نے اپنے حبیبؐ کو خبر دی کہ کتاب وحکمت کی قسم سے جو چیزیں انبیاء علیہم السلام کو دی گئیں اگر اُن کا انکار کریں یہ سب لوگ (ھٰٓؤُلَآءِ) تو فکر نہ کرو کہ ہم نے اُن پر ایک قوم کو (قومِ مہدی کو) مقرر کیا ہے جو اُن کا انکار کرنے والی نہیں ہوگی بلکہ وہ سب اُمور کی تصدیق کرنے والی ہوگی جو آپؐ پر نیز آپؐ سے پہلے انبیاء پر نازل کی گئی ہیں۔

نقلِ مبارک (24):-(نقلیاتِ حضرت بندگی میاں عبدالرشید رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مع ترجمہ وتوضیحات)

باز گفتند که علامتِ مهدئ موعود آنست که بردے شمشیر کار نه کند۔ حضرت مهدی علیه السلام فرمودند که کارِ شمشیر بریدن است و کارِ آب غرق کردن است و کارِ آتش سوختن است پس معنيِ حديثِ رسول الله ﷺ آنست که کسے بر مهدی قادر نه شود و نتواند گشت۔

ترجمہ:- علما نے پھر سوال کیا کہ مہدئ موعود کی علامت تو یہ ہے کہ اُن پر تلوار کارگر نہ ہوگی؟ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ تلوار کا کام کاٹنا ہے اور پانی کا کام غرق کردینا ہے، آگ کا کام جلانا ہے۔ حدیثِ رسول اللہ علیہ السلام کا مطلب یہ ہے کہ کوئی طاقت مہدیؑ پر قادر ہو ہی نہ سکے گی۔

قرآنِ مجید میں اللہ جل شانہٗ کا اِرشاد ہوتا ہے کہ:-

(1) فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۖ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿64﴾ (سورة يوسف)

ترجمہ:- سو خدا ہی بہتر نگہبان ہے اور وہ سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔

(2) فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ۭ (سورة ال عمران-20)

ترجمہ:- اگر وہ لوگ آپؐ سے جھگڑا کرنے لگیں تو آپؐ کہہ دیجیے (اے محمدؐ) میں نے اپنی ذات اللہ کے حوالے کردی۔ اور وہ بھی اپنی ذات کو اللہ کے حوالے کردے گا جو میری پیروی (اتباعِ کامل) کرنے والا ہے۔

اِس خصوص میں حضرت مہدی علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی نے مجھے حکم دیا ہے کہ یہ " مَنِ " (جو " مَنِ اتَّبَعَنِ " میں آیا ہے) خاص ہے اور اِس سے مراد صرف تیری ذات ہے، کوئی اور نہیں۔

مصنفِ "رسالۂ ہژدہ آیات" حضرت میاں عبد الغفور سجاوندی رحمتہ اللہ علیہ یہ لکھتے ہیں کہ حق وہی ہے جو امامؑ نے فرمایا کیوں کہ قرینہ اِس کی خصوصیت پر آیت کے بیان میں موجود ہے یعنی پیغمبر سے دین کی دعوت سننے کے بعد انکار کرنا "خصومت اور دشمنی" کرنا اور جھگڑا کرنا کافروں کی جانب سے اور اُس کے مقابلے میں آنحضرتؐ کا اللہ کا حکم سے راضی برضا ہو جانا ہے۔ پس آپؑ کے تابع کو بھی چاہیے کہ وہ ایسا ہی ہو اور وہ "ذات" مہدئ موعودؑ کی ہے گویا آنحضرتؐ یہ فرما رہے ہیں کہ میں نے اللہ کے حکم سے اپنی نبوت کو اور اِس کتاب کو تمہارے سامنے پیش کیا لیکن تم لوگ جاننے کے باوجود محض ضد اور عناد کی بنا پر نہ میری نبوت کی تصدیق کرتے ہو اور نہ اِس کتاب پر ایمان لاتے ہو۔ تو ایسی صورت میں میں اپنی ذات کو اللہ کے حوالے کر رہا ہوں۔ اِسی طرح وہ بھی جو میرا تابع ہے اِن ہی حالات میں اپنی ذات کو اللہ کے حوالے کر دے گا۔ جبکہ اُس کے مخالفین اُس کے دعوئ مہدیت کے خلاف اُس سے حجت کریں گے اور اُس سے جھگڑا کریں گے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ متبوع کا تابع بھی مفروض الدعوۃ اور مفترض الطاعتہ ہو گا بلکہ جمیع حالات میں وہ اُس کے جیسا ہو گا۔ جیسا کہ "کشف الحقائق" میں ہے کہ اِسی سے روحِ مہدیؑ اُٹھی جیسا کہ بچہ اپنی ماں سے اُٹھا۔ پس نبیؐ کو نبوت دی گئی تو مہدیؑ کو ولایت دی گئی۔ پس مہدیؑ کی ذات نبیؐ کی ذات کی طرح، مہدیؑ کا گروہ نبیؐ کے گروہ کے مانند، مہدیؑ کا صبر نبیؐ کے صبر کے جیسا اور مہدیؑ کا توکل نبیؐ کے توکل کے مانند ہے۔ اور اکثر حالات میں مہدیؑ، نبیؐ کی طرح ہیں۔ اِس اُمت میں مہدیؑ کے سوائے کوئی دوسرا ایسا نہیں ہے۔

(رسالۂ ہژدہ آیات صفحہ 9 تا 11)

يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ حَسۡبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿64﴾ ع (سورۃ الانفال)

ترجمہ:- اے نبیؐ کافی ہے اللہ تیرے لیے اور اُس کے لیے بھی جو تیرا تابع تام ہے مومنین میں سے۔ حضرت مہدئ موعود علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ نے فرمایا اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ یہ " مَنِ " خاص ہے اور اِس سے مراد فقط تیری ذات ہے نہ کہ تیرا غیر۔ حضرت میاں عبد الغفور سجاوندی رحمتہ اللہ علیہ مصنفِ "رسالۂ ہژدہ آیات" لکھتے ہیں

کہ حق وہی ہے جو امام علیہ السلام نے فرمایا کیوں کہ قرینہ اِس کے اختصاص پر ظاہر ہے۔ آیت کا بیان یہ ہے کہ آپؐ کے لیے آپؐ کا خدا کافی ہے۔ اِسی طرح آپؐ کے تابع کے لیے بھی تسلی چاہیے تھی اور وہ تابعِ تام حضرت مہدی علیہ السلام ہیں۔ آپؐ کے زمانے میں بھی آپؑ کے دعوے کے بعد انکار کرنے والوں کی جانب سے سخت ترین عداوتوں اور ایذاؤں کا ہونا ضروری تھا۔ جیسا کہ فتوحاتِ مکیہ میں آپؑ کے حق میں مذکور ہے کہ جب یہ امام مہدیؑ نکلے گا تو نہیں ہوں گے مہدیؑ کے کھلے دشمن مگر خصوصاً فقہاء۔ کیوں کہ اُن کی بزرگی باقی نہ رہے گی اور جب مہدیؑ اُن کے عمل کے خلاف حکم کرے گا تو وہ اُس کو گمراہ سمجھیں گے کیوں کہ اُن کا اعتقاد یہ ہوگا کہ اجتہاد کا زمانہ ختم ہو گیا ہے اور نیز اُن کا اعتقاد ہے کہ اُن کے ائمہ کے بعد اب کسی کو درجۂ اجتہاد نصیب نہیں ہو سکتا۔ اگر اِس کے ہاتھ میں تلوار (معجزہ کی) نہ ہوتی تو فقہاء اُس کے قتل کا فتویٰ دے دیتے۔ اور اگر وہ صاحبِ مال و سلطنت ہوتا تو اُس کے مال کے لالچ اور اُس کی سلطنت کے خوف سے فقہاء اُس کے فرمانبردار ہو جاتے۔ پس معلوم ہوا کہ اہلِ زمانہ کی مکاری اور ایذاء رسانی نبی اور مہدی علیہما السلام سے خاص ہے اور اِن دونوں کے ساتھ غربت مخصوص ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے:-

"ان الذین بدأ غریباً و سیعود الذین کما بدأ" یعنی دین شروع ہوا غربت کی حالت میں اور قریب ہے کہ ہو جائے ویسا ہی جیسا کہ شروع ہوا۔

یعنی قریب ہے کہ مہدیؑ کے زمانے میں دین غربت کی حالت میں ہو جائے جیسا کہ نبیؐ کے زمانے میں تھا اور غربت سے مراد "ہجرت، اخراج، ایذاء اور قتل" ہے۔ اِسی لیے اللہ نے تسلی کے لیے فرمایا اے نبیؐ تیرے لیے اور تیرے تابع (مہدیؑ) کے لیے اللہ کافی ہے۔ یعنی ہم تیری نبوت کے اُمور اور تیری ولایت کے احکام کو پورے کریں گے یعنی مخالفین کی ایذاء رسانی اور مکاری اِن دونوں کو کوئی ضرر نہیں پہنچائے گی (رسالۂ ہژدہ آیات صفحہ 27-29)

حدیث شریف:- حنین کے معرکہ میں بارہ ہزار کی فوج رسولِ اکرم ﷺ کے ساتھ تھی لیکن کفار کے پہلے ہلے ہی میں فوج کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ رسول اللہ ﷺ اگر اِس فوج ہی کے بھروسے میں میدانِ جنگ میں اُترے ہوتے تو وہ شاید سب سے پہلے بھاگ کر اپنی جان بچانے کی فکر کرتے لیکن حضور ﷺ کو جس قوت پر اعتماد تھا حضور ﷺ اِس کو تنہائی میں بھی اِسی طرح ناصر و مددگار سمجھتے تھے جس طرح فوج و لشکر کے ساتھ، چنانچہ عین اُس وقت جبکہ دس

ہزار تیر انداز تیروں کا مینہ برساتے سیلاب کی طرح بڑھتے چلے آتے تھے اور آپؐ کے پہلو میں چند جاں نثاروں کے سوا کوئی اور باقی نہ رہا تھا، آپؐ سواری سے اتر آئے اور فرمایا: "میں اللہ کا بندہ اور رسول ہوں۔" پھر آپؐ نے بر گاہِ الٰہی میں دست بہ دعاء ہو کر نصرتِ موعودہ کی درخواست کی۔ پھر آپؐ کے حکم پر حضرت عباسؓ نے انصار اور مہاجرین کو پکارا۔ وہ پلٹ کر جمع ہوئے۔ دفعتاً ہوا کا رخ بدل گیا اور مسلمانوں کی شکست فتح میں بدل گئی۔ مگر دس ہزار تیر اندازوں کے بے پناہ تیروں کو بار گاہِ الٰہی میں مناجات و عبادت کی سپر پر روکنا صرف رسول اللہ ﷺ ہی کا کام تھا۔

حضورِ اکرم ﷺ کا اپنے جانی دشمن کو معاف کرنا:-

غزوۂ بخد (جمادی الاول 4 ہجری) سے واپس آتے ہوئے رسولِ اکرم ﷺ اور صحابہؓ کرام کو ایک گھنے جنگل میں دوپہر ہو گئی۔ حضور ﷺ ایک درخت کے سائے میں اُترے اور اپنی تلوار اُس درخت سے لٹکا دی۔ صحابہ کرامؓ بھی ایک ایک کر کے درختوں کے سائے میں اُتر پڑے اور آرام کرنے لگے۔ غورث بن حارث نام کا ایک بدو موقع پا کر حضور ﷺ کو سوتے دیکھ کر آیا اور آکر حضور ﷺ کی تلوار کھینچ لی۔ حضور ﷺ بیدار ہوئے تو بدو تلوار کھینچے سر پر کھڑا تھا۔ وہ کہنے لگا۔ "اب تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟" حضور ﷺ نے کمال تحمل اور اطمینان سے جواب دیا۔ "اللہ!" یہ سن کر غوث بن حارث پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ اُس نے تلوار نیام میں کر لی اور حضور ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ حضور ﷺ نے صحابہؓ کو آواز دے کر بلایا اور اُنھیں غوث بن حارث کا ماجرا سنایا۔ صحابہؓ کی خواہش تھی کہ اُسے گرفتار کر کے سزا دی جائے مگر حضور ﷺ نے اُسے جانے دیا اور کوئی سزا نہ دی۔

حضور ﷺ کا زہریلا گوشت کھلانے والی یہودیہ کو معاف کرنا:-

فتح خیبر (محرم 7 ہجری) کے بعد ایک یہودی عورت زینب بنتِ حارث نے رسولِ اکرم ﷺ کی دعوت کی۔ حضور ﷺ نے فرطِ کرم سے اُس کی دعوت قبول فرمالی۔ اُس بدبخت عورت نے بکری کا گوشت بھون کر اُس میں زہر ملا دیا اور شام کو کھانا حضور ﷺ کے سامنے رکھ کر چلی گئی۔ جسے حضور ﷺ نے اور چند صحابہؓ نے کھایا۔ حضور ﷺ نے ایک لقمہ کھا کر کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا کہ اِس کھانے میں زہر ہے۔

زینب بن حارث کو گرفتار کر کے حضور ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو اُس نے اقبالِ جرم کرتے ہوئے کہا:-
"میں نے یہ حرکت آپؐ کو آزمانے کے لیے کی تھی کہ اگر آپؐ واقعی اللہ کے رسول ہیں تو زہر آپؐ پر اثر نہ کرے گا۔ حضور ﷺ چونکہ اپنی ذات کے معاملے میں انتقام لینا پسند نہیں فرماتے تھے اِس لیے آپؐ نے اُس کا قصور معاف کر دیا۔ مگر جب ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ' جو اِس زہر آلود کھانے میں حضور ﷺ کے شریک تھے اِس زہر خورانی کے باعث شہید ہو گئے تو اُن کے قتل کے جرم میں زینب بنتِ حارث کو سزائے موت دی گئی۔

سبحان اللہ معاف کرنے کا عمل حضور اکرم ﷺ کا پسندیدہ عمل تھا۔

(1) مکہ والوں نے چاند کے دو ٹکڑے ہوتے دیکھا تو کہا محمد ﷺ نے چاند پر جادو کر دیا۔

(2) پتھروں کو کلمہ پڑھتے دیکھا تو کہا کہ جادو کر دیا۔

(3) جنگِ بدر کے موقع پر فرشتے دیکھے مگر کلمہ نہ پڑھا۔

(4) جنگِ خندق میں شکست کھائی مگر ایمان نہ لایا۔

(5) لیکن جب آپ ﷺ نے بیت اللہ کا دروازہ پکڑ کر فرمایا "جاؤ میں نے تم کو معاف کیا" تو سب جوق در جوق کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ﴿2﴾

ترجمہ:- اور آپؐ نے دیکھ لیا کہ لوگ جوق در جوق دین (اسلام) میں داخل ہو رہے ہیں۔ " رحمتہ اللعٰلمین ﷺ کو معاف کر دینا پسند تھا اور شیطان کو بدلہ لینا پسند ہے"

قاتل، عدوو دشمنِ جاں کو کیا معاف ☆☆☆ بخشش، کرم و شفقت و رحمت کی بات ہے (شاہینؔ)

نقلِ مبارک:- روایت ہے کہ پانی، آگ اور شمشیر اور اِس کے علاوہ کوئی چیز اُس ذاتِ مبارک آنحضرت مہدی

علیہ السلام پر کارگر نہیں ہوتی تھی۔ چنانچہ میر ذوالنون کے آزمائش کرنے کا واقعہ اوپر گذرا ہے۔(شواہد الولایت ۔ 415) میر ذوالنون کے تلوار چلا کر مہدی علیہ السلام کی صداقت کو آزمانے کا واقعہ سوانح مہدی موعودؑ" مولفہ حضرت سید ولی صاحب رحمتہ اللہ علیہ میں بھی جو مذکور ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ:-

" جب سرور خاں سپہ سالارِ فوجِ فراہ نے سیدنا مہدی موعود علیہ السلام کی تصدیق کی اور پھر میر ذوالنون گورنرِ فراہ کے حضور گیا اور کہا کہ قطب الاقطاب حضرت سید محمد جونپوری ہندوستان سے یہاں تشریف لائے ہیں اور اپنے کو مہدیٔ موعود آخر الزماں بتاتے ہیں، ہزاروں آدمی آپؑ کے مطیع و منقاد ہو گئے ہیں۔ نیز قاضیِ فراہ کے حضور مہدی علیہ السلام پر ظلم و زیادتی کرنے اور اُس کے نتیجہ میں اپنے خواب میں آنحضرت محمد ﷺ کو انتہائی غیض و غضب کے عالم میں دیکھنے کا واقعہ بیان کیا۔ اور کہا کہ حضورؑ کو میں نے فی الحقیقت مہدیٔ موعودؑ مان لیا ہے اور تصدیق بھی کی ہے۔ یہ سن کر میر ذوالنون نے کہا کہ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ علماء کو جمع کرنا اور ایسی تدبیر کرنی چاہیے کہ اگر وہ کاذب ہے (نعوذ باللہ) تو اُس کا جھوٹ ظاہر ہو جائے۔ اُس کے بعد میر ذوالنون نے کوتوال کو حکم دیا کہ ہم اُن سید کے پاس اُن کے دعوے کی تحقیق کے لیے جاتے ہیں۔ حکومتی آلات لے کر تم اُس مقام پر حاضر رہو۔ اور علماء نے بھی کہا اگر وہ دعوے میں کچا ہے تو گھبرا جائے گا۔ اِس حکم کے ساتھ ہی سارے شہر میں شہرت ہو گئی کہ سیدِ ہندی اور اُن کی جماعت کا اب خاتمہ ہوا جاتا ہے۔ غرض حکومتی آلات حضرت کی قیام گاہ کے قریب نصب کیے گئے۔ کوتوال جلاد کو لے کر اُس مقام پر آکر ٹھہر گیا اور اِدھر فقراء بھی گھبرا گئے۔ اور حضور اماناعلیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ حضورؑ نے اِرشاد فرمایا کہ گھبراؤ نہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہیں۔ ہم کو کوئی خوف نہیں ہے۔ اِس طرح میر ذوالنون کی سواری بڑی دھوم دھام سے پہونچی۔ شہنشاہی نقارے بجنے لگے۔ اُس وقت حضرت سیدنا اماناً اپنے حجرے کے روبرو تشریف فرما تھے۔ کلام اللہ کا بیان فرما رہے تھے۔ بہت بڑا مجمع ڈٹا ہوا تھا۔ میر ذولنون قریب تر گھوڑے پر سوار آیا۔ سپاہیوں اور چوبداروں نے مجلسِ وعظ میں بھی راستہ کشادہ کرنے کے لیے اصحاب و مہاجرین پر دست درازی کی۔ کسی کو کوڑا مارا کسی کو لکڑی سے، کسی کو تلوار کے قبضہ سے کسی کو بھالے کی نوک سے ہٹایا جانے لگا۔ غرض جابرانہ قہر و غضب کے ساتھ آگے آیا۔ حالانکہ اہلکاروں نے ایک سنہری شاہانہ جگہ میر کے لیے سنوار رکھی

تھی۔ لیکن حضرت سیدنا امامنا مہدیٔ موعود علیہ السلام نے اُس کی ذرا بھی پروانہ کی۔ بیانِ قرآن میں جس طرح مشغول تھے اُسی طرح مشغول رہے۔ مجلسِ وعظ میں میر ذوالنون جگہ چیرتا، لوگوں کو ہٹاتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ جوں ہی حضرت کی نگاہِ مبارک میر پر پڑی فرمایا، اے میر! جہاں جگہ پاؤ بیٹھ جاؤ۔ معلوم نہیں حضورؑ کے اِس فرمان کا میر پر کیا رعب و دبدبہ غالب ہوا کہ وہ اُسی مقام پر بیٹھ گیا۔ حضرت سیدنا امامناؑ نے آیۂ کریمہ:-

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۵ ط وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ لا یُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ط اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿257﴾ ع
(سورۃ البقرۃ)

ترجمہ:- اللہ اُن لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے وہ اُن کو (جہالت اور کفر) کے اندھیروں سے نکال کر (ایمان کی روشنی میں لاتا ہے اور جو کافر ہیں اُن کے دوست طاغوت (شیطان ہیں) جو اُن کو روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں۔ یہی لوگ دوزخ والے ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

اِس کے بعد سیدنا مہدیٔ موعود علیہ السلام نے میر ذوالنون کو اپنے قریب بلایا۔ میر نے ہمت کے ساتھ عرض کیا میں نے سنا ہے کہ مہدی کی علامتوں کے منجملہ یہ بھی علامت ہے کہ اُس کو تلوار نہیں کاٹے گی۔ اِس پر حضرت مہدیٔ موعود علیہ السلام نے اپنے سامنے رکھی ہوئی تلوار اُس کے حوالے فرمادی اور فرمایا کہ لو مارو۔ میر نے تلوار کھینچ کر چاہا کہ ایک ہی وار کرے مگر اُس کا ہاتھ اُوپر کا اُوپر ہی شل ہو گیا۔ پھر دوبارہ میر نے تلوار چلائی اُس وقت بھی ہاتھ شل ہو گیا۔ تیسری دفعہ میر ذوالنون نے پھر تلوار چلائی۔ پھر اُس کا ہاتھ شل ہو گیا۔ مگر حضرت سیدنا امامنا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انتہائی کریمانہ رافت سے معجزہ دِکھلایا جس سے میر ذوالنون کا ہاتھ درست ہو گیا اور فرمایا کہ تلوار کا کام کاٹنا ہے، آگ کا کام جلانا ہے اور پانی کا کام ڈبونا ہے لیکن روایت کا مطلب یہ ہے کہ مہدیٔ موعود پر کوئی غالب نہ ہو گا۔ ملا نور نے جو میر کے ہمراہ تھے، پکار کے کہا کہ واللہ یہی مہدیٔ موعود آخر الزماں ہیں۔

تصدیق و تلقین:- اُس وقت میر ذوالنون اور ملا نور تصدیق و تلقین سے مشرف ہو گئے۔ اُس کے بعد میر نے عرض کیا کہ میں مہدیؑ کا غلام ہوں اور ناصر و مدد گار ہوں۔ ضرورت کے وقت نصرتِ مہدیؑ میں مدد کروں گا۔ یہ سن کر

جناب سیدنا مہدیٔ موعود علیہ السلام نے اِرشاد فرمایا کہ مہدی اور مہدویوں کا ناصر خدائے تعالیٰ ہے۔ بہتر ہے کہ تم اپنے نفس پر تلوار چلاؤ اور یہ بھی فرمایا کہ مہدی اور مہدویوں کو اللہ کے سوا کسی امر سے محبت نہیں ہے۔ دنیا اور دنیا کے زیب وزینت سے ہم کو کوئی سروکار نہیں ہے۔ ہر حالت میں ہم کو خدا کی طلب ہے۔ ہمارا ناصر خدا ہے۔ اِس پُر تاثیر تقریر نے حاضرینِ مجلس کے پرجوش ولولوں میں اور بھی اثر کیا۔ جس سے سینکڑوں آدمی، جن کو خدا کی طلب تھی اور محبت تھی حضور سیدنا امام مہدی علیہ السلام کے مطیع ومنقاد ہوگئے۔ پھر میر ذوالنون نے حضرتؑ سے رخصت حاصل کی اور فرطِ شوق سے روزآنہ حضرت کی مہمانی کا سامان گزراننے لگے۔ تین روز تک آپؑ نے میر کی دعوت کو قبول فرمایا۔ پھر اُس کے بعد نامنظور فرمایا۔ میر ذوالنون نہایت عاقل اور عالم اور بہادر شخص تھا۔ اس لیے کڑی آزمایش کی اور اُس کے بعد تصدیق وایمان سے مشرف ہوگیا اور اُس کے سبب سے بہت سارے لوگ مشرف بہ ایمان ہوئے۔ (ملخص از سوانحِ مہدیٔ موعود 241 تا 243)

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے ☆☆☆ وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے (علامہ اقبال)

نقلِ مبارک (25):-(نقلیاتِ حضرت بندگی میاں عبدالرشید رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مع ترجمہ وتوضیحات)

واکثر یاراں روایت کردہ شدہ است کہ چوں حضرت مہدی صلی اللہ علیہ وسلم در خراسان رفتند وبہ شہرِ فراہ اقامت کردند خبر پراگندہ شد کہ سیدے آمدہ دعویٰ می کنند کہ من مہدئ موعود ہستم و برخلق تصدیقِ من ثابت ولازم است۔ قاضیِ آں شہر مر کوتوال را گویانید کہ برود جملہ اسباب خرد وبزرکِ ایں گروہ را تاراج کردہ بیار۔ بعدہٗ کوتوال کسانِ خود را بانبوہے فرستاد۔ چوں ایشاں آمدند آں زماں حضرت میراں علیہ السلام با یاراں بیروں نشستہ بودند۔ یاراں باختیاری جنگ رخصت طلب کردند۔ حضرت مہدی علیہ السلام فرمودند کہ بندہ تابعِ فرمانِ حضرت رب العالمین است ومن تابع فکر کسے یا فکر خود نہ ام صبر بکنید اگر دنبالِ من ہستید وبرمن تصدیق دارید۔ بعدہٗ کسان کوتوال جملہ اسبابِ فقراء مرداں و زناں تا سر پوشِ زناں ہم تاراج کردند۔ بعدہٗ پیشِ حضرت مہدی علیہ السلام آمدہ طلبِ شمشیر واسلاح کردند۔حضرت مہدی علیہ السلام اول شمشیرِ خود ازخود علٰحدہ کردہ پیش نہادند۔ بعدہٗ ہمہ یاراں تسلیم

شدند و موافقتِ امامِ خود کردند۔ اُو شاں تمام اسباب بروند۔ ہمدراں شب حاکمِ آں ولایت بخواب دید که حضرت رسالت پناه ﷺ ایستاده نیزه بر سینۂ اُو فرمودند که در مملکتِ تُو بر فرزندِ من چنیں ظلم شده است۔ پس حاکم ہیبت زده جواب داد که یا رسول اللہ ﷺ من خبر ندارم۔ علی الصباح تفحض کنم۔ فی الحال بیدار شده کوتوال را طلبیده گفت که من چنیں خواب دیده ام تُو چه کردۂ ۔کوتوال آنچه کیفیت بود من و عن فرانمود۔ بعدہٗ بادشاه قاضی طلبیده حبس کرده از عہدۂ اُو دور گردانید۔ و بملازمتِ حضرت گویانید که آنچه حکمِ حضرت باشد بر قاضی چناں کنیم۔ بعضے علماء و منصفانِ خود را پیشِ حضرت مہدی علیه السلام بطریقِ عذر خواہی و بطریقِ تحقیق کردنِ احوال دعوئے مہدیتِ حضرت امام علیه السلام فرستاد و گویانید که آنچه تلف شده باشد تذکره کرده بدہید تا اصنعاف خواہم فرستاد۔ ایشاں آمده عذر خواہی کردند و تذکرۂ تلفِ اسباب کردند۔ بعدہٗ حضرت مہدی علیه السلام فرمودند که از آنِ ما ہیچ تلف نه شده است۔ ماجز خدائی تعالٰی ہیچ نداریم و خدائے من از من تلف نه شده است۔ بعدہٗ ایشاں چند سوال ہا کردند۔ حضرت مہدی علیه السلام ایشاں را جواب باصواب فرمودند۔ ایشاں واپس گشته آنچه مذاکره بود من و عن گفتند و کسے که درمیانِ ایشاں عالمتر بود و گفت ائے بادشاه علمِ من پیشِ علمِ آں سید ہمچوں قطره پیشِ دریاست۔ پس بادشاه با وزیرِ معتبر و محتشم و مہیب مسمیٰ به میر ذوالنون مشورت کرد که دعوئے کلاں است چه باید کرد۔ اُو گفت که من باشوکت و قوت و با اسبابِ جنگ و با قہر و غلبه پیشِ اُو میروم۔ اگر طاقتِ آں ندارد و به ما توجه کند و التفات نماید کاذب باشد۔ والا اگر بے نیازی کند و مارا ہیبتِ اُو آید و من توجه سوئے اُو کنم لاشک مہدئ موعود باشد که جز مہدی ایں طاقت کسی ندار۔ بادشاه را

سخنِ وزیرِ قابل آمد رضا داد که ہمچنیں بکن۔ علی الصباح چنانچه گفته بود ہمچناں کرد چوں آواز مزا میر لشکر در گروهِ فقراء رسیدد و دبدبۂ لشکر دیدند و آواز شد که لشکر برائے قتل و نہب و تاراج آمد۔ بعضی فقیراں در تحیرِ افتادند ۔یکے برائے خبر کردن پیشِ حضرت مہدی علیه السلام آمد عرض کرد که لشکرِ بادشاه آمد چه تدبیر باید کرد۔ حضرت میراں علیه السلام بروتنگ آمده فرمودند که بادشاه یکی است که بے وزیر است۔ ہم درایں

لشکر در رسید و تمام حجرہا را گرد کردہ ایستادد میر ذوالنون خود باہیبت و استغناء پیشِ حضرت مہدی علیہ السلام آمد۔ کسی التفاتِ با اُو نکرد اُو متحر شد از اسپ فرود آمد و ہیبت در دلِ اُو پدید گشت به ادب به نشست۔حضرت مہدی علیہ السلام دعوت شروع کردند به اطمینان چنانچہ ہمیشہ میکردند۔ میرذوالنون به ادب دعوت شنیدن گرفت۔ حضرت مہدی علیہ السلام فرمودند نزدیک بیار، نزدیک بیامد باز فرمودند نزدیک تر بیار۔ نزدیک شد ولے در دلِ اُو ہیبتِ دیدار و ہیبتِ دعوت پدید آمد ۔ ولے قوت گرفته عرض نمود۔

اگر شما مہدیِ لغوی باشید معقول است۔ و اگر اصطلاحی ہستید حجت و برہان باید نمود ۔حضرت مہدی علیہ السلام فرمودند که حجت و برہان نمودن کارِحق تعالیٰ است و بر ما کارِتبلیغ است۔دانشمندے کامل درآں مجلس ہمراہ وزیر بود ۔اسمِ آں "ملّا نور کوزہ گر" به بلند آواز گفت اگر مہدیؑ آمد نیست پس ہمیں مرد است و گرنه ہرگز نخواہد آمد شما نکو طریق بدانید ------

("بعدہٗ آنحضرتؐ بیانِ قرآن فرمودند چوں قدرِیک آیت بیان شد دراں حال سوال کرد که در حدیثِ نبویؐ دیدہ ایم آنکه تیغ برمہدیؑ کارنکند۔ میگویند که آنحضرتؐ شمشیرِ خود دادہ فرمودند به آزمائید۔ میر ذوالنون درحال استاد و تیغ بے دریغ کشیدہ دست بداشت و ہر چند قصد کرد که بزند اماوستش۔ ہمچناں ماند بر ضرب نیامد و رویش زرد و سبز گشت و اُو بےہوش شدہ افتاد۔حضرت میراںؑ دست گرفته ہشیار کردند۔بہوش آمدہ بار شمشیر برداشت بارِ دیگر ہمچناں افتاد بھمیں نوع مرہ اخریٰ ایں کار سه بار تکرارکرد۔

آخرالامر شمشیر انداخته قدمبوس گشت۔ حضرت امامؑ فرمودند ذوالنون! کارِآتش سوختن است و کارِآب غرق کردن است وکارِ تیغ بریدن است و غرضِ فرمودنِ آنحضرتؐ رسالت پناہ آں است که کسی بر مہدی قادر نشود و نتواند گشت۔ بعدہٗ میر ذوالنون روی بتصدیق آوردہ۔

(ماخوذ از "مطلعِ ولایت" مولفه حضرت بندگی میاں سید یوسفؒ بن بندگی میاں سید یعقوب حسنِ ولایتؒ)

بعدہٗ میر ذوالنون گفت ما نوکرِ مہدی ایم۔ و ما غلامِ مہدی ایم۔ ہر جا که تیغ زدنی باید تیغ زنیم و مخالفانِ مہدی را بکشیم ۔شما مہدی ما و ما ناصرِ شما ایم۔حضرت مہدی علیه السلام فرمودند که تیغ برنفسِ خود بزن که در بے راہی نیفگند و ناصرِ مہدی حق تعالٰی است و ناصرِ گروہِ مہدی۔ نیز حق تعالٰی ایں سخن فرمودند وسلام علیکم گفته برخاستند و بطرفِ حجره رواں شدند۔ میر ذوالنون دُنبال شد تا وداع کند کسے عرض رسانید که میر ذوالنون اِذن می خواہد تا بازگردد به سوئے اُو التفات کردند و فرمودند السلام علیکم و درونِ حجره رفتند۔ میر ذوالنون بازگشت بعد ازاں اکثر خلق مطیع شدند و تصدیق کردند و رُسوم و عادات خود ترک کردند در فرمودۂ حضرت میراں علیه السلام انقیاد نمودند۔

ترجمہ:- اکثر صحابہؓ سے روایت کی گئی ہے کہ جب حضرت مہدی علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم خراسان تشریف لے گئے آپؑ نے شہر فراہ میں اقامت فرمائی اور یہ کیفیت مشہور ہوئی کہ ایک سید آئے ہوئے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ میں مہدیٔ موعود ہوں اور خلق پر میری تصدیق ثابت و لازم ہے۔ اُس شہر کے قاضی نے خاص طور پر کوتوال کو حکم دیا کہ جاؤ اُس جماعت کے چھوٹے بڑوں کو جو کچھ بھی اُن کا اسباب ہو تاراج کر کے پکڑ لاؤ۔ کوتوال نے اپنے پولیس کے جوانوں کی کثیر جماعت روانہ کی۔ جب پولیس یہاں آئی اُس وقت حضرت مہدی علیہ السلام اپنے صحابہؓ کے ساتھ باہر تشریف فرما تھے۔ صحابہؓ نے جنگ کی تیاری کے لیے اجازت طلب کی۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ بندہ حضرت رب العالمین کے فرمان کا تابع ہے۔ کسی کی فکر بلکہ خود اپنی فکر کا تابع نہیں ہے۔ اگر تم میری اِتباع میں ہو اور میری تصدیق کرتے ہو تو صبر کرو۔ بالآخر جوانانِ پولیس نے فقراء کا اور اُن کے زنانہ حصہ کا پورا سامان حتیٰ کہ عورتوں کی چادریں تک تاراج کر دیں۔ اِس کے بعد مہدی علیہ السلام کے پاس آ کر اُنھوں نے تلوار و ہتیار طلب کیے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے سب سے پہلے اپنی تلوار اپنے سے الگ کر کے حوالے کر دی پھر تمام صحابہؓ نے بھی اپنے اپنے ہتیار حوالے کر دیئے۔ اُنھوں نے اپنے امامؑ کی پوری اتباع کی۔ وہ لوگ تمام اسباب لے کر چلے گئے۔ اُسی رات اُس شہر کے حاکم (اعلیٰ) نے خواب دیکھا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اُس کے سینہ پر نیزہ رکھ کر فرما رہے ہیں کہ تیری مملکت میں میرے فرزند پر کتنا ظلم ہوا ہے؟ حاکم نے ہیبت کے عالم میں

جواب دیا کہ یارسول اللہ ﷺ مجھے خبر نہیں۔ علی الصباح تحقیق کروں گا۔ اِسی حال میں بیدار ہوا۔ کوتوال کو بلایا اور خواب کا حال بیان کرکے پوچھا کہ تُونے کچھ کیا ہے؟ کوتوال نے ساری روئداد تفصیلاً پیش کردی۔ اِس کے بعد بادشاہ نے قاضی کو طلب کیا اور قید کرکے عہدۂ قضاءت سے برطرف کردیا اور حضرت مہدی لیہ السلام کی خدمت میں عرض کروایا کہ قاضی کے بارے میں آپؑ جو حکم دیں عمل کروں گا۔ اور اپنے بعض علما اور بعض منصفین کو عذر خواہی اور دعویٰ مہدیت کی تحقیق کے لیے حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں روانہ کیا اور عرض کروایا کہ جو سامان تلف ہوچکا ہے اُس کی فہرست دی جائے تاکہ دوگنا سامان بھیج دوں۔ اُن لوگوں نے عذر خواہی کی اور تلف شدہ سامان کی فہرست طلب کی حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ ہماری آن (مِلک) کا کچھ حصہ بھی تلف نہیں ہوا ہے۔ ہم بجز خدائے تعالیٰ کے کچھ نہیں رکھتے اور ہمارا خدا ہم سے چھوٹا نہیں۔ اِس کے بعد اُن لوگوں نے چند علمی سوالات کیے حضرت مہدی علیہ السلام نے اُن کے باصواب جواب دیئے۔

اُن لوگوں نے واپس آکر جو کچھ گزرا پورا پورا بیان کردیا اور ایک شخص جو اُس جماعت میں بڑا عالم تھا اُس نے عرض کیا کہ اے بادشاہ! میرا علم، اُن سید صاحب کے علم کے مقابلہ میں قطرہ اور دریا کی نسبت رکھتا ہے۔ پس بادشاہ نے اپنے معتبر و محتشم و مہیب وزیر میر ذوالنون سے مشورہ کیا کہ دعویٰ تو بہت بڑا ہے کیا کرنا چاہیے۔ اُس نے رائے دی کہ میں شوکت و قوت اور اسبابِ جنگ اور شانِ قہر و غلبہ کے ساتھ اُن کے پاس جاتا ہوں اگر وہ اِس کی تاب نہ لاسکیں اور میری طرف متوجہ ہوجائیں تو اُن کا دعویٰ جھوٹا ہے ورنہ اگر بے نیازی برتیں اور ہم پر اُن کا رعب طاری ہوجائے اور ہمارے دل اُن کی طرف مائل ہوجائیں تو بے شک مہدیٔ موعود ہیں کیوں کہ بجز مہدیٔ موعود کے کوئی ایسی طاقت نہیں رکھتا۔ وزیر کا یہ مشورہ بادشاہ کو پسند آیا اور اجازت دی کہ یہی تدبیر اختیار کرے۔ دوسری صبح کو وزیر نے یہی کیا۔ جب فوج کے باجوں کی آوازیں آنے لگیں اور مشہور ہوا کہ یہ لشکر قتل و تاراج کرنے کے لیے آرہا ہے اور فقرا نے لشکر کا دبدبہ دیکھا تو بعض فقراء حیرانی میں پڑگئے۔ اور ایک فقیر تو خبر دینے کے لیے حضرتؑ کی خدمت میں چلے آئے۔ اور عرض کیا کہ بادشاہ کی فوج آچکی ہے کیا تدبیر کی جائے۔ حضرت میراں علیہ السلام نے اُن فقیر پر ناراضگی ظاہر کرتے ہوئے فرمایا کہ بادشاہ تو ایک ہی ہے جس کا کوئی وزیر نہیں۔ اتنے میں فوج آہی گئی اور (دائرۂ فقرا کے)

تمام حجروں کا اُس نے محاصرہ کر لیا اور میر ذوالنون رعب و استغناء کے ساتھ حضرت مہدی علیہ السلام کی طرف بڑھنے لگے۔ (اہلِ دائرہ سے) کسی نے اُن کی طرف توجہ نہ کی۔ میر ذوالنون پر حیرت طاری ہوئی اور گھوڑے سے اُتر پڑے اور دل دہلنے لگا، ادب سے بیٹھ گئے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے دعوتِ مہدیت کا بیان شروع فرمادیا۔ اُسی طمانیت وسکون کے ساتھ جیسا کہ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے۔ میر ذوالنون باادب بیان سننے لگے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا نزدیک آجاؤ میر ذولنون قریب ہوئے۔ آپؑ نے فرمایا اور قریب آجاؤ۔ وہ اور قریب ہو تو گئے لیکن دل پر ہیبت طاری ہونے لگی (اِس کے باوجود) اُنھوں نے دل تھام کر عرض کیا کہ اگر لغوی مہدی ہیں تو یہ ایک معقول بات ہے اگر اصطلاحی مہدی ہیں تو حجت و برہان چاہیے۔! حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ حجت وبرہان دِکھانا تو خدائے تعالیٰ کا کام ہے ہمارا کام صرف تبلیغ ہے۔ اِس مجلس میں ایک فاضل سمجھدار صاحب بھی وزیرِ موصوف کے ساتھ موجود تھے جن کا نام "ملا نور کوزہ گر" تھا اُنھوں نے بلند آواز سے کہا کہ اگر مہدئ موعودؑ آنا ہی ہے تو وہ یہی ہستی ہیں۔ ورنہ پھر کوئی مہدی ہرگز نہ ہوسکے گا۔ آپ لوگ اِس بات کو اچھی طرح سمجھ لو!!

(روایت کا "یہ حصہ" مطلعِ ولایت مولفہ حضرت بندگی میاں سید یوسفؒ بن حضرت بندگی میاں سید یعقوب حسنِ ولایتؒ بن حضرت بندگی میاں سید محمودؓ سے لیا گیا ہے کیوں کہ میر ذوالنون کے تیغ آزمانے کی ناکام کوشش اور پھر عاجز ہو کر امامنا علیہ السلام کے قدموں پر گر کر تصدیق سے مشرف ہونے کے واقعہ کے بغیر یہ روایت مکمل نہیں ہوسکتی! غالباً نقل کا یہ حصہ "نقلیاتِ حضرت بندگی میاں عبدالرشیدؓ مع ترجمہ وتوضیحات" سے سہواً چھوٹ گیا ہوگا۔

(واللہ عالم بالصواب)

(فقیر الحقیر سید سعید الحق شاہین تشریف اللٰہی غفرلہٗ ابنِ حضرت علامہ مرحوم ومغفور)

"اس کے بعد آنحضرتؑ نے قرآن کا بیان فرمایا۔ جب ایک آیت کی مقدار بیان ہوا تو اُس وقت میر ذوالنون نے سوال کیا کہ میں نے حدیثِ نبویؐ میں دیکھا ہے کہ "مہدیؑ" پر شمشیر کام نہیں کرے گی۔ کہتے ہیں کہ حضرت امامؑ نے اُس کو اپنی شمشیر دے کر فرمایا کہ آزماؤ۔ میر ذوالنون اُس وقت کھڑا ہوگیا اور بے تامل شمشیر کھینچ کر ہاتھ

اٹھایا اور بہت کچھ چاہا کہ شمشیر چلائے مگر اُس کا ہاتھ ویسا ہی رہا ضرب پر نہ آیا اور اُس کا منہ زرد اور سبز ہو گیا۔ اور وہ بے ہوش ہو کر گرا۔ حضرت امامؑ نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر ہشیار کیا ہوش میں آ کر پھر شمشیر اُٹھائی دوسرے بار بھی ویسا ہی ہوا۔ اِسی طرح اور ایک بار اٹھائی اِس کام کی تکرار تین بار کی آخر الامر شمشیر پھینک کر قدم بوس ہوا۔ حضرت امامؑ نے فرمایا میر ذوالنون آگ کا کام جلانا ہے اور پانی کا کام ڈوبانا ہے اور شمشیر کا کام کاٹنا ہے۔ آنحضرت رسالت پناہ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے فرمان کی غرض وہ ہے کہ کوئی شخص مہدیؑ پر قادر نہ ہو گا اور نہ ہو سکے گا۔ اِس کے بعد میر ذوالنون نے تصدیق کر کے۔۔۔۔۔" (مطلع الولایت)

کہا کہ ہم مہدی کے غلام ہیں۔ اور اُن ہی کے ملازم ہیں جس جگہ تیغ چلانے کی ضرورت ہو گی ہم تیغ چلائیں گے اور مہدیؑ کی مخالفت کرنے والوں کو قتل کریں گے۔ آپؐ ہمارے مہدیؑ ہیں اور ہم آپ کے ناصر ہیں۔

حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ تیغ اپنے نفس پر چلاؤ تا کہ وہ گمراہ نہ کر دے اور مہدی کا ناصر تو اللہ ہے اور مہدی کی جماعت کا ناصر بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ بیان فرمایا اور السلام علیکم کہہ کر اُٹھ گئے اور حجرہ کی طرف تشریف لے جانے لگے۔ میر ذوالنون بھی پیچھے چلنے لگے تا کہ رخصت چاہیں۔ کسی نے حضرتؑ سے عرض کی کہ میر ذوالنون رخصت ہونے کی اجازت چاہتے ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام میر ذوالنون کی طرف پلٹ کر صرف السلام علیکم کہتے ہوئے حجرہ میں داخل ہو گئے۔ میر ذوالنون بھی واپس چلے گئے۔ اِس کے بعد بہت زیادہ لوگوں نے تصدیق و اطاعت کا شرف حاصل کیا اور اپنے طور طریق چھوڑ کر حضرت کی تعلیم کی پیروی اختیار کی۔

(1) فَاللّٰهُ خَيۡرٌ حٰفِظًا‌ وَّهُوَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِيۡنَ ﴿64﴾ (سورۃ یوسف)

ترجمہ:- سو خدا ہی بہتر نگہبان ہے اور وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

اِس مضمون کے سلسلہ کی اور اِس سے ارتباط رکھنے والی چند آیات و احادیث روایت نمبر (24) میں پیش کی جا چکی ہیں ملاحظہ ہو۔

نقلِ مبارک (26):- (نقلیاتِ حضرت بندگی میاں عبد الرشید رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع ترجمہ و توضیحات)

ونیز منقول است کہ حضرت مہدی علیہ السلام فرمودند تاثیرِ حق ہمچو ماہِ اول است و حجت و برہان کارِ خدا وندیست۔ حجت دہد یا نہ دہد۔ بندہ را دریں چہ کار است بر ما تبلیغ است۔

ترجمہ:- نیز روایت ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا، حق کی تاثیر پہلے دن کے چاند کے مانند ہے۔ دلیل پہنچانا "خدا" کا کام ہے وہ چاہے دلیل پہنچائے یا نہ پہنچائے بندہ کو اِس میں کیا دخل ہے۔ ہمارا کام صرف تبلیغ ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ:-

(1) اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ۵ط وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓئُھُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَھُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ط اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ﴿257﴾ ع (سورۃ البقرۃ)

ترجمہ:- اللہ اُن لوگوں کا دوست (ولی) ہے جو ایمان لائے وہ اُن کو (جہالت اور کفر) کے اندھیروں سے نکال کر (ایمان کی) روشنی میں لاتا ہے اور جو کافر ہیں اُن کے دوست طاغوت (شیطان ہیں) جو اُن کو روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں۔ یہی لوگ دوزخ والے ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

(2) وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْکَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ (سورۃ الصف-8)

ترجمہ:- اور اللہ تعالیٰ کو تو اپنے نور کا پورا کرنا ہے اگرچہ کہ کافروں کو بُرا لگے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ "مَنْ اٰمَنَ بِہٖ فَقَدْ اٰمَنَ بِیْ" یعنی جو شخص "مہدیؑ" پر ایمان لایا تو بلاشبہ مجھ پر ایمان لایا۔ "وَمَنْ کَفَرَ بِہٖ فَقَدْ کَفَرَ بِیْ۔" یعنی اور جس نے مہدیؑ کا انکار کیا (دراصل) اُس نے میرا انکار کیا۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ ج (سورۃ النساء-80)

یعنی جس نے رسولِؐ خدا کی اطاعت کی اُس نے فی الحقیقت اللہ کی اطاعت کی اور حضرت ابو جعفر محمد بن علی مرتضیٰؓ

نے فرمایا جس نے مہدیؑ کی تصدیق و اطاعت کی اُس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے مہدیؑ کی نافرمانی کی اُس نے خدا کی نافرمانی کی۔

امامنا مہدئ موعود علیہ السلام نے ارشاد فرمایا " مہدی کا انکار، محمدؐ کا انکار ہے اور محمدؐ کا انکار قرآن کا انکار ہے اور قرآن کا انکار خدا کا انکار ہے۔ نیز فرمایا مہدی کا انکار محمدؐ کا انکار ہے اور محمدؐ کا انکار تمام پیغمبروںؑ کا انکار ہے اور تمام پیغمبروںؑ کا انکار خدا کا انکار ہے۔ (انصاف نامہ ع 34)

نقلِ مبارک (27):-(نقلیاتِ حضرت بندگی میاں عبدالرشید رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مع ترجمہ و توضیحات)

نقلست کہ حضرت مہدی علیہ السلام فرمودند تاثیرِ حق ہمچو ماہِ اول روز است کہ ہر روز زیادہ تر شود تا آنکہ بکمال رسد و تاثیرِ بطلان ہمچو ماہِ شب چہاردہم است کہ ہر روز نقصان میشود تا ناپید گردد۔

کما قال سبحانہٗ و تعالیٰ:-

ھُوَالَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡھُدٰی وَ دِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡھِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ ۙ ۔الخ (سورۃ التوبہ۔33)

ایضاً۔ وَقُلۡ جَآءَ الۡحَقُّ وَزَھَقَ لۡبَاطِلُ ؕ اِنَّ الۡبَاطِلَ کَانَ زَھُوۡقًا ﴿81﴾ (سورۃ بنیؔ اسرآءیل)

ترجمہ:- روایت ہے کہ مہدی علیہ السلام نے فرمایا حق کی تاثیر پہلی تاریخ کے چاند کے مانند ہے کہ ہر روز زیادتی ہوتی رہتی ہے حتیٰ کہ کامل ہو جاتی ہے اور باطل کی تاثیر چودھویں شب کے چاند کے مانند ہے کہ ہر روز کمی ہوتی رہتی ہے حتیٰ کہ روشنی ناپید ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وہ وہی خدا ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اُس کو پورے دین پر غالب کر دے۔
(سورۃ التوبہ۔33)

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:-" کہہ دو اے محمد ﷺ! کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا۔ بے شک باطل تو مٹنے ہی والا

ہے۔(سورۃ بنی آسرآءیل۔81)

"حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں حق کی تاثیر ہر روز ترقی ہی پارہی تھی۔ حتیٰ کہ افغانستان کی جیسی مملکت میں غیر معمولی مقبولیت و فتح مندی حاصل ہوئی جیسا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کو ملک عرب میں حاصل ہوئی تھی۔ پانچ سو سال قبل کے افغانستان میں مہدویہ مذہب کی تبلیغ کوئی آسان کام نہ تھا۔ امامنا علیہ السلام کی کامیابی کا اِس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ شاہِ وقت نے آپؑ کا مزارِ مبارک اور گنبدِ شریف بنائی اور اب بھی وہاں ہزاروں آپؑ کے معتقد ہیں۔ آپؑ کا عرس اہتمام سے کرتے ہیں اگرچہ کہ حضرت کے خلفا و متبعین وہاں موجود نہ رہنے اور امتداد زمانہ کی وجہ حضرتؑ کی تعلیماتِ علیٰ حالیہ باقی نہیں رہی ہیں اِس کے باوجود آج بھی مہدوی وہاں زیارت کے لیے جاتے ہیں تو اُن کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہے۔ غرض اِس روایت میں حضرت کا یہ فرمان کہ:-

"تاثیرِ حق ہمچو ماہِ اول روز است کہ ہر روز زیادہ تر شود تا آنکہ بکمال رسد۔"

حضرتؑ کے زمانہ میں حضرتؑ کے دعویٰ مہدیت کی صداقت و قبولیت سے متعلق ہے جس کی تاثیر آپؑ کے زمانہ میں درجۂ کمال کو پہنچ گئی تھی۔ یہ ترقی آپؑ کے بعد بھی رہی یا نہ رہی؟ یہ ایک علٰحدہ بحث ہے کیونکہ خود حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمادیا ہے۔ "ان الذین بدء غریباً سیعودالذین کمابدہ" یعنی دین شروع ہوا غربت کی حالت میں اور قریب ہے کہ ہو جائے گا ویسا ہی جیسا کہ شروع ہوا۔ اِسی طرح حضرت مہدیٔ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے کہ "درآخرِ وقت دین نقصان خواہد شد" یعنی آخری زمانہ میں دین میں کمی آجائے گی۔

(نقلیاتِ حضرت بندگی میاں عبدالرشیدؓ مع ترجمہ و توضیحات)

تفسیرِ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ میں سورۃ التوبہ کی آیت 33 کی تفسیر میں لکھا ہے:-

"اس ذات (اللہ تعالیٰ کی ذات) نے رسولِ اکرم ﷺ کو قرآن و ایمان اور دینِ اسلام یعنی شہادت "اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ" بھیجا تا کہ قیامِ قیامت تک دینِ اسلام کو تمام سابقہ دینوں پر غلبہ دے دے اگرچہ کہ مشرکین اِس سے کتنے ہی ناخوش ہوں۔"

اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ:-

(1) وَعِندَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ؕ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿59﴾ (سورۃ الانعام)

ترجمہ:- اور اُسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں اُن کو اِس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور جو کچھ خشکی میں اور تری میں ہے وہ سب جانتا ہے۔ اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر یہ کہ وہ اُس کو جانتا ہے۔ اور زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ ایسا نہیں جس سے وہ باخبر نہ ہو اور کوئی ہری اور کوئی سوکھی چیز ایسی نہیں ہے مگر وہ روشن کتاب میں (لکھی ہوئی) ہے۔

(2) وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿89﴾ ع
(سورۃ النَّحل)

ترجمہ:- یعنی اے محمدؐ! اور ہم نے آپؐ پر یہ کتاب قرآنِ مجید نازل کی ہے۔ ہر چیز کے "بیان" کر دینے کے لیے (جو کہ نزول کے وقت تک وجود میں آچکیں یا بوقتِ نزول وجود میں آرہی ہیں یا جو نزول کے بعد، اور اگلے دنوں میں قیامت کے قائم ہونے کے دن تک وجود میں آنے والی ہیں) اور وہ مؤمنین کے لیے ہدایت اور رحمت اور خوشخبری ہے۔

"دیکھو! کائنات کی ہر ہر چیز کا "بیان" قرآنِ پاک میں مذکور ہے، یہی قرآن کا دعویٰ ہے، اِس کے سچ ہونے میں کسی بھی مسلمان کے لیے، معمولی سا شبہ کرنا، کفر کو دعوت دینے کے برابر ہو گا، سوئی ہو کہ تاگا۔۔ چیونٹی ہو کہ اُونٹ یا ہاتھی۔ پانی ہو کہ مٹی۔۔ نظر آنے والی آگ ہو کہ دِکھائی نہ دینے والی ہوا۔۔ کیلا ہو کہ انگور یا کھجور۔۔ انسان ہو کہ شیطان۔۔ جنات ہوں کہ ملائکہ۔۔ جنت ہو کہ دوزخ۔۔ انبیا، اولیا اور صالحین۔۔ فاسقین، فاجرین اور کذاب۔۔۔ کتبِ سماوی ہوں کہ صحائفِ ربانی، ہر ہر چیز کا "بیان" قرآنِ پاک میں ہونے پر اوپر والی آیت کے ذریعہ، خدائی ادعا موجود ہے۔ (ملخوض از "تبیین القرآن" مع ترجمہ و تفسیر "مولفہ حضرت مولانا سید محمد روشن میاں صاحب قبلہؒ)

(3) وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلَتُسْئَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿93﴾ (سورۃ النحل)

ترجمہ:- اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی اُمت بنا دیتا لیکن وہ جسے چاہتا ہے گمراہی میں ہی رکھ چھوڑتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت (بینائی) سے نوازتا ہے، اور تم جو کچھ عمل کر رہے ہو تم سے اُس کی پوچھ ضرور ہو گی۔

ایک اور روایت پر اپنے بیان کو ختم کرتا ہوں۔ روایت ہے کہ "جب امام علیہ السلام اپنی نسبت قبر، کفن وغیرہ الفاظ استعمال کرنے لگے تو حضرت شاہِ نعمت رضی اللہ عنہٗ سے ضبطِ گریہ نہ ہو سکا۔ رونے کی آواز نکل گئی۔ امام علیہ السلام نے پوچھا کون روتا ہے؟ حضرت شاہ نعمتؓ نے عرض کیا، بندہ نعمت، امام علیہ السلام نے فرمایا میاں نعمت رونے کا یہ وقت نہیں ہے ابھی بندہ تم میں موجود ہے اور جب تک تم بندہ کی روش پر چلوگے بندہ کے مدعاء و مقصود کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے بندہ کے سنائے ہوئے احکامِ الٰہی پر عمل کروگے تو سمجھو کہ بندہ تم میں ہے اور رونے کا وقت وہ ہے جب بندہ تم میں نہ رہے گا۔ بندہ کی جدائی کے آثار یہ ہیں کہ خدانخواستہ خدا کی یاد اور اُس کی طلب تمہارے دلوں سے نکل جائے۔ اغنیاء و اہلِ دَوَل (اہلِ دولت و سلطنت)، دنیاداروں کا میلان تمہاری طرف ہو جائے۔ اہلِ دنیا تم سے عداوت و نفرت کرنا چھوڑ دیں اور طلبِ دیدارِ خدا جو بندہ کی دعوت کا "اصل اصول" ہے تم سے جاتا رہے تو یقین کر لو کہ بندہ تم میں نہیں ہے۔ اُس وقت روؤ جتنا رونا ہو۔۔۔ مگر انشاءاللہ مہدی و مہدویاں قیامت تک باقی رہیں گے۔

(المہدی الموعود)

ایک اور نقلِ مبارکہ یہ ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا:-

"پس از بندہ فیضِ بندہ تا قامِ قیامت باشند" یعنی اِس بندے (مہدیؑ) کے بعد بندے کا فیض قیامت قائم ہونے تک جاری رہے گا۔

غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ یہ مخبرِ صادق امامنا مہدی علیہ السلام کا ہی فیضِ رواں، صدقۂ جاریہ اور بہرۂ بیکراں ہے کہ اِسی فیضانِ کرم کی بدولت ابھی تک قیامت نہیں آئی ہے۔ بلکہ مجھے کہنے دیجیے کہ یہ ساری دنیا اِسی مذہبِ مہدویہ کی وجہ سے باقی و جاری ہے اور ہمارے فقراء کا صدقہ کھا رہی ہے۔ اور اِس بات کا ثبوت بھی کی حدیثِ شریفہ سے ملتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا جب ایک بھی مومن باقی نہ رہے گا تو قیامت ڈھادی جائے گی!!!۔

امامنامہدئ موعود علیہ السلام نے چھوٹی بڑی تمام عبادتوں کو خالصاً لِی وجہ اللہ اور خدا کی عبادت کو خدا کی خوشنودی کے لیے خالص رکھنا اور بجالانا سکھا کر معیارِ عبادت کو بلند فرمادیا ہے۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم کو دینِ مہدیؑ کو سمجھنے اور اُس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے کیونکہ امامنا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ بندہ اپنے کان سے جو کچھ خدا کی آواز سنتا ہے زبان سے ادا کرتا ہے تم عمل کرو یا نہ کرو تم جانو اور خدا جانے۔ اور ایک دفعہ آپؑ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ **تصدیقِ بندہ عمل است** یعنی بندے کی تصدیق عمل ہے۔ اور یہ بھی روایت آئی ہے کہ:-

نیز فرمودند کہ تصدیقِ مہدی عمل کردن است، نہ اقرار نہ اعتقادِ مجرد۔"

یعنی نیز فرمایا کہ مہدیؑ کی تصدیق عمل کرنا ہے نہ کہ صرف اقرار اور اعتقادِ مجرد۔ (نقلیاتِ میاں عبدالرشیدؒ)

درجِ ذیل ایک آرٹکل منسلک کیا جاتا ہے جس سے امامنا حضرت مہدئ موعود علیہ السلام کی خلیفۃ اللّٰہی شان عیاں ہے۔

امام آخِرُالزماں خَلِیْفَۃُ الرَّحْمٰنُ حضرت بندگی میراں سید محمد مہدئ موعود علیہ السّلام کی دعْوَتِ اِلَی اللہ

مولفہ:-

پیرِ روشن ضمیر، صاحبِ ذکرِ کثیر، شاہدِ بدرِ منیر فاضل العصر

حضرت مولانا میاں سید عبدالحیؒ عرف حافظ میاں قبلہ ثانی رحمتہ اللہ علیہ

امامنا و سیدنا حضرت بندگی میراں سید محمد مہدئ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادتِ باسعادت ہندوستان کے شہر جونپور میں حضرت سید عبداللہؓ اور بی بی آمنہؓ عرف آقاملک کے گھر 14 / جمادی الاول 847 ہجری کو ہوئی۔ چالس سال کی عمرِ شریف سے آپؑ نے بحکمِ خدا دعوتِ اِلی اللہ شروع فرمائی اور (23) سال تک یہ سلسلہ جاری رہا۔

910 سنہ ہجری میں مکہ معظمہ میں حج کے بعد رکن ومقام کے درمیان بحکمِ خدا دعویٔ مہدیت فرمایا۔ پھر 903 سنہ ہجری میں احمد آباد کی جامع مسجد میں دعویٔ مہدیت فرمایا۔ 905 سنہ ہجری میں بڑلی کے مقام پر تیسری مرتبہ دعویٔ موکدہ فرمایا۔ 910 سنہ ہجری میں فراہ (افغانستان) کے مقام پر وصالِ مبارک ہوا۔ حضور امامنا کی دعوت الی اللہ کا خلاصہ آپؑ کے ارشادِ مبارک سے یہ ہے۔

من کتاب اللہ پیش کردہ ام و خلق را سوئے توحید و عبادت دعوت می کنم و من مامور برائے ایں کارم از حضرت باری تعالٰی۔ (انصاف نامہ باب پنجم)

ترجمہ:- میں نے اللہ کی کتاب پیش کی ہے اور خلق کو توحید اور عبادت کی طرف بلاتا ہوں اور حضرت باری تعالٰی کی طرف سے اِس کام پر مامور ہوں۔

905 سنہ ہجری میں دعویٔ موکدہ فرمانے کے بعد علماء، فقہاء، سلاطین و امراء اور دیگر عوام الناس کو جو دعوتی مکاتب روانہ فرمائے اُن کے چند اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں۔

"رقعہ بشہر چاپا نیر نوشتند کہ دراں زماں دارالسلطنت ملک گجرات بودہ مضمونش آں کہ بندہ سید محمد بفرمانِ خدائے تعالٰی دعوئ مہدیت کردہ ام در حالتے کہ تمام عقل برجاء صحو است نہ غلبۂ سُکر و سَہو و من کل الوجوہ صحت داریم نہ اثرِ زحمت و انچہ روزی ماست۔ خدائے تعالٰی با اہل و عیال مامی رساند، چیزے اضطرارِ فقر و اضطرابِ زوجیت ہم نیست۔ من ذالک بامراللہ تعالٰی می گویم کہ ایں ذات مہدئ موعود آخر الزماں است۔" (مطلع الولایت)

ترجمہ:- شہر چاپانیر کو رقعہ لکھا کہ اُس زمانے میں یہ شہر ملکِ گجرات کا دارلسلطنت تھا۔ اُس کا مضمون یہ ہے کہ بندہ سید محمد خدائے تعالٰی کے فرمان سے مہدیت کا دعویٰ کیا۔ اِس حال میں کہ عقل درست ہے، ہوشیاری ہے اور بھول چوک اور بے ہوشی کا غلبہ نہیں ہے۔ ہر جہت سے صحت ہے کسی زحمت کا اثر نہیں ہے اور جو کچھ ہمارا رزق ہے ہمارے اہل و عیال کے ساتھ خدائے تعالٰی پہنچاتا ہے۔ اضطرارِ فقر نہیں ہے اور زوجیت کے لیے اضطراب بھی

نہیں ہے۔اِس حال میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے کہتا ہوں کہ یہ ذات مہدیٔ موعود آخر الزماں ہے۔

یاایھاالناس اعلموا انی محمد ابن عبداللہ سمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم جعلنی اللہ خاتماللولایۃ المحمدیۃ و خلیفۃ علی امۃ المکرمۃ فاناالمھدی الذی وعدت بالبعث فی آخرالزماں و اناالذی کنت مبشراً بالمحئی بلسان رسول الانس و الجان، و اناالذی ذکرت فی صحف الانبیاء و المرسلین ، و انا الذی وصفت فی زبرالاولین و الآخرین ادعوا الی اللہ

علٰی بصیرۃ بحکم اللہ و باذن رسول اللہ المنان (القول المحمود)

ترجمہ:-اے لوگو! اِس امر کو سمجھ لو کہ میں محمد ابنِ عبد اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم نام ہوں مجھے اللہ تعالیٰ نے ولایتِ محمدیہؐ کا خاتم اور اپنے نبیؐ کی بزرگ اُمت پر خلیفہ بنایا ہے۔پس میں وہی مہدی ہوں جس کے آخر زمانے میں مبعوث ہونے کا وعدہ کیا گیا ہے اور میں وہی ہوں جس کی خبر رسولِ انس و جن کی زبانِ مبارک سے دی گئی ہے اور میں وہی ہوں جو پیغمبروں کے صحیفوں میں ذکر کیا گیا ہوں۔میں وہی ہوں جس کی توصیف طائفہائے اولین و آخرین نے کی۔میں اللہ کی طرف بصیرۃ پر اللہ اور اُس کے رسول کے حکم سے بلاتا ہوں۔

نیز اِن مکاتیب میں ارشاد فرمایا کہ:-

با مر اللہ می گویم کہ ایں ذات مہدئ موعود آخرالزماں است و بر ایں مدعا اِتباعِ کلام اللہ و پیروئ محمد رسول اللہ ہردو شاہد اند۔پس ہریکے از سلاطین و اُمراء و خواتین و وزراء و علماء و صلحاء و بر ہر اجناسِ خلائق لازم است کہ آں را تفحص و تحقیق کردہ روے بتصدیق آورند (مولود شریف)

ترجمہ:-اللہ تعالیٰ کے حکم سے کہتا ہوں کہ یہ ذات مہدیٔ موعود آخر الزماں ہے اور اِس مدعاء پر اِتباعِ کلام اللہ اور پیروِیِ محمد رسول اللہؐ ہر دو گواہ ہیں۔پس سلاطین، امرا، خواتین، وزرا، اغنیا، علما و صلحا اور ہر قسم کی خلائق پر لازم ہے کہ اِس پر غور کریں اور تحقیق کر کے تصدیق کریں۔

اگر کسے خواہد کہ صدقِ ما را معلوم کند باید کہ از کلامِ خدا و اِتباعِ محمد رسول اللہ

دراحوال و اعمال و اقوال مابجوید و فهم کند۔ کما قال اللہ تعالیٰ :-

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ؕ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿108﴾ (سورۃ یوسف) (عقیدۂ شریفہ)

ترجمہ:- اگر کوئی ہمارے دعوے کی صداقت معلوم کرنا چاہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ کلام اللہ اور اتباعِ رسول اللہ کے معیار پر ہمارے احوال و اقوال اور افعال میں جستجو کرے اور سمجھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کہو (اے محمدؐ) یہ میرا راستہ ہے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بصیرت پر بلاتا ہوں اور وہ (مہدیؑ) بھی بلائے گا جو میرا تابعِ تام ہے۔ سبحان اللہ میں مشرکوں سے نہیں ہوں۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ اللھم آئتنا تصدیق المھدی الموعود کما ھو تصدیقه

شائع شدہ اخبارِ رہنمائے دکن مورخہ 14/ڈسمبر 1989ء عیسوی

منجانب ادارۂ تبلیغِ مھدویه مشیرآباد

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

(کتاب جاری ہے)